بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

جلد 74

شمارہ 51-52

ایڈیٹر
منصور احمد

خصوصی شمارہ "جلسہ سالانہ نمبر"

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
80 ڈالر امریکن
60 یورو

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 | 26 ر جمادی الثانی - 4 ر رجب 1447 ہجری قمری | 18-25 ر فتح 1404 ہجری شمسی | 18-25 ر دسمبر 2025

قومی یکجہتی کی اہمیت و برکات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

جلسہ سالانہ UK کے موقعہ پر عالمی یکجہتی کا روح پرور منظر
پیار بھرے روحانی ہاتھ میں سب دنیا کے ہاتھ

59ویں جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر مؤرخہ 27؍جولائی 2025ء کو عالمی بیعت کا ایمان افروز نظارہ
111 ممالک کی 500 قوموں کے 2,44,408 افراد محبت کی لڑی میں پرو دیئے گئے

جلسہ سالانہ برطانیہ 2025ء کے موقعہ پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب فرماتے ہوئے

جلسہ سالانہ برطانیہ 2025ء میں غیر از جماعت معززین تأثرات بیان کرتے ہوئے

اسلامی تعلیمات میں قومی یکجہتی کی جو اہمیت اور برکات بیان کی گئیں ہیں خلافت احمدیہ کے زیر سایہ جماعت احمدیہ اسکی عملی تصویر ہے

بدر کے خصوصی نمبر کیلئے حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا محبت بھرا پیغام

بدر کے خصوصی شمارہ ''قومی یکجہتی کی اہمیت و برکات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں'' کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جو بصیرت افروز پیغام ارسال فرمایا ہے وہ قارئین بدر کے ازدیاد علم کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ادارہ بدر حضرت امیر المومنین کا شکر گزار ہے کہ حضور اقدس نے باوجود شدید مصروفیات کے بدر کے قارئین کے لئے اپنا مبارک پیغام ارسال فرمایا ہے۔ (ادارہ)

پیارے قارئین ہفت روزہ بدر قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ اخبار بدر کو ''قومی یکجہتی کی اہمیت اور برکات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں'' کے عنوان سے ایک خصوصی نمبر شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

مجھ سے اس بارے میں پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میں اس حوالے سے چند باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

اسلام نے مسلمانوں کو باہم مودت واخوت، یکجہتی اور اتحاد کی تعلیم دی ہے اور آپس میں اختلاف اور تفرقہ سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ (آل عمران:104) ترجمہ: اور تم سب (کے سب) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو ضلالت اور گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ مَنْ شَذَّ شُذَّ اِلَى النَّارِ۔ جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔ (ترمذی کتاب الفتن)

یہی تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی جماعت کو دی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں...... اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سر ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے...... غرض صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے طیار ہو رہی ہے اُسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے طیار کی تھی۔ اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے۔ اس لئے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو، اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو، باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔'' (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 317 تا 319)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔'' (الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306 تا 307)

پس ہمارا مقصد اور مدعا تو یہی ہے کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وحدت آج صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا خاصّہ ہے۔ باقی سب انتشار کا شکار ہیں اور رہیں گے جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انعام کی قدر نہیں کریں گے۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ خلافت کی برکت سے ترقی کی شاہراہوں پر گامزن ہیں اور کل عالم میں اسلام کا پرچم بلند کرتے چلے جارہے ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت ایک ہاتھ پر متحد رہے۔ چنانچہ ایم ٹی اے کی جو نعمت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اس نے جماعت میں وحدت اور خلافت سے ایک تعلق کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایم ٹی اے پر جب خلیفۂ وقت کے خطبات جمعہ اور خطابات نشر ہوتے ہیں تو سب دنیا میں پھیلے ہوئے ہر ملک وقوم اور ہر رنگ ونسل کے احمدی نہایت محبت اور عقیدت سے سنتے ہیں اور اپنے ایمان وایقان میں تقویت پاتے ہیں اور وحدت ویگانگت میں ترقی کرتے ہیں۔ پس اسلامی تعلیمات میں قومی یکجہتی کی جو اہمیت اور برکات بیان کی گئی ہیں آج خلافت احمدیہ کے زیر سایہ جماعت احمدیہ اس کی عملی تصویر ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام قارئین کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین

’’قومی یکجہتی کی اہمیت و برکات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں‘‘

فہرست مضامین

	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا محبت بھرا پیغام قارئین بدر کے نام	1
2	اداریہ	2
3	ارشاد باری تعالیٰ	3
4	احادیث نبوی ﷺ	4
5	سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع۔ شرف انسانی کا عالمی منشور	5
6	ہندوستان میں امن و اتحاد کے قیام کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی گرانقدر تجاویز	6
7	امنِ عالم اور قومی یکجہتی کے لئے اسلام کی بے نظیر تعلیمات	10
8	پوپ صاحب کے نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مراسلہ	12
9	خادم الحرمین الشریفین کے نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مراسلہ	14
10	مذہبی فضاء میں امن کا پیغامبر	15
11	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ قومی یکجہتی کے زریں ارشادات	20
12	اسلام میں عدل وانصاف کی تعلیمات	27
13	اسلام میں مساوات کی تعلیم	34
14	حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تصنیف لطیف ’’پیغام صلح‘‘ کی روشنی میں قومی یکجہتی کی تجاویز	40
15	خلافت علیٰ منہاجِ نبوت امت مسلمہ میں اتحاد و یکجہتی کی واحد ضامن ہے	46
16	قومی یکجہتی سے متعلق جماعت احمدیہ کی مساعی اور غیر از جماعت معززین کی آراء	47

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

قومی یکجہتی مگر کیسے حاصل کریں!

وطن عزیز بھارت جو مختلف مذاہب، قوموں، رنگوں اور نسلوں کا گہوارہ ہے وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اسکی قومی یکجہتی کی فضا مکدّر ہوتی چلی جارہی ہے۔ اس میں مختلف مذاہب کا تو اتنا رول نہیں ہے البتہ سیاست کو کامیاب بنانے کے لئے مذاہب کا غلط اور گھٹیا استعمال اس کا ذمہ دار ہے اور اس میں مذاہب سے تعلق رکھنے والے سیاستدان شامل ہیں۔ وہ سیاستدان جن کا تعلق ہندو مذہب سے ہے وہ اپنے ہندو ووٹروں میں سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے ہندو دھرم کو خطرے میں بتا کر دیگر مذاہب کے لوگوں سے انہیں لڑوا کر اپنی سیاست کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ کامیابی اُن کو اس وقت بہت قریب نظر آتی ہے جب ہندو مذہب کے مذہبی راہنما ایسے سیاستدانوں کے ہمنوا اور مددگار بن جاتے ہیں اور ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اپنے ہم مذہب لوگوں کو شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں خواہ اس کے لئے بعض دفعہ تشدد کا بھی سہارا لینا پڑے۔

یہی حال مسلم سیاستدانوں کا ہے کہ وہ بھی اپنی سیاسی کامیابی کے لئے اسلام کو خطرے میں بتا کر مسلم عوام کو اپنے اس مذموم مقصد میں شامل کرتے ہیں اور اپنے مقصد کو مضبوط بنانے کے لئے مسلم علماء کا بھی سہارا لیتے ہیں تا کہ اس کے ذریعہ اپنی سیاسی دوکان کو چمکا سکیں۔ یہی حال دیگر مذاہب اور قومیتوں کے سیاستدانوں کا بھی ہے۔ اور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پڑوسی ملکوں میں بھی اپنی سیاسی دوکانوں کو چمکانے کے لئے مذہب کا لبادہ اوڑھنے کا مذموم دھندہ خوب زوروں پر ہے۔

پاکستان اس معاملہ میں ہندوستان کی نسبت آگے ہے اور وہاں پر سیاستدانوں نے مولویوں کی مدد سے اپنی دکانوں کو گزشتہ پانچ دہائیوں میں خوب ’’چمکایا‘‘ ہے لیکن بالآخر اب پاکستان کا جو حال ہے وہ سب کے سامنے ہے کہ نہ وہاں سیاست قائم رہ سکی اور نہ مذہب کی اصلیت قائم رہ سکی۔ نہ اقتصادیات قائم رہ سکی اور نہ سوشل تعلقات قائم رہ سکے۔ مذہب، سیاست، اقتصادیات، معاشیات وہاں سب کچھ بکھر کر پارہ پارہ ہو چکے ہیں اور اب پریشان ہو کر پاکستانی حکومت مذہبی انتہا پسندوں کے خلاف ایکشن لے رہی ہے۔

ہندوستان میں یہ حالات اب پاکستان کے بعد پیدا ہو رہے ہیں اور قابل افسوس بات یہ ہے کہ دن بدن بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ پاکستان نے جب سیاست میں مذہبی انتہا پسندی کی شروعات کی تو اس کے سامنے حالیہ دور کا کوئی نمونہ نہیں تھا جس سے سبق حاصل کر کے وہ پیچھے ہٹ جاتا لیکن ہندوستان کے سامنے پاکستان کا قابل عبرت نمونہ موجود ہے۔

صرف یہی نہیں ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے سامنے یورپ کی سابقہ تاریخ بھی موجود ہے جبکہ بارہویں اور تیرہویں صدی کا وہ بھیانک اور تاریک دور یورپ پر آیا تھا۔ اور اس دور کے مذہبی انتہا پسندوں نے اپنے مذموم دنیوی مفادات کی تکمیل کے لئے معصوم انسانوں پر مظالم ڈھائے، دانشوروں اور سائنسدانوں کو شرمناک سزائیں دی گئیں۔ گلیلیو اور اُس جیسے کئی دانشور مذہبی ٹھیکیداروں کے کٹہرے میں کھڑے کئے گئے لیکن جب یورپ نے سیاست اور مذہب کو الگ کر کے سیکولر سوچ کی شروعات کی تو وہاں ترقی کا دور دورہ ہوا اور آج بھی یورپ کے ممالک برصغیر اور ایشیا کے کئی ممالک سے آگے ہیں۔

اُس دور کو یورپ کا احیاءِ نو کہا جاتا ہے۔ کاش بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش کے سیاستدان اور مذہبی راہنما یورپ کی اس تاریخ سے سبق سیکھیں اور پھر سے اُس تاریخ کو نہ دہرائیں۔ پھر سے اُس تلخ تجربہ کا اعادہ نہ کریں جس سے صدیوں ایک قوم نے تکلیف اُٹھائی۔

لیکن بات یہاں پر ہی ختم نہیں ہوتی۔ یورپ کی اس دنیوی ترقی میں اُس نے مذہب کے مثبت رول کو بھی نظر انداز کر کے مذہب کو یکسر فراموش کر دیا ہے جس کے نتیجہ میں وہاں اخلاق کا فقدان ہو گیا ہے۔ آزادی کے نام پر شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے اور وہ Rivival کے اس دور کے بعد پھر روحانی مُردنی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

ہندوستان و پاکستان جیسے ترقی یافتہ ممالک یورپ کی اس تاریخ سے بہت سے سبق سیکھ سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ مذہب کے نام پر دنیوی مفادات حاصل کرنے والے تمام دنیوی مفاد پرست مذہبی ’’راہنماؤں‘‘ کو خیر آباد کہیں اور پھر مذہب کے اُس عظیم مقصد کو حاصل کریں جس کے نتیجہ میں انسان کا خدا سے تعلق قائم ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیوی ترقی بھی اپنی جگہ قائم رہے گی اور مذہبی ترقی جو دراصل روح کے اطمینان کا ایک بڑا ذریعہ ہے وہ بھی حاصل ہوگی۔

یہی وہ نسخہ ہے جس سے ہم قومی یکجہتی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہندوستان یا دیگر ترقی پذیر ممالک اُس وقت تک ترقی حاصل نہیں کر سکتے جب تک اُن میں آپسی اتفاق و اتحاد کی فضا قائم نہ ہو اور پھر وہ اتفاق و اتحاد ان مُلکوں سے نکل کر دیگر ہمسایہ ممالک تک نہ پھیل جائے یہاں تک کہ تمام دنیا اتفاق و اتحاد اور یکجہتی کے نور سے منور نہ ہو جائے اور یہ عظیم کام مفاد پرستی کی سیاست اور دنیوی مفادات کی خاطر مذہب کے استعمال سے انجام تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ صرف اور صرف بے لوث محبت ہی اس کو پروان چڑھا سکتی ہے۔ اور بے لوث محبت صرف اور صرف خالص روحانیت سے حاصل ہو سکتی ہے اور جس کے لئے ہمارے مذاہب میں بے حد سرمایہ موجود ہے۔ ضرورت ہے کہ ہر مذہب کے دانشور محبت و اتحاد کے اس قیمتی سرمایہ کو اپنی مقدس مذہبی کتب سے نکال کر عوام کے سامنے پیش کریں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ

(بیقہی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق۔ بحوالہ حدیقۃ الصالحین) (حدیث نمبر 712)

آج کے اس دور میں اسلام کی امن بخش تعلیمات جنہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا ہے آپ کے موجودہ خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب دنیا کے ساتھ پیش فرما رہے ہیں اس کیلئے ضروری ہے کہ حضور اقدس کے ان خطابات اور خطوط کا مطالعہ کیا جائے جو World Crises and Pathway to Peace کے عنوان سے شائع شدہ ہیں۔

یہ گفتگو ایک بشپ صاحب کے تاثرات پر ختم کی جاتی ہے جو انہوں نے حضور اقدس کے یورپین پارلیمنٹ کے خطاب کو سُن کر ظاہر فرمائے تھے۔ بشپ صاحب نے کہا تھا:

’’یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اگر اس دنیا کو مل جائیں تو امنِ عامہ کے حوالہ سے اس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں میں بلکہ دنوں میں برپا ہو سکتا ہے۔ اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ مَیں اسلام کے بارہ میں کوئی بھی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ آپ کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میرے نقطۂ نظر کو کلیۃً تبدیل کر دیا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 4/جنوری 2013ء)

پس ضروری ہے کہ امن اور قومی یکجہتی کے لئے خلافت احمدیہ کی مضبوط اور لازوال رسّی کو تھام لیا جائے۔ قومی یکجہتی کی خواہش رکھنے والے کیلئے بس یہی ایک پیغام ہے جو اُمید کی کرن ہے اور ہمارے دل کی آواز ہے۔ اس اُمید کے ساتھ یہ پیار بھرا تحفہ ہم آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

……☆……☆……☆……

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان سے انصاف کرنے، احسان کرنے اور قریبی رشتہ داروں جیسا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّاُنۡثٰی وَجَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا۔ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ ○ (سورۃ الحجرات 14)

اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلا شبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

......☆......☆......

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنۡھَا زَوۡجَھَا وَبَثَّ مِنۡھُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِہٖ وَالۡاَرۡحَامَ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ○ (سورۃ النساء 2)

اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مَردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رِحموں (کے تقاضوں) کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

......☆......☆......

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡھُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُنَّ خَیۡرًا مِّنۡھُنَّ ۚ وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ۔ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ ۚ وَمَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ○ (سورۃ الحجرات 12)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔

......☆......☆......

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنَاکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّاُنۡثٰی وَجَعَلۡنَاکُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ۚ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقَاکُمۡ ۚ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ (الحجرات:14)

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا اور بہت خبر رکھنے والا ہے۔

......☆......☆......

لَا یَنۡھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَلَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡھُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَیۡھِمۡ۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ ○ (سورۃ الممتحنہ 9)

اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں قتال نہیں کیا اور نہ تمہیں بے وطن کیا کہ تم اُن سے نیکی کرو اور اُن سے انصاف کے ساتھ پیش آؤ۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

......☆......☆......

اِنَّمَا یَنۡھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ قٰتَلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَاَخۡرَجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ وَظٰھَرُوۡا عَلٰۤی اِخۡرَاجِکُمۡ اَنۡ تَوَلَّوۡھُمۡ ۚ وَمَنۡ یَّتَوَلَّھُمۡ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ○ (سورۃ الممتحنہ 10)

اللہ تمہیں محض اُن لوگوں کے بارہ میں منع کرتا ہے جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے لڑائی کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہیں نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی کہ تم انہیں دوست بناؤ۔ اور جو اُنہیں دوست بنائے گا تو یہی ہیں وہ جو ظالم ہیں۔

......☆......☆......

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ھُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ○ (سورۃ المائدہ 9)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

......☆......☆......

قُلۡ یٰۤاَھۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ۔ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡھَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ○ (سورہ آل عمران 65)

تُو کہہ دے اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی چیز کو اُس کا شریک ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اللہ کے سوا ربّ نہیں بنائے گا۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہنا کہ یقیناً ہم مسلمان ہیں۔

......☆......☆......

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا۔ وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡھَا نَذِیۡرٌ ○ (سورۃ الفاطر 25)

یقیناً ہم نے تجھے حق کے ساتھ بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت نہیں مگر ضرور اس میں کوئی ڈرانے والا گزرا ہے۔

......☆......☆......

فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعۡمَۃً۔ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ○ (سورۃ الحجرات 9)

اللہ کی طرف سے یہ ایک بڑے فضل اور نعمت کے طور پر ہے۔ اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

......☆......☆......

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی وَیَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَالۡبَغۡیِ ۚ یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ○ (سورۃ النحل 91)

یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم عبرت حاصل کرو۔

......☆......☆......

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھۡلِھَا ۙ وَاِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ۔ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمۡ بِہٖ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا ○ (سورۃ النساء 59)

یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ

(البقرہ:154)

ترجمہ: اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

احادیث نبوی ﷺ

تمام مخلوق اللہ کا خاندان ھے

اللہ کو سب سے پیارا وہ ہے جو اسکے خاندان سے حسن سلوک کرتا ہے

عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ حَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ خُطْبَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ وَسْطِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ، اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی اَبَلَّغْتُ ؟ قَالُوْا بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ثُمَّ قَالَ : اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا ؟ قَالُوْا : یَوْمٌ حَرَامٌ ، قَالَ : اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا ؟ قَالُوْا : شَھْرٌ حَرَامٌ، قَالَ : ثُمَّ اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا ؟ قَالُوْا: بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ : فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَرَّمَ بَیْنَکُمْ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ، قَالَ:وَلَا اَدْرِیْ،قَالَ اَوْ بَلَدَکُمْ ھٰذَا ۔ اَبَلَّغْتُ ؟ قَالُوْا : بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ۔

حضرت ابونضرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے حضور کا وہ خطبہ حجۃ الوداع سُنا جو آپؐ نے ایام مِنٰی میں دیا تھا۔ کہ آپ نے اپنے اس خطبہ میں فرمایا اے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے۔تمہارا باپ ایک ہے یاد رکھو کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی سُرخ وسفید رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ و سفید رنگ والے پر کسی طرح کی کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں تقویٰ اور صلاحیت وجہ ترجیح اور فضیلت ہے۔کیا میں نے یہ اہم پیغام پہنچادیا لوگوں نے (بلند آواز سے) عرض کیا ہاں اللہ کے رسول نے یہ پیغامِ حق اچھی طرح پہنچادیا پھر آپؐ نے فریا یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے جواب دیا (ایّام حج کا) بڑا محترم دن ہے۔ پھر آپؐ نے پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ (ذوالحجہ کا) بڑا محترم مہینہ ہے۔ پھر پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے جواب دیا۔ یہ (مکّہ کا) بڑا محترم شہر ہے۔اس پر آپؐ نے فرمایا۔تمہاری جانیں تمہارے اموال (راوی کو یاد نہیں کہ آپؐ نے آبرو کا ذکر بھی فرمایا یا نہیں) اسی طرح قابلِ عزّت اور حُرمت والے ہیں جس طرح یہ دن یہ مہینہ اور یہ شہر حُرمت والے ہیں (یعنی جس طرح ان کی بے حُرمتی کا تم خیال بھی نہیں کرسکتے اسی طرح لوگوں کی جانوں اور ان کے مالوں اور ان کی آبروؤں کی بے حرمتی بھی ناجائز ہے۔) پھر آپؐ نے پوچھا۔کیا میں نے یہ اہم پیغام پہنچادیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں اللہ کے رسول نے سب کچھ پہنچادیا ہے۔آپؐ نے فرمایا تو جو موجود ہیں وہ ان تک بھی اس پیغام کو پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں۔

(مسند احمد جلد 5 صفحہ 411 مسند احمد جلد 1 صفحہ 230 عن ابن عباسؓ)

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین مصنفہ ملک سیف الرحمٰن صاحب حدیث 704)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا یَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ، وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا ۔ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ : لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یَحْقِرُہٗ وَلَا یَخْذُلُہٗ اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا ۔ وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِہٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَمَالُہٗ وَعِرْضُہٗ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے بڑھ چڑھ کر بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو ایک دوسرے سے پیٹھ نہ موڑو یعنی بے تعلقی کا رویّہ اختیار نہ کرو ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا۔اس کی تحقیر نہیں کرتا۔اس کو شرمندہ یا رسوا نہیں کرتا۔ آپؐ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔تقویٰ یہاں ہے۔ یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے پھر فرمایا۔ انسان کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے ہر مسلمان کا خون ، مال اور عزّت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام اور اس کے لئے واجب الاحترام ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ)

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین مصنفہ ملک سیف الرحمٰن صاحب حدیث 705)

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّۃِ ھٰذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَۃِ وَالْوُسْطٰی وَفَرَّجَ بَیْنَھُمَا۔

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اور یتیم کی دیکھ بھال میں لگا رہنے والا جنّت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے۔آپؐ نے وضاحت کی غرض سے انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر دکھایا کہ اس طرح۔

(بخاری باب فضل من یعول یتیمًا)

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین مصنفہ ملک سیف الرحمٰن صاحب حدیث 712)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّجِفَّ عَرَقُہٗ۔

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔

(ابن ماجہ کتاب الرھون باب اجرا الاجراء)

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین مصنفہ ملک سیف الرحمٰن صاحب حدیث 728)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ثَلَاثَۃٌ اَنَا خَصْمُھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ، رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَہٗ وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْہُ وَلَمْ یُعْطِہٖ اَجْرَہٗ۔

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن مَیں سخت باز پُرس کروں گا۔ ایک وہ جس نے میرے نام پر کسی کو امان دی اور پھر دھوکا بازی اور غدّاری کی۔ دوسرا آدمی وہ ہے جس نے کسی آزاد کو پکڑ کر بیچ دیا اور اس کی قیمت لے کر کھا گیا۔تیسرا آدمی وہ ہے جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا، اس سے پورا پورا کام لیا لیکن اس کو طے شدہ مزدوری نہ دی۔

(بخاری کتاب البیوع باب اثم من باع حرًّا و ابن ماجہ)

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین مصنفہ ملک سیف الرحمٰن صاحب حدیث 728)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ دوسرے کے لئے بھی وہی چیز پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔یعنی اگر اپنے لئے آرام، سُکھ اور بھلائی چاہتا ہے تو دوسرے کے لئے بھی یہی چاہے۔

(بخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ مایحب لنفسہ)

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین مصنفہ ملک سیف الرحمٰن صاحب حدیث 731)

......☆......☆......☆......

تم سب انسان خواہ کسی قوم اور حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو

سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع

شرف انسانی کا عالمی منشور

سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے نویں سال حج فرمایا اور اس دن آپ پر قرآن شریف کی آیت اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدہ:4) نازل ہوئی۔ یعنی آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور جتنے روحانی انعامات خدا کی طرف سے بندوں پر نازل ہو سکتے ہیں وہ سب میں نے تمہاری امت کو بخش دیئے ہیں اور اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ تمہارا دین خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مبنی ہو۔

اس آیت کو آپ نے مزدلفہ کے میدان میں جبکہ حج کیلئے لوگ جمع ہوتے ہیں سب لوگوں کے سامنے باآواز بلند پڑھ کر سنایا اور درج ذیل بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا جو کہ شرف انسانی کا عالمی منشور ہے اور رہتی دنیا تک زندہ جاوید ہے۔ فرمایا:

’’اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سنو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اِس سال کے بعد کبھی بھی میں تم لوگوں کے درمیان اِس میدان میں کھڑے ہو کر کوئی تقریر کروں گا۔ تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کے حملہ سے قیامت تک کے لئے محفوظ قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے وراثت میں اُس کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ کوئی وصیت ایسی جائز نہیں جو دوسرے وارث کے حق کو نقصان پہنچائے۔ جو بچہ جس کے گھر میں پیدا ہو وہ اُس کا سمجھا جائے گا اور اگر کوئی بدکاری کی بناء پر اُس بچے کا دعویٰ کرے گا تو وہ خود شرعی سزا کا مستحق ہوگا۔ جو شخص کسی کے باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے یا کسی کو جھوٹے طور پر اپنا آقا قرار دیتا ہے خدا اور اُس کے فرشتوں اور بنی نوع انسان کی لعنت اُس پر ہے۔ اے لوگو! تمہارے کچھ حق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حق تم پر ہیں۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ عفت کی زندگی بسر کریں اور ایسی کمینگی کا طریق اختیار نہ کریں جس سے خاوندوں کی قوم میں بے عزتی ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم (جیسا کہ قرآن کریم کی ہدایت ہے کہ باقاعدہ تحقیق اور عدالتی فیصلہ کے بعد ایسا کیا جا سکتا ہے) انہیں سزا دے سکتے ہو مگر اس میں بھی سختی نہ کرنا۔ لیکن اگر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتیں جو خاندان اور خاوند کی عزت کو بٹہ لگانے والی ہو تو تمہارا کام ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق ان کی خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام کرو۔ اور یاد رکھو کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کی نگہداشت تمہارے سپرد کی ہے۔ عورت کمزور وجود ہوتی ہے اور وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت نہیں کر سکتی۔ تم نے جب ان کے ساتھ شادی کی تو خدا تعالیٰ کو ان کے حقوق کا ضامن بنایا تھا اور خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت تم ان کو اپنے گھروں میں لائے تھے (پس خدا تعالیٰ کی ضمانت کی تحقیر نہ کرنا اور عورتوں کے حقوق کے ادا کرنے کا ہمیشہ خیال رکھنا) اے لوگو! تمہارے ہاتھوں میں ابھی کچھ جنگی قیدی بھی باقی ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو وہی کچھ کھلانا جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو وہی پہنانا جو تم خود پہنتے ہو۔ اگر ان سے کوئی ایسا قصور ہو جائے جو تم معاف نہیں کر سکتے تو ان کو کسی اَور کے پاس فروخت کر دو کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور ان کو تکلیف دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ اے لوگو! جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں سنو اور اچھی طرح اس کو یاد رکھو۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تم سب ایک ہی درجہ کے ہو۔ تم تمام انسان خواہ کسی قوم اور کسی حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ملا دیں اور کہا جس طرح ان دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں آپس میں برابر ہیں اِسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے آج کونسا مہینہ ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ علاقہ کونسا ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ دن کونسا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! یہ مقدس مہینہ ہے، یہ مقدس علاقہ ہے اور یہ حج کا دن ہے۔ ہر جواب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس طرح یہ مہینہ مقدس ہے، جس طرح یہ علاقہ مقدس ہے، جس طرح یہ دن مقدس ہے اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اُس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے اور کسی کی جان اور کسی کے مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس مہینے اور اِس علاقہ اور اِس دن کی ہتک کرنا۔ یہ حکم آج کیلئے نہیں، کل کیلئے نہیں بلکہ اُس دن تک کیلئے ہے کہ تم خدا سے جا کر ملو۔ پھر فرمایا۔ یہ باتیں جو میں تم سے آج کہتا ہوں اِن کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دو کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سن رہے ہیں اُن کی نسبت وہ لوگ اِن پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سن رہے‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 227 تا 229)

۞ ۞ ۞

ارشاد باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا

(الفرقان:64)

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں

اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ’’سلام‘‘

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا ؕ (العنکبوت:70)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں

ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔

طالب دعا : محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم وافراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کا ماریڈی)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اگر کسی کو علم کی بات معلوم ہو تو بتا دینی چاہئے

اور جسے علم کی کوئی بات معلوم نہ ہو تو سوال ہونے پر وہ جواب دے کہ

اَللّٰہُ اَعۡلَمُ (بخاری، کتاب التفسیر)

طالب دُعا : خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

ہندوستان میں امن و اتحاد کے قیام کے لئے
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی گرانقدر تجاویز

ہندوستان میں امن و اتحاد اور قومی یکجہتی کے قیام کے لئے سیّدنا حضرت اقدس مرزا بشیرالدین محمود صاحب المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک لیکچر فرمودہ 14/نومبر 1923 بمقام بریڈلا ہال لاہور میں جو گرانقدر اور بیش قیمتی تجاویز ارشاد فرمائی تھیں ان کا خلاصہ قارئین بدر کے استفادہ کیلئے پیش کیا جارہا ہے۔ یہ مضمون آج بھی ہندوستان کی اہم ضرورت ہے۔ بلکہ یوں لگتا ہے کہ قریباً ایک صدی قبل یہ لیکچر موجودہ دنوں کو مدنظر رکھ کر ہی ارشاد فرمایا گیا تھا۔ (ادارہ)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

گو ہمارے ملک کی اس وقت جو حالت ہے اور جس قسم کے فتنے اور فساد اس میں پیدا ہو رہے ہیں وہ ہر ایسے شخص کو جس کے دل میں اپنے ملک اور اپنے وطن سے ذرّہ بھی الفت اور محبت ہو سکتی ہے متفکّر کرنے کے لئے کافی ہیں لیکن میں ایک ایسے مذہب سے تعلق رکھتا ہوں جس نے اپنی ابتداء اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ سے شروع کر کے امید کا ولولہ پیدا کر دیا ہے۔ اور میں اس کتاب سے مذہبی تعلق رکھتا ہوں جس نے مسلمانوں کو یہ کہہ کر وَاٰخِرُ دَعۡوٰىهُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (سورۃ یونس: 11) وہ انجام پر بھی خدا تعالیٰ کی حمد ہی کرنے والے ہونگے میرے دل میں امید کی کبھی نہ ختم ہونے والی لہر پیدا کر دی ہے اس لئے گو موجودہ حالات نہایت ہی تاریک ہیں مگر میں امید سے بھرا ہوا دل رکھتا ہوا یقین رکھتا ہوں کہ اگر آج نہیں تو کل ملک میں امن ہو جائے گا اور اگر اس وقت نہیں تو پھر دوسرے وقت میں لوگ فتنہ و فساد نا اتفاقی اور بے اتحادی کی راہ چھوڑ کر صلح اور آشتی کی طرف آجائیں گے۔

پیش آمدہ مشکلات کا حل

میرا آج کا لیکچر...... اس امر پر ہے کہ ہمارے ملک میں موجودہ مشکلات جو اتحاد و اتفاق کے متعلق پیدا ہو گئی ہیں اور وہ روکیں جو صلح و آشتی میں رونما ہیں وہ کس طرح دور ہو سکتی ہیں اور ان کا حل کیا ہے اور ہندوستان کی مختلف قوموں میں کسی طرح صلح اور اتحاد ہو سکتا ہے۔ اور اس کے متعلق مسلمانوں کا کیا فرض ہے۔

مضمون کا تعلق تمام قوموں سے

میں سمجھتا ہوں یہ ایسا مضمون ہے جو اُن تمام جماعتوں سے تعلق رکھتا ہے جو ہندوستان میں رہتی ہیں یعنی اُن کا تعلق ہندوؤں، سکھوں، مسلمانوں وغیر سب سے ہے اور پھر یہی نہیں میں اِن جماعتوں میں گورنمنٹ کو بھی شامل کرتا ہوں کیونکہ وہ بھی ایک جماعت ہے جس کا ہمارے ملک کے نفع ونقصان سے تعلق ہے۔ ہمارے نقصان کے ساتھ اس کا نقصان وابستہ ہے اور ہمارے نفع کے ساتھ اس کا نفع وابستہ ہے۔

مذہبی نقطہ خیال

چونکہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو سیاسی معاملات میں اپنا سارا وقت صرف کرتے ہیں بلکہ میرا وقت مذہبی معاملات میں صرف ہوتا ہے اس لئے میں اس بارے میں وہی نقطہ پیش کروں گا جو مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔

فتنے سے بچو کہ وہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے

سب سے پہلے سامعین کی توجہ اس طرف پھیرنا چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ فتنہ کا باعث افراد کے وہ معاملات ہوتے ہیں جنہیں قومی سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ افراد کے معاملات ایسے نہیں ہوتے جیسے قومی معاملات ہوتے ہیں۔ افراد کے معاملات کو قومی بنا لینے کی وجہ سے فتنہ پرداز لوگوں کو موقع ملتا ہے کہ قوموں میں فتنہ اور فساد پیدا کر دیں اور اتحاد و اتفاق نہ ہونے دیں یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کہتا ہے اَلۡفِتۡنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الۡقَتۡلِ۔ قتل بہت برا فعل سمجھا جاتا ہے اور قاتل کو لوگ نہایت بری نظر سے دیکھتے ہیں مگر ہماری کتاب بتاتی ہے کہ بے شک قاتل بہت برا ہوتا ہے اور قتل بہت برا فعل ہے مگر فتنہ بہت ہی برا فعل ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والا بہت ہی برا ہوتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اس سے لاکھوں اور اربوں جانیں چلی جاتی ہیں لیکن قتل سے ایک یا چند جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ ایک فتنہ پرداز شخص ایسی بات کر دیتا ہے کہ جس سے قومیں لڑ پڑتی ہیں اور جماعتوں میں تفرقہ اور شقاق پیدا ہو جاتا ہے۔ فتنہ باز لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے تو معمولی بات کہی تھی مگر ان کا معمولی بات کہنا ایک زہر ہے جس کا دور دور تک اثر پھیلتا ہے اور پھر اس سے خطرناک قتل شروع ہو جاتا ہے جس سے لاکھوں اور کروڑوں انسان موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔ تو فتنہ شروع میں چھوٹا نظر آتا ہے مگر اس کا انجام بہت بڑا ہوتا ہے اسی لئے اسلام نے قتل سے بھی منع کیا ہے مگر فتنہ سے اس سے بھی زور کے ساتھ منع کیا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ عام طور پر لوگ قتل سے تو بچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر فتنہ سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر ان کے سامنے کسی قتل کا ذکر کریں تو وہ کہیں گے کہ افسوس کہ لوگ اس قدر بگڑ گئے ہیں کہ اپنے بھائیوں کو قتل کرنے سے دریغ نہیں کرتے مگر خود فتنہ کے لئے تیار ہو جائیں گے اور نہ صرف تیار ہوں گے بلکہ فتنہ کھڑا کر دیں گے اس لئے ضرورت ہے کہ لوگوں کو فتنہ کی مضرّت اور نقصان سے آگاہ کیا جائے کیونکہ جب لوگ یہ نہ سمجھیں کہ فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر بُرا فعل ہے اس وقت تک امن نہیں ہو سکتا۔

ملک کی موجودہ حالت

آج ہمارے ملک کی ایسی حالت اور ایسا رنگ نظر آرہا ہے کہ کوئی دو جماعتیں آپس میں محبت کرتی ہوئی نظر نہیں آتیں۔ آج سے پہلے محبت کی ایک لہر تھی جو ملک میں پھیلی ہوئی تھی۔ مسلمان ہندوؤں کو بھائی سمجھتے تھے اور ہندو مسلمانوں کو بھائی کہتے تھے سکھ دونوں کو بھائی قرار دیتے تھے مگر آج یہ حالت ہے کہ ہر قوم دوسرے کے خلاف کھڑی ہے اور ایک قوم دوسری کی دشمن بنی ہوئی ہے جس سے ملک کی ترقی بہت پیچھے جا پڑی ہے۔

ہم فتنہ پرداز نہیں

کچھ لوگ ہمارے متعلق خیال کرتے ہیں کہ ہم فتنہ کا موجب ہیں اور ہم اتحاد و اتفاق میں رخنہ اندازی کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم سے زیادہ فتنہ کا کوئی دشمن نہیں ہے اور ہمارے دل سے فتنہ سے زیادہ کوئی چیز دور نہیں ہے ہم جس چیز کو برا سمجھتے ہیں وہ وہ ہے جس کے نتیجہ میں فتنہ پیدا ہوتا ہے ورنہ جس امر کے متعلق ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے ملک اور اپنے وطن کے لئے مفید ہے اس کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے اور ہر طرح کی تکالیف اٹھانے کے لئے لبیک کہنے کو ہم تیار ہیں۔

ہماری باہمی مخالفت سے غیر فائدہ اٹھا رہے ہیں

یہ فتنہ جو اس ملک میں پھیلا ہوا ہے اس کا کیا نتیجہ ہوا ہے یہ کہ دشمن ہم پر ہنس رہے ہیں اور وہ جو ہمیں قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے تھے وہ نفرت اور حقارت سے دیکھ رہے ہیں۔ اگر قومی جذبہ کوئی چیز نہ بھی ہو تو اس حقارت اور نفرت کو ہی دیکھ کر ہر ایک شخص کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہونا چاہئے کہ فتنہ مٹ جائے مگر افسوس ہے کہ اس طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی اور یہ نہیں دیکھا جاتا کہ یہ فتنہ کیوں پیدا ہوا ہے وہ کیا اسباب ہیں جو اس کے پیدا ہونے میں کام کر رہے ہیں اور کس طرح یہ مٹ سکتا ہے ان باتوں کی طرف توجہ نہ کرنے کا یہ نتیجہ ہو رہا ہے کہ جو ذرائع اختیار کئے جارہے ہیں وہ چونکہ ایسے

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَکُوۡرُ (فاطر: 35)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ تمام تر تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ یقیناً ہمارا ربّ بہت ہی بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔

طالبِ دُعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

نہیں ہیں جو فتنہ کو مٹانے کا موجب ہوں اس لئے فتنہ بڑھتا جارہا ہے اور دیکھا گیا ہے کہ اس فتنہ کے اوقات میں بہت سی قومیں ہیں جو ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

عدمِ اتحاد کا ذمہ دار مذہب نہیں

غرض اس وقت ملک کا امن بالکل برباد ہو چکا ہے۔ بھائی بھائی سے لڑ رہا ہے اور وہ لوگ جن کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ملک اور قوم کی ترقی کے لئے کوشش کرنی چاہئے تھی آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ مذہبی اختلافات نہیں ہو سکتے کیونکہ مذہبی اختلافات کا تو یہ مطلب ہے کہ ایک مذہب والے خدا تک پہنچنے کا اور طریق سمجھتے ہیں اور دوسرے مذہب والے اور۔ اگر خدا ہے اور یقیناً ہے تو ممکن نہیں کہ خدا ایسا کرنے سے خوش ہے کہ ایک مذہب والے دوسرے مذہب والوں کو مارتے اور ان کے گلے کاٹتے پھریں۔ اگر خدا ہے اور میں یقین ہی سے نہیں بلکہ اپنے مشاہدہ سے کہتا ہوں کہ ہے تو اس کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسان ایک دوسرے سے بھائی بھائی جیسا سلوک کریں اور بھائی بھائی جیسا تعلق رکھیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے زیادہ گہرا تعلق رکھنے کا نہیں بلکہ یہ تو میں نے بطور مثال کہا ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ اس سے بھی بڑھ کر ایک دوسرے سے محبت کریں۔

اسلام کی تعلیم آپس کے سلوک کے متعلق

قرآن کریم نے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے آپ کے تعلقات اور سلوک میں کوئی فرق نہیں آنا چاہئے۔ چنانچہ آتا ہے۔ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (سورۃ العنکبوت : 9) خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے مسلمان! اگر تیرے ماں باپ مشرک ہوں تو تجھے یہ نہیں چاہئے کہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ دے ان سے کوئی سلوک نہ کرے۔ ان سے ہر طرح کا اچھا سلوک کر اور ان کے احکام کی اطاعت کر۔ ہاں شرک کے معاملہ میں ان کی بات نہ ماننا کیونکہ تیری عقل نے اس بارے میں اَور فیصلہ کیا ہے اور ان کی عقل نے اور۔ مگر دنیاوی معاملات میں تیرا فرض ہے کہ تو ان سے نیک سلوک کرے۔

تو شرک جس کو اسلام نے بدترین گناہ قرار دیا ہے اس کے ہوتے ہوئے بھی کہا ہے کہ اگر تیرے ماں باپ مشرک ہوں تو بھی ان سے تعلق منقطع نہ کر بلکہ ان سے حسن سلوک کر اور اچھے تعلقات رکھ۔

یہ تو قرآن کریم کا حکم ہے۔ اب ہم رسول کریم ﷺ کے متعلق دیکھتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ کی لڑکی کے پاس جو رسول کریم ﷺ کی بیوی کی بہن تھیں ان کی والدہ آئی تو انہوں نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں آئی ہے اور چاہتی ہے کہ میں اس سے کچھ سلوک کروں مگر وہ کافر ہے کیا میں اس سے سلوک کرسکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا:-

’’ہاں کر یہ دنیاوی معاملہ ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے‘‘۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے انسان جن کے متعلق مسلمان بھی سمجھتے ہیں کہ خشونت والے تھے اور اپنی پہلی حالت میں تلوار لے کر رسول کریم ﷺ کو قتل کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے تھے ان کے متعلق آتا ہے کہ رسول کریمؐ نے ان کو ایک جُبّہ دیا جو ریشمی تھا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک دفعہ آپؐ کو ریشمی جبہ دیا تھا مگر آپ نے اس کو پسند نہ فرمایا تھا اب مجھے آپ نے ریشمی جبہ دیا ہے کہ میں اس کو پہن لوں۔ آپ نے فرمایا میں نے پہننے کے لئے نہیں دیا کسی کو تحفہ دیدو یا بیچ ڈالو۔ اس پر انہوں نے اپنے اس بھائی کو جو مکہ میں رہتا تھا اور کافر تھا دے دیا۔

مذہب
دنیاوی معاملات میں مانع اتحاد نہیں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے تعلقات اور سلوک منقطع نہیں ہو جاتا بلکہ اس لڑائی کے زمانہ میں کافر رشتہ داروں سے سلوک کئے جاتے تھے۔ پس مسلمانوں کی طرف سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ ہمیں ان سے مذہبی اختلاف ہے اس لئے ہم اُن سے دنیاوی معاملات کے متعلق اتفاق نہیں رکھ سکتے اور اس بارے میں ہماری ان سے صلح نہیں ہو سکتی کیونکہ کوئی مذہب بھی یہ نہیں کہے گا کہ دنیاوی معاملات میں دوسرے مذاہب کے لوگوں سے اتحاد نہ کرو بلکہ ان سے لڑتے جھگڑتے رہو۔ یہ بات فطرت صحیحہ کے خلاف ہے۔ جو مذہب یہ تعلیم دیگا اس کو لوگ چھوڑ دیں گے مگر اس کی یہ بات نہ مانیں گے۔

ہندو مسلمانوں میں
کیوں اتحاد قائم نہیں رہا

پس جبکہ مذہبی اختلاف دنیاوی معاملات میں اتحاد کے خلاف نہیں اور نہ روک ہے تو سوال ہوتا ہے کہ پھر کیوں ہندوؤں مسلمانوں میں فساد ہے۔ ایک طرف تو دنیاوی ضروریات ان کو مجبور کرتی ہیں کہ آپس میں اتفاق واتحاد رکھیں اور مل کر رہیں اور دوسری طرف ہر ایک مذہب یہ کہتا ہے کہ ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہو تو کیوں ان میں فساد ہوتے ہیں اور کیوں ان کا اتحاد قائم نہیں رہتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندو مسلمانوں میں جو اتحاد اور صلح ہوئی تھی وہ ایسی بنیاد پر نہ تھی جو ہمیشہ قائم رہتی بلکہ وقتی ضرورتوں اور جوشوں سے فائدہ اٹھا کر صلح کی گئی تھی اور جو کام اس طرح کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ ہمیشہ خراب نکلتا ہے ایسا ہی اس صلح کے متعلق ہوا۔ جب لوگوں میں جوش نہ رہا تو صلح بھی نہ رہی۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا اور صلح کسی مضبوط بنیاد پر کی جاتی تو یہ صلح کم ازکم اتنے وقت تک تو چلتی جتنے وقت دنیا میں صلح چلا کرتی ہے۔ بھائی بھائی میں صلح ہوتی ہے ٹوٹ بھی جاتی ہے۔ قومیں آپس میں صلح کرتی ہیں اور پھر لڑائی بھی کرتی ہیں مگر ان کی صلح اتنی جلدی نہیں ٹوٹتی۔ جتنی جلدی ہندو مسلمانوں کی صلح ٹوٹی۔ دیکھو مرنے کو تو ہر ایک انسان مر جاتا ہے لیکن جب کوئی جوانی کی عمر میں مرتا ہے تو اس کے متعلق بہت زیادہ افسوس کیا جاتا ہے اسی طرح اگر ہندو مسلمانوں کی صلح اپنا وقت گزار کر ٹوٹتی تو اتنا افسوس نہ ہوتا لیکن چونکہ یہ قبل از وقت ٹوٹ گئی اس لئے زیادہ افسوس کے قابل ہے۔

صلح کی حقیقی تجویزیں

اب میں وہ تجویزیں پیش کرتا ہوں جو اسلام سے مستنبط ہوتی ہیں اور جن سے صلح ہو سکتی ہے۔

مسلمان اپنے آپ کو مضبوط کریں

پہلی چیز جس سے صلح ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو مضبوط کریں۔ میں پنڈت مدن موہن مالویہ صاحب کی اس رائے سے بالکل متفق ہوں کہ جب تک کوئی قوم خود محفوظ نہیں ہوتی دوسری قوم سے صلح قائم نہیں رکھ سکتی۔

مسلمان تمدنی طور پر آزاد ہوں

دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو تمدنی طور پر آزاد ہونا چاہئے۔

پہلے مسلمان آپس میں اتحاد کریں

تیسری بات یہ ہے کہ مسلمان سیاسی اور مذہبی اختلافات کو نظر انداز کر کے آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سمجھ لیں کہ دنیا کے سارے مسلمان ایک ہیں اور سب کا اتحاد ہونا چاہئے مگر افسوس کے مسلمانوں میں رواداری کا مادہ ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ ذرا ذرا سے اختلافات پر اپنی مجالس سے مخالف خیال والوں کو نکال دیتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے سے الگ کرنے سے کسی قوم کو طاقت نہیں ہوا کرتی بلکہ اپنے اندر جذب کرنے سے طاقت حاصل ہوتی ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے کسی فرقہ کو جدا نہ کریں اسی طرح سیاسی اختلافات کی وجہ سے بھی علیحدہ کرنے کی

ارشاد نبوی ﷺ

جو شخص علم کی تلاش میں نکلے
اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے
(ترمذی، کتاب العلم، باب فضل الفقہ)

طالب دعا : سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

پالیسی کو چھوڑ دیں۔ مسلمان بھی اسی طرح ترقی کر سکتے ہیں کہ اپنی انجمن میں ہر قسم کے خیالات کے مسلمانوں کو شامل کریں اور سب لوگوں کو ایک جگہ جمع ہونا چاہئے۔

مسلمانوں میں مذہبی روح پیدا ہو

چوتھی بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی روح اور جذبہ پیدا کیا جائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلمان مذہب سے بہت دور جا رہے ہیں جبکہ سیاسی طور پر مذہب سے محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ چاہئے کہ مسلمان خود بھی مذہبی جذبات پیدا کریں اور اپنے بچوں میں بھی مذہبی روح پیدا کریں۔

تبلیغ اسلام پر زور دیا جائے

پانچویں بات یہ ہے کہ تبلیغ اسلام پر زور دیا جائے۔ نیچر میں یہ قانون ہے کہ جو چیز بڑھنے کی طاقت رکھتی ہے اسے اگر روک دیا جائے تو وہ گرنے لگ جاتی ہے اور دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں بتائی جا سکتی جس نے بڑھنا بند کر دیا ہو اور وہ کم نہ ہونے لگ گئی ہو۔ ہر ایک چیز جو بڑھنے سے رک جائیگی ضرور کم ہوگی یہی وجہ ہے کہ جب سے مسلمانوں نے بڑھنا چھوڑ دیا ہے اسی وقت سے کم ہو رہے ہیں۔ پس میں مسلمانوں سے کہوں گا کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتے ہیں تو دین کی اشاعت کریں۔ وہ اس پر ناراض نہ ہوں کہ ہندو اپنے مذہب کی اشاعت کرتے ہیں بلکہ خود تبلیغ دین کریں اور دوسرے لوگوں کو اسلام میں داخل کریں قرآن کریم نے تبلیغِ دین ہر ایک مسلمان کا فرض قرار دیا ہے چنانچہ آتا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (سورۃ آل عمران: 111) مسلمانوں کی بڑائی اور فضیلت کی وجہ یہی ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کو اسلام کی طرف لائیں۔

غرباء کی خبر گیری کی جائے

چھٹی بات یہ ہے کہ غرباء کی خبر گیری کی جائے۔ یہ تمدنی طور پر نہایت ضروری امر ہے کیونکہ جب تک تمام قوم کے افراد میں محبت اور تعلق نہ ہو اس وقت تک کوئی قوم بڑھ نہیں سکتی مگر میں افسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ مسلمانوں میں ایسے امراء ہیں جن کو اپنی جان کی تو فکر ہے مگر غرباء کی کوئی پرواہ نہیں۔ ایسی انجمنیں اور سوسائٹیاں ہونی چاہئیں جو غرباء کو کام سکھائیں اور پھر ان کے لئے کام نکالیں۔

اپاہجوں کی امداد ہو

ساتویں بات یہ ہے کہ قوم میں جو ایسے لوگ ہیں جو کوئی کام نہیں کر سکتے مثلاً اپاہج، لولے لنگڑے وغیرہ ان کے لئے خاص انتظام کیا جائے۔ اسی طرح یتیم بچوں کی پڑھائی اور تربیت کا انتظام کیا جائے۔ رسول کریم ﷺ اور اسلام کو ایسے لوگوں کا اس قدر خیال تھا کہ زکوٰۃ کا حکم اسی قسم کے اخراجات کے لئے دیا گیا۔ چنانچہ معاذ کو جب رسول کریم ﷺ نے ایک صوبہ کا حاکم بنا کر بھیجا تو یہ حکم دیا کہ اِنَّ اللّٰهَ اِفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَاۤئِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَاۤئِهِمْ خدا تعالیٰ نے ہر مالدار پر صدقہ فرض کیا ہے تا امیروں سے لیا جائے اور غریبوں کو دیا جائے پس اسلام نے غرباء کی خبر گیری کو جزو اعظم قرار دیا ہے۔

یہ خود حفاظتی کے متعلق تجاویز ہیں اب میں یہ بتاتا ہوں کہ ہندو مسلمانوں میں صلح کیونکر ہو سکتی ہے۔

صلح کرنے کی خواہش ہے تو سب فرقوں سے ہونی چاہئے

اول یہ کہ صلح تب تک نہیں ہو سکتی جب تک سب سے نہ ہو۔ اگر صلح سے مراد کوئی منصوبہ ہے تو اور بات ہے ورنہ اگر حقیقت میں صلح کرنے کی خواہش ہے تو سب فرقوں سے صلح ہونی چاہئے۔

جب تک مذہبی صلح نہیں ہوتی ملکی صلح بھی نہیں ہو سکتی

دوسری بات صلح کے لئے یہ ہے کہ جب تک مذہبی صلح نہ ہوگی ملکی صلح نہ ہو سکے گی۔ جو لوگ مذہب کو ماننے والے ہیں وہ کبھی ایسی صلح میں شامل نہ ہو سکیں گے جس سے مذہب خطرہ میں پڑتا ہو۔ مذہبی صلح سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ سارے مسلمان ہندو ہو جائیں یا سارے ہندو مسلمان ہو جائیں بلکہ اس کا طریق یہ ہے کہ سب مذاہب والے ایک دوسرے کے مذاہب کے بزرگوں کا احترام کریں۔

ہر مذہب کے بانی اور پیشوا کی عزت کرو

اگر کہو کہ یہ صلح کیونکر ہو سکتی ہے تو میں بتاتا ہوں کہ اسلام نے اس کا طریق بتا دیا ہے اور میں اسلام کے اس طریق پر عمل کرنے والا کھڑا ہوں۔ کسی مذہب کا بانی اور پیشوا ہو میں اس کی عزت اور احترام کرتا ہوں۔ اگر کوئی ہندو کہے کہ کیا تم رامچندر کو مانتے ہو؟ تو میں کہوں گا میں ان کو نبی مانتا ہوں کیوں اس لئے کہ قرآن کریم کہتا ہے اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (سورۃ فاطر: 25) کہ ہر قوم میں خدا نبی بھیجتا رہا ہے پس اگر میں یہ کہوں کہ رام چندر جی اور کرشن جی جھوٹے تھے تو اس سے قرآن مجید غلط ٹھہرتا ہے۔ پس قرآن مجید نے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا ہے کہ ہر ایک مسلمان دوسرے مذاہب کے بزرگوں کی عزت کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے بے عزتی کرنے کے لئے نہیں۔ یہ تو مسلمانوں کا حال ہے اب میں ہندوؤں سے پوچھتا ہوں (اس پوچھنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ مجھے جواب دیں بلکہ یہ ہے کہ وہ اپنے دلوں میں غور کریں اور سوچیں) کہ کیا وہ بھی اس کے لئے تیار ہیں۔ اگر تیار ہوں تو پھر ایسی مضبوط صلح ہو سکتی ہے کہ جو عمر بھر نہیں ٹوٹ سکتی۔ اس کے متعلق میں یہ نہیں کہتا کہ ہندو یونہی اس بات کو مان لیں بلکہ یہ کہتا ہوں کہ عقل و فکر سے کام لے کر غور کریں اور دیکھیں کہ کیا ساری دنیا کے انسان خدا کے بندے نہ تھے اگر تھے اور ضرور تھے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہندوستان میں تو اپنے نبی بھیجے اور دوسرے ممالک میں نہیں بھیجے۔ ضرور ہے کہ وہاں بھی بھیجے ہوں پس میں یہ نہیں کہتا کہ ہندو منافقت سے رسول کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار کریں بلکہ ان میں ان کی عقلوں سے اپیل کرتا ہوں کہ کیا سچی بات نہیں کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے آپ کو بھیجا؟

عیب لگانا چھوڑ دو اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں پیش کرو

اور اگر اس کے لئے بھی تیار نہیں ہیں تو پھر یہ کریں کہ ہندو اور مسلمان اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ کیا کوئی ایسا مذہب ہے کہ جس میں کوئی خوبی نہیں ...... ایسا مذہب جس میں کوئی بھی خوبی نہ ہو ایک منٹ کے لئے بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ ہر ایک مذہب کا دعوی تو یہ ہے کہ ساری خوبیاں اسی میں ہیں اور کوئی دوسرا مذہب اس کی خوبیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب یہ دعوی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس مذہب کے پیرو اس کی خوبیاں بیان نہ کریں۔ اسلام اپنے پیروؤں کو یہ حکم دیتا ہے کہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (سورۃ النحل: 126) اے مسلمانو! حکمت کی باتیں کرو اور اپنے مذہب کے احسن اصول پیش کرو تمہیں دیگر مذاہب پر اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں کیا تم خدا کو بتانا چاہتے ہو کہ فلاں مذہب کے لوگوں میں یہ نقائص ہیں۔ خدا خوب جانتا ہے کہ کون اس کے رستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون سیدھے رستہ پر ہے پس تم اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرو۔

پس اگر ہندو صاحبان یہ نہ مانیں کہ رسول کریم ﷺ خدا کے سچے نبی تھے تو یہ اقرار تو کریں کہ وہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں گے اور اسلام پر اعتراض نہیں کریں گے۔ اگر یہی مان لیں تو اتحا کے لئے یہ بھی کافی ہے۔ ہمارے سلسلہ کے بانی حضرت مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اس امر کو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار
اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

بہت عرصہ قبل پیش کیا تھا مگر افسوس کہ ملک نے توجہ نہ کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج تک اتحاد نہ ہو سکا اور نہ آئندہ اس وقت تک ہو سکے گا جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔

کم از کم دوسرے مذہب کے بزرگوں کو گالیاں نہ دو

تیسرے اگر کوئی کہے کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا تو بھی ہم اتفاق و اتحاد کے لئے تیار ہیں اور وہ اس اقرار پر کہ ہمارے بزرگوں کو گالیاں مت دو۔ ان کو جھوٹا فریبی مکار اور دغا باز مت کہو۔ نہ یہ کہو کہ انہوں نے بے وقوفی اور کم عقلی کی تعلیم دی ہے اور اس قسم کے ٹریکٹ نہ شائع کرو جیسے محمد کا کچا چٹھا وغیرہ کے نام سے شائع کئے گئے ہیں جن میں سوائے گالیوں اور لغو اعتراضات کے کچھ نہیں ہوتا۔ ہمارا تو سب کچھ خدا اور اس کا رسول ہی ہے اگر خدا اور رسول کے متعلق اس قسم کی بدزبانی جاری رکھی جائے گی تو مسلمان قطعاً اتحاد نہیں کر سکیں گے۔ اب تو یہ حالت ہے کہ اسلام اور بانی اسلام کے متعلق اس قدر گالیاں دی جاتی اور اتنی بدزبانی کی جاتی ہے کہ ایسی ایک ماہ کی گالیوں کو جمع کرنے سے ایک سو صفحے کا رسالہ تیار ہو سکتا ہے ایسی حالت میں کس طرح امید ہو سکتی ہے کہ اتحاد ہو جائے گا۔ اسلام کی تو یہ تعلیم ہے کہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ (سورۃ الانعام: 109) ان بتوں وغیرہ کو گالیاں نہ دو جن کو مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں اگر ان کو گالیاں دو گے تو وہ بھی اللہ کو گالیاں دیں گے۔

دیکھو یہ کیسی صلح اور اتحاد کی تعلیم ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو کیسا اعلیٰ اتحاد قائم ہو سکتا ہے۔

ہر دوسری قوم کے حقوق کا احترام کرے

اسی طرح دنیاوی امور کے متعلق اتحاد کی بعض شرطیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ ہر قوم دوسری قوم کے حقوق تسلیم کرے۔ عجیب بات ہے کہ ہندو یہ تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کو سوراج لے کر دیں گے مگر مسلمانوں کو ان کے چھوٹے چھوٹے حقوق نہیں دینا چاہتے۔ پھر کس طرح مان لیا جائے کہ جب کالجوں میں داخلہ میونسپلٹیوں میں ممبری اور ملازمتوں میں ضروری حقوق نہیں دیتے تو سوراج دیں گے۔ جو ایک روپیہ نہیں دے سکتا اس سے یہ توقع کیونکر ہو سکتی ہے کہ ہیرے دیدے گا۔ پس یہ ضروری امر ہے کہ ہر ایک قوم کے حقوق تسلیم کئے جائیں۔

مجرموں کو بلالحاظ فرقہ مجرم قرار دو

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ اگر کہیں ہندو مسلمان میں جھگڑا ہو تو جو فریق قصوروار ہو اور جس کی زیادتی ہو اس کو پکڑا جائے تب تک کسی قوم سے صلح نہیں ہو سکتی جب تک قوم مجرم قرار نہ دے۔ اب یہ ہوتا ہے کہ اگر کہیں مسلمانوں کی غلطی ہوتی ہے تو مسلمان ان کی حمایت میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر ہندو غلطی کرتے ہیں تو ہندو ان کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر شاہ آباد اور آرا میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر ظلم کئے تو ہندوؤں نے ان کو نظر انداز کر دیا اور اگر مالا بار میں مسلمانوں کی طرف سے زیادتی ہوئی تو لیکچروں اور تقریروں کے ذریعہ اس کو پھیلانا شروع کر دیا۔ اس طرح اپنے مظالم بھول جاتے ہیں اور دوسروں کے یاد رکھتے ہیں۔

غرباء کے حقوق کی حفاظت کی جائے

تیسری بات یہ ہے کہ غرباء کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔

دیانتداری پر مبنی ان تجاویزِ صلح پر عمل کر کے فائدہ اٹھاؤ

میرے نزدیک یہ تجاویز ہیں جن سے ہندو مسلمانوں میں صلح اور اتحاد ہو سکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں ان کے متعلق کسی فریق کو یہ کہنے کا موقع نہیں ہے کہ کسی فرقہ کی پاسداری کی گئی ہے یا تعصب سے کام لیا گیا ہے۔ میں نے دیانتداری سے یہ تجاویز بیان کر دی ہیں۔ آخر میں میں نے ان ذمہ داریوں کو یاد دلا کر جو حب الوطنی، اخلاق، روح اور انسانیت کی طرف سے آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہیں اپیل کرتا ہوں کہ ان تجاویز پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور دوسرے سب لوگوں کو ان راہوں پر چلنے کی توفیق دے جن سے امن و امان قائم کر سکیں۔

(انوار العلوم جلد 7 صفحہ 295، پیغام صلح)

......☆......☆......☆......

اہلِ قادیاں کے نام پیغام

(منظوم کلام حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا)

سیّدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی دُختر نیک اختر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے درج ذیل نظم درویشان قادیان کے نام پر ارسال فرمائی تھی۔ یہ نظم جس طرح درویشان قادیان کو اُن کی ذمہ داریاں یاد دلاتی تھیں آج بھی اُن کی نسل اور قادیان کے تمام ساکنین ان نصائح کے مخاطب ہیں۔ (ادارہ)

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو
دیارِ مہدیٔ آخر زماں میں رہتے ہو

قدم مسیح کے جس کو بنا چکے ہیں "حرم"
تم اس زمینِ کرامت نشاں میں رہتے ہو

خدا نے بخشی ہے "الدّار" کی نگہبانی
اسی کے حفظ اسی کی اماں میں رہتے ہو

فرشتے ناز کریں جس کی پہرہ داری پر
ہم اس سے دور ہیں تم اس مکاں میں رہتے ہو

فضا ہے جس کی معطّر نفوسِ عیسیٰ سے
اسی مقامِ فلک آستاں میں رہتے ہو

نہ کیوں دلوں کو سکون و سرور ہو حاصل
کہ قربِ خطۂ رشکِ جناں میں رہتے ہو

تمہیں سلام و دعا ہے نصیب صبح و مسا
جوارِ مرقدِ شاہِ زماں میں رہتے ہو

شبیں جہاں کی "شب قدر" اور دن عیدیں
جو ہم سے چھوٹ گیا اس جہاں میں رہتے ہو

کچھ ایسے گل ہیں جو پژمردہ ہیں جدا ہو کر
انہیں بھی یاد رکھو "گلستاں" میں رہتے ہو

تمہارے دم سے ہمارے گھروں کی آبادی
تمہاری قید پہ صدقے ہزار آزادی

"بلبل ہوں صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہوں چراغ سے دور اور شکستہ پر"

۞ ۞ ۞

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

طالب دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا مُعتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کِس قدر ہے ہر کنار

طالب دُعا : سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن
اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

طالب دعا : میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

امنِ عالم اور قومی یکجہتی کیلئے اسلام کی بے نظیر تعلیمات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب ’’اسلام اور عصر حاضر کے مسائل‘‘ سے حقیقت افروز اقتباسات

سیّدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے 21 سالہ دورِ خلافت میں بین الاقوامی اتحاد اور قومی یکجہتی کے لئے بھرپور اور کامیاب کوششیں فرمائی ہیں۔ آپ کا ایک لیکچر جو 1990ء میں لنڈن میں کوئین الزبتھ ثانی کانفرنس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ آپ کا یہ لیکچر جو Islam Response to Contemporary Issues کے نام سے شائع شدہ ہے اور جس کا اردو ترجمہ ’’اسلام اور عصر حاضر کے مسائل‘‘ کے عنوان سے ہو چکا ہے قابل مطالعہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہر قاری اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس خطاب کی اہمیت بڑھتی چلی جارہی ہے۔

اسی کتابچہ سے درج ذیل اقتباس قارئین کے استفادہ کے لئے پیش ہے۔

آپ نے فرمایا:

مذہب کو تو قیام امن میں بڑا اہم کردار ادا کرنا چاہئے تھا۔ اس کا کام تو یہ تھا کہ مختلف مذاہب اور فرقوں کے پیروؤں کے درمیان غلط فہمیوں کے ازالے، شائستگی کی ترویج اور ’جیو اور جینے دو‘ کے اصول کے نفاذ کے سلسلہ میں اپنا فرض ادا کرتا۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ عصر حاضر میں فروغ امن کے لئے مذاہب نے اگر کہیں کوئی کردار ادا کیا بھی ہے تو وہ بہت ہی خفیف اور معمولی نوعیت کا ہے۔ اس کے برعکس فساد اور خونریزی کو جنم دینے کے لحاظ سے مذہب آج بھی ایک بڑی فعال طاقت ہے۔ دکھ اور مصائب پیدا کرنے میں مذہب کی طاقت کو کبھی کم نہیں سمجھنا چاہئے۔ پس اگر ہم دنیا میں امن کے خواہاں ہیں تو اس معاملے میں جو نقائص موجود ہیں انہیں دور کرنا ہوگا۔ عالمی امن کا کوئی خواب اس اہم مسئلے کو حل کئے بغیر شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ اندرونی طور پر بھی مذہب کی طاقت کو منفی رنگ میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ایک ہی مذہب کے متبعین کے مذہبی جذبات کو اسی مذہب سے وابستہ کچھ لوگوں کے خلاف بھڑکایا جاسکتا ہے۔ ان پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے جاسکتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ بدقسمتی سے وہ اقلیت میں ہیں۔

مسلمانوں کی ساری تاریخ ایسے بھیانک اور بدنما واقعات سے بھری پڑی ہے جب اسلام کو جو امن و آشتی کا مذہب ہے دوسرے بے گناہ مسلمانوں کے امن وچین کو تباہ و برباد کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ وہ مظلوم لوگ بلاشبہ مسلمان ہی تھے صرف انکا مسلک وہ نہیں تھا جو اکثریت ان پر ٹھونسنا چاہتی تھی۔ تاریخ اسلام سے یہ بات ثابت ہے کہ خود مسلمانوں پر اسلام کے نام پر ظلم وستم توڑے گئے ہیں۔ مسلمانوں نے جتنی صلیبی جنگیں عیسائیوں کے خلاف لڑی ہیں وہ تعداد اور شدت میں ان ’’مقدس‘‘ جنگوں سے بہت کم ہیں جو چودہ سو سال میں مسلمانوں نے مسلمانوں کے خلاف لڑی ہیں۔ اور یہ داستان ابھی اپنے اختتام کو نہیں پہنچی۔ پاکستان میں احمدی مسلمانوں کے خلاف جو کچھ ہورہا ہے اور جو کچھ شیعہ اقلیت کے خلاف اکثر ہوتا رہتا ہے وہ اس تلخ حقیقت کی طرف ہماری توجہ مبذول کروانے کے لئے کافی ہے۔ یہ صورت حال متنبہ کررہی ہے کہ جو شر انگیز مسئلہ مدتوں پہلے ختم ہوجانا چاہئے تھا وہ آج بھی جوں کا توں موجود ہے۔

عیسائیوں نے بھی خود عیسائیوں پر ظلم توڑے ہیں۔ اگر یورپ اور امریکہ کی تاریخ کے اوراق میں مدفون مذہبی ظلم وستم کے واقعات امتداد زمانہ کی وجہ سے ذہنوں سے محو ہوگئے ہوں تو صرف آئرلینڈ میں جاری مذہبی و سیاسی کشمکش کو ایک نظر دیکھ لینا کافی ہوگا۔ دیگر خطوں میں بھی عیسائیت میں اندرونی فرقہ وارانہ کشمکش کے مخفی خطرات موجود ہیں اگرچہ فی الحال یہ علاقے بعض دیگر نوعیت کے جھگڑوں اور تنازعات میں الجھے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں ہندو مسلم فسادات‘ نائیجیریا میں عیسائیوں اور مسلمانوں کی کشمکش‘ مشرق وسطی میں یہود اور مسلمانوں کی جنگیں یا یہود و نصاریٰ کے نازک اور حساس اقتصادی و سیاسی تعلقات اور ان میں بگاڑ کا مخفی رجحان دراصل انہی پوشیدہ خطرات کی نشان دہی کرتے ہیں۔ یہ خطرات مذہبی دنیا میں خوابیدہ آتش فشاں پہاڑوں کی طرح ہیں جو کسی بھی وقت پھٹ سکتے ہیں۔ ان مسائل کے متعلق ذہنی رویوں میں اصلاح کرنے کی اہمیت اتنی واضح ہے کہ اس پر مزید زور دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام ان مسائل کا کیا حل پیش کرتا ہے؟ اس پر تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔ ذیل میں اس بحث کے اہم نکات کو مختصر طور پر بیان کرکے میں اس حصّہ کو ختم کرتا ہوں۔

(۱) دنیا کے تمام مذاہب کو خواہ وہ اسلام کو سچا مذہب تسلیم کرتے ہیں یا نہیں اس بنیادی اسلامی اصول پر عمل پیرا ہونا چاہئے کہ اندرونی فرقہ وارانہ جھگڑوں اور دوسرے مذاہب کے ساتھ تنازعات حل کرنے کے لئے طاقت اور جبر کے استعمال کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ہر شخص کو مذہبی آزادی کی ضمانت دی جائے گی۔ مذہبی آزادی میں کسی شخص کو کوئی مذہب اختیار کرنے یا نہ کرنے‘ اپنے عقیدہ کا اعلان کرنے، اس پر عمل اور اس کی تبلیغ کرنے‘ کسی عقیدہ کو غلط کہنے یا اسے ترک کرنے یا اپنا عقیدہ بدلنے کی پوری آزادی ہوگی اور اس آزادی کا پورا تحفظ کیا جائے گا۔

(۲) تمام اہل مذہب کے لئے کم ازکم اس اسلامی اصول کی پابندی لازمی ہوگی کہ وہ تمام بانیان مذاہب اور ہر مذہب کے بزرگوں کا احترام کریں۔ دیگر مذاہب خواہ سچائی کے اسلامی تصور اور اس کی آفاقیت کے قائل نہ بھی ہوں، یہودیت، عیسائیت، بدھ ازم، کنفیوشس ازم، ہندو ازم، زرتشت ازم وغیرہ کے نقطہ نظر سے خواہ باقی مذاہب جھوٹے ہی کیوں نہ ہوں اور خدا سے ان کا کوئی بھی تعلق نہ ہو تب بھی ہر مذہب کے مقدس لوگوں کا احترام کرنا ان کے لئے لازمی ہوگا۔ اگرچہ ایسا کرتے وقت انہیں اپنے اصولوں کے بارہ میں کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ باہمی احترام تو بنیادی انسانی حقوق سے تعلق رکھنے والا معاملہ ہے۔ ہر انسان کے اس بنیادی انسانی حق کو تسلیم کرنا ضروری ہے کہ اس کے مذہبی احساسات اور جذبات کو کسی صورت بھی ٹھیس نہ پہنچائی جائے اور اس کی دل آزاری نہ ہو۔

(۳) یہ یاد رکھنا چاہئے کہ پیشوایان مذاہب کے احترام کے اصول کو کسی قومی یا بین الاقوامی قانون کے ذریعہ نافذ نہیں کیا جاسکتا۔ مذہبی توہین کو ایک ذلیل حرکت قرار دینے کے لئے اور اس کی حوصلہ شکنی کے لئے رائے عامہ کو بیدار کرنا چاہئے تاکہ وہ ایسے غیر شائستہ، نامعقول اور قبیح فعل کی مذمت کرے۔

(۴) اس صدی کے اوائل میں جماعت احمدیہ نے جس طرز پر بین المذاہب کانفرنسوں

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الانعام:33)

ترجمہ: اور یقیناً آخرت کا گھر ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ پس کیا تم عقل نہیں کرتے؟

طالب دعا : سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلۃ)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

کے انعقاد کا سلسلہ شروع کیا تھا ایسی کانفرنسوں کے وسیع پیمانے پر انعقاد کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے اور انہیں رواج دینا چاہئے۔ایسی کانفرنسوں کی جو خصوصیات ہونی چاہئیں وہ خلاصۃً درج ذیل ہیں۔

(۱) تمام مقررین کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی دلکش اور امتیازی خوبیاں بیان کریں اور دوسرے مذاہب پر کیچڑ نہ اچھالیں۔

(۲) مقررین کو چاہئے کہ وہ پوری ایمانداری اور اخلاص سے دوسرے مذاہب کی خوبیوں کو تلاش کرنے کی کوشش کریں اور پھر انہیں اپنی تقاریر میں بیان کریں اور یہ بھی بتائیں کہ وہ ان خوبیوں سے متأثر ہیں۔

(۳) مقررین کو دیگر بانیان مذاہب اور مذہبی رہنماؤں کی سیرت اور کردار کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔مثلاً ایک یہودی مقرر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیازی اوصاف بیان کرسکتا ہے یعنی ایسے اوصاف جن کی سب لوگ اپنے مذہبی عقائد سے کوئی سمجھوتہ کئے بغیر تعریف کرسکتے ہیں۔ ایسے ہی ایک مسلمان مقرر حضرت کرشن علیہ السلام کے متعلق تقریر کر سکتا ہے۔ایک ہندو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بدھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت بیان کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔اس صدی کی تیسری دہائی میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام ہندوستان میں ہندو مسلم تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے ایسی مفید اور مقبول کانفرنسیں منعقد ہوا کرتی تھیں۔

(۴) مندرجہ بالا تجویز (۳) کے متعلق کسی قسم کے استثناء کے بغیر اس امر کا خیال رکھا جانا بے حد ضروری ہوگا کہ مختلف مذاہب اور فرقوں کے مابین تبادلہ خیالات کے وقت مذہبی بحث ومباحثہ کے تقدس کی پوری حفاظت کی جائے۔ مذہبی تبادلہ خیالات کی یہ کہہ کر مذمت نہیں کی جانی چاہئے کہ اس سے نقضِ امن کا اندیشہ ہوگا۔اگر بحث کا طریق اور انداز غلط ہے تو صرف اس غلط طریق اور غلط انداز کی مذمت ہونی چاہئے نہ کہ بحث کو فی ذاتہ غلط قرار دے دیا جائے۔ اپنے خیالات کا آزادانہ اظہار ایک انتہائی اہم بنیادی انسانی حق ہے۔ بقائے اصلح یعنی موزوں اور اعلیٰ چیز کی بقا کے لئے یہ بے حد ضروری ہے کہ کسی قیمت پر بھی اس اصول سے سمجھوتہ نہ کیا جائے۔

(۵) اختلافات کے دائرہ کو محدود کرنے اور باہمی اتفاق کے امکانات کو بڑھانے کے لئے اس اصول کو تسلیم کرنا بے حد ضروری ہے کہ تمام مذاہب اپنی بحث کو اپنے اور دوسرے مذاہب کے بنیاد تک محدود رکھیں گے۔قرآن کریم کا یہ اعلان کہ تمام مذاہب اپنے آغاز میں یکساں تھے بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اس میں عظیم حکمتیں پوشیدہ ہیں۔تمام مذاہب کو اپنے اور تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کی خاطر قرآن کریم کے اس اعلان کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے اور اس کی سچائی جانچنے کے لئے تحقیق کرنی چاہئے۔

(۶) مشترکہ مفاد کے تمام منصوبوں اور سکیموں میں تعاون کو فروغ دیا جائے اور اس کی زیادہ سے زیادہ حوصلہ افزائی کی جائے مثلاً رفاہ عامہ کے منصوبوں پر عیسائی، مسلمان، ہندو اور یہودی سب مل جل کر کام کر سکتے ہیں۔

گزشتہ زمانوں کے حکماء اور اولیاء نے بنی نوع انسان کے اتحاد کے جو خواب دیکھے تھے صرف اسی صورت میں ہم انہیں حقیقت کا روپ دینے کی امید کر سکتے ہیں۔وہ خواب جن میں انہوں نے مذہبی، معاشی، سیاسی غرضیکہ ہر دائرہ میں بنی نوع انسان کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنے کا تصور باندھا تھا۔

(اسلام اور عصر حاضر کے مسائل صفحہ 54 تا 59)

اپنے دیس میں اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا

(منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

اپنے دیس میں ، اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا	جیسی سندر تھی وہ بستی ویسا وہ گھر بھی سندر تھا
دیس بدیس لئے پھرتا ہوں اپنے دل میں اس کی کتھائیں	میرے من میں آن بسی ہے تن من دھن جس کے اندر تھا
سادہ اور غریب تھی جنتا ۔لیکن نیک نصیب تھی جنتا	فیض رساں عجیب تھی جنتا ۔ ہر بندہ بندہ پرور تھا
سچے لوگ تھے ، سُچّی بستی ، کرموں والی اُچّی بستی	جو اُونچا تھا، نیچا بھی تھا ،عرش نشیں تھا، خاک بسر تھا
اس کی دھرتی تھی آکاشی ، اس کی پرجا تھی پرکاشی	جس کی صدیاں تھیں متلاشی ، گلی گلی کا وہ منظر تھا
کرتے تھے آ آکے بسیرے، پنکھ پکھیرو شام سویرے	پھولوں اور پھلوں سے بوجھل، بستاں کا ایک ایک شجر تھا
اس کے سروں کا چرچا جا، دیس بدیس میں ڈنکا باجا	اس بستی کا پیتم راجا ، کرشن کنھیا مرلی دھر تھا
چاروں اور بجی شہنائی بھجنوں نے اک دھوم مچائی	رُت بھگوان ملن کی آئی ، پیتم کا درشن گھر گھر تھا
گوتم بدھا بدھی لایا ، سب رشیوں نے درس دکھایا	عیسیٰ اُترا مہدیؑ آیا ، جو سب نبیوں کا مظہر تھا
مہدی کا دلدار محمدؐ ، نبیوں کا سردار محمدؐ	نور نگہ سرکار محمدؐ ، جس کا وہ منظور نظر تھا
آشاؤں کی اس بستی میں، میں نے بھی فیض اُس کا پایا	مجھ پر بھی تھا اُس کا چھایا، جس کا میں ادنیٰ چاکر تھا
اتنے پیار سے کس نے دی تھی میرے دل کے کواڑ پہ دستک	رات گئے مرے گھر کون آیا، اُٹھ کر دیکھا تو ایشر تھا
عرش سے فرش پہ مایا اُتری ، رُوپا ہوگئی ساری دھرتی	مٹ گئی کلفت چھا گئی مستی ۔وہ تھا میں تھا من مندر تھا
تجھ پر میری جان نچھاور ۔ اتنی کرپا اک پاپی پر	جس کے گھر نارائن آیا ۔وہ کیڑی سے بھی کمتر تھا
رب نے آخر کام سنوارے، گھر آئے بِرہا کے مارے	آ دیکھے اونچے مینارے ، نورِ خدا تا حدِ نظر تھا
مولا نے وہ دن دکھلائے ، پریمی روپ نگر کو آئے	ساتھ فرشتے پر پھیلائے ، سایہ رحمت ہر سر پر تھا
عشق خدا مونہوں پر" وَسّے" پھوٹ رہا تھا نور نظر سے	اکھین سے مے پیت کی برسے، قابل دید ہر دیدہ ور تھا
لیکن آہ جو رستہ تکتے ، جان سے گزرے تجھ کو ترستے	کاش وہ زندہ ہوتے جن پر، ہجر کا اک اک پل دوبھر تھا
آخر دم تک تجھ کو پکارا ، آس نہ ٹوٹی ، دل نہ ہارا	مصلحِ عالم باپ ہمارا ، پیکرِ صبر و رضا ، رہبر تھا
سدا سہاگن رہے یہ بستی ، جس میں پیدا ہوئی وہ ہستی	جس سے نور کے سوتے پھوٹے، جو نوروں کا اک ساگر تھا
ہیں سب نام خدا کے سندر ، واہے گرو ، اللہ اکبر	سب فانی، اک وہی ہے باقی، آج بھی ہے جو کل ایشر تھا

(کلام طاہر ایڈیشن 2004 صفحہ 68-70)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

Courtesy:Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

طالبِ دُعا : صبیحہ کوثر وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بھوبھنیشور، صوبہ اڈیشہ)

قرآن کریم، محبت، پیار، امن اور مصالحت کی تعلیم دیتا ہے

اگر کسی چرچ یا کسی اور عبادت گاہ کو حفاظت کی ضرورت پڑی تو وہ ہمیں شانہ بشانہ پائیں گے

اگر وسیع پیمانہ پر تباہی پھیلانے والے یہ ہتھیار پھٹ جائیں تو آئندہ نسلیں اس غلطی پر ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی

...کہ...

ہم نے انہیں معذوری اور اپاہج پن تحفہ میں دیا ہے

آپ دنیا میں ایک معتبر مقام رکھتے ہیں اس لئے آپ باقی دنیا کو بھی آگاہ کریں

...کہ...

خدا کے قائم کردہ قدرتی توازن اور ہم آہنگی میں رکاوٹ بن کر وہ بہت تیزی سے تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں

مسیحیوں کے عالمی روحانی لیڈر پوپ صاحب کو حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کا فکر انگیز مراسلہ

عالمگیر جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیّدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی دنیا کو عالمی تباہی و بربادی سے بچانے کی فکر میں ہیں۔اس کے لئے آپ دنیا بھر کے ترقی یافتہ ممالک کے ایوانوں میں مستقبل کے خوفناک خطرات کے حوالہ سے مسلسل فکر و درد سے بھرپور اپنی روحانی آواز بلند کرتے جا رہے ہیں۔ عالمی لیڈروں کو سنہری اسلامی تعلیمات سے مزین اپنے خطوط کے ذریعہ توجہ دلا رہے ہیں کہ آنے والے خوفناک دنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ اپنے اپنے دائرہ میں امن عالم کی کوششوں کو تیز کریں۔

آپ نے یہ خطابات برطانوی پارلیمنٹ میں، ملٹری ہیڈکوارٹر جرمنی میں، کیپٹل ہل واشنگٹن۔ڈی.سی امریکہ میں، یورپین پارلیمنٹ میں، نیوزی لینڈ نیشنل پارلیمنٹ میں، ڈچ نیشنل پارلیمنٹ میں ارشاد فرمائے نیز بہت سی امن کانفرنسوں میں اپنے بصیرت افروز خطابات ارشاد فرمائے ہیں۔مزید یہ کہ بہت سے عالمی راہنماؤں کو امن عالم کے قیام کی طرف بُلاتے ہوئے انہیں خطوط بھی ارسال فرمائے جن میں اسرائیل کے وزیر اعظم، صدر اسلامی جمہوریہ ایران، صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ، خادم حرمین شریفین سعودی عرب کے بادشاہ، جمہوریہ چین کے وزیر اعظم، وزیر اعظم برطانیہ، جرمنی کے چانسلر، ملکہ برطانیہ، صدر جمہوریہ فرانس، صدر روسی فیڈریشن اور پوپ بینڈکٹ XVI شامل ہیں۔

ان میں سے جو خط آپ نے 2011ء میں مسیحیوں کے عالمی روحانی سربراہ پوپ بینڈکٹ XVI کو ارسال فرمایا اس کا مکمل متن ذیل میں قارئین بدر کے استفادہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس خط کے مطالعہ سے آپ محسوس کریں گے کہ امام جماعت احمدیہ اُس وقت سے آنے والی عالمی تباہی سے خبردار کرتے چلے آ رہے ہیں جب کہ باقی عالمی لیڈر اس کی اہمیت سے ناآشنا تھے اور اسے بے وقت کی آواز سمجھ رہے تھے لیکن آج جب کہ ہم حضور انور کا یہ خط دوبارہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں تو دنیا اس تباہی کو اب اپنے سے بہت قریب محسوس کر رہی ہے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ اب بھی اس روحانی آواز کی طرف کان دھرا جائے اور ہر انسان بالخصوص ہر احمدی اپنے اپنے دائرہ میں اس تباہی کے خوفناک اثرات سے تمام انسانوں کو آگاہ کرے اور حضور انور کے الفاظ میں یہ پیغام دیا جائے کہ ’’بنی نوع انسان اپنے خالق کو پہچانے کہ یہی ایک بات انسانیت کے تحفظ کی ضمانت ہے۔‘‘ (ادارہ)

۞ ۞ ۞

عزت مآب

جناب پوپ بینیڈکٹ XVi

مَیں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل اور رحمتیں نازل فرمائے۔

امام جماعت احمدیہ مسلمہ کی حیثیت سے میں آنجناب پوپ کو قرآن کریم کا درج ذیل پیغام پہنچاتا ہوں:

’’تُو کہہ دے اے اہلِ کتاب! اس کلمہ کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی چیز کو اس کا شریک ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہیں بنائے گا۔‘‘

آج کل اسلام دنیا کے لیے تختۂ مشق بنا ہوا ہے اور بار بار گھٹیا الزامات کی زد میں آ رہا ہے۔ دراصل اسلام کی حقیقی تعلیمات کا مطالعہ کیے بغیر یہ اعتراضات اُٹھائے جا رہے ہیں۔ بدقسمتی سے بعض نام نہاد مسلم تنظیمیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے اسلام کو بالکل غلط انداز میں پیش کر رہی ہیں جس کے نتیجہ میں مغربی اور غیر مسلم ممالک کے باشندوں کے دلوں میں مسلمانوں کے لیے بدظنی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ بعض انتہائی تعلیم یافتہ لوگ بھی بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بودے الزام لگا رہے ہیں۔

ہر مذہب کا مقصد بندہ کو خدا کے قریب لانا اور انسانی اقدار کا قیام ہے۔کسی بھی مذہب کے بانی نے کبھی یہ تعلیم نہیں دی کہ اس کے پیروکار دوسروں کے حقوق غصب کریں یا ظالمانہ کارروائیاں کریں۔ اس لیے مسلمانوں کی ایک گمراہ اقلیت کی کارروائیوں کو اسلام اور بانیٔ اسلام پر حملہ کا جواز نہیں بنانا چاہیے۔ اسلام ہمیں تمام مذاہب کے بانی انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ ایک مسلمان کے لیے ان تمام انبیاء بشمول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری ہے جن کا بشمول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بائبل یا قرآن کریم میں ذکر موجود ہے۔ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاجز غلام ہیں۔ لہٰذا ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملوں کی وجہ سے

ہمیں سخت تکلیف اور دکھ پہنچتا ہے لیکن اس کے جواب میں ہم دنیا کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ پیش کرتے چلے جا رہے ہیں اور قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم پہلے سے بڑھ کر دنیا کو دکھا رہے ہیں۔

اگر کوئی شخص کسی تعلیم کی طرف منسوب ہونے کے دعویٰ کے باوجود اس تعلیم پر صحیح طور پر عمل پیرا نہیں ہوتا تو یہ اس فرد کا قصور ہے کہ کہ تعلیم کا۔ لفظ اسلام کا مطلب ہی امن، محبت اور تحفظ ہے۔ ''دین میں کوئی جبر نہیں!'' قرآن کریم کا ایک واضح ارشاد ہے۔ شروع سے آخر تک قرآن کریم محبت، پیار، امن اور مصالحت کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن کریم بار بار تاکید کرتا ہے کہ جو تقویٰ اختیار نہیں کرتا وہ اللہ سے بہت دُور ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص اسلام کو شدت پسند، جبر و تشدد اور خونریزی کی تعلیم دینے والا مذہب بنا کر پیش کرتا ہے تو ایسی تصویر کشی کا حقیقی اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

جماعت احمدیہ مسلمہ حقیقی اسلام پر کار بند ہے اور محض خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کام کرتی ہے۔ اگر کسی چرچ یا کسی اور عبادت گاہ کو حفاظت کی ضرورت پڑی تو وہ ہمیں اپنے شانہ بہ شانہ پائیں گے۔ اگر ہماری مساجد سے کوئی پیغام گونجے گا تو وہ صرف یہی ہوگا کہ اللہ سب سے بڑا ہے! اللہ سب سے بڑا ہے! اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں!

امن عالم کو تباہ کرنے میں ایک بڑا عنصر یہ ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ وہ دانا، تعلیم یافتہ اور آزاد خیال ہیں۔ لہٰذا انہیں بانیانِ مذاہب کی تحقیر اور تذلیل کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ معاشرتی امن کے قیام کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہر شخص دل سے تمام کدورتیں نکال کر برداشت کے معیار کو بڑھائے۔ ایک دوسرے کے انبیاء کی تکریم اور تعظیم کے دفاع میں اُٹھ کھڑا ہونے کی ضرورت ہے۔ دنیا جس بے چینی اور اضطراب کے دور سے گزر رہی ہے وہ اس بات کا متقاضی ہے کہ پیار اور محبت کی فضا قائم کی جائے۔ ہم اپنے ماحول میں باہمی اخوت اور محبت کے پیغام کو فروغ دیں اور یہ کہ ہم پہلے سے بڑھ کر رَواداری کے ساتھ بہتر انداز میں رہنا سیکھیں اور انسانی اقدار کو مقدم رکھیں۔

دَور حاضر میں دنیا میں چھوٹے پیمانہ پر جنگیں شروع ہو چکی ہیں جبکہ بعض دوسری جگہوں پر عالمی طاقتیں اس بات کی دعویدار ہیں کہ وہ امن کے حصول کے لیے کوشش کر رہی ہیں۔ یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ ظاہر میں کچھ اور بتایا جا رہا ہے جبکہ باطن میں ان کی حقیقی ترجیحات کچھ اور ہیں جن کے لیے در پردہ اور خفیہ منصوبہ بندیوں پر عمل کیا جا رہا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان حالات میں امن عالم قائم ہو سکتا ہے؟

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اگر ہم دنیا کے موجودہ حالات کا غور سے جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ایک اور عالمی جنگ کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اگر دوسری عالمی جنگ کے بعد عدل و انصاف کی راہ اپنائی جاتی تو آج دنیا کی یہ حالت نہ ہوتی جس کی وجہ سے یہ ایک بار پھر آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آچکی ہے۔ متعدد ممالک کے پاس ایٹمی ہتھیار ہونے کے باعث بغض و عداوت بڑھ رہی ہے اور دُنیا تباہی کے دہانہ پر پہنچ چکی ہے۔ اگر وسیع پیمانہ پر تباہی پھیلانے والے یہ ہتھیار پھٹ جائیں تو آئندہ نسلیں اس غلطی پر ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی کہ ہم نے انہیں معذوری اور اپاہج پن تحفہ میں دیا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ دنیا خالق اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو جائے۔

میرے نزدیک اس وقت دنیا کی ترقی پر توجہ دینے کی بجائے یہ زیادہ ضروری ہے کہ ہم دنیا کو اس تباہی سے بچانے کے لیے اپنی مساعی تیز کر دیں۔ فوری ضرورت اس بات کی ہے کہ بنی نوع انسان اپنے خالق کو پہچانیں کیوں کہ صرف یہی ایک بات انسانیت کے تحفظ کی ضمانت ہے ورنہ دنیا بڑی تیزی کے ساتھ تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اگر آج واقعی انسان قیام امن میں کامیاب ہونا چاہتا ہے تو دوسروں میں نقص تلاش کرنے کی بجائے اسے اپنے نفس کے شیطان پر قابو پانا چاہئے۔ اپنی کوتاہیاں اور کمزوریاں دور کر کے انسان کو انصاف کا بہترین نمونہ بننا ہوگا۔ مَیں دنیا کو بار بار توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ ایک دوسرے کے ساتھ حد سے بڑھی ہوئی عداوتیں اور انسانی اقدار کی پامالی دنیا کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں۔

آپ دنیا میں ایک معتبر مقام رکھتے ہیں اس لیے میں آپ سے ملتمس ہوں کہ باقی دنیا کو بھی آگاہ کریں کہ خدا کے قائم کردہ قدرتی توازن اور ہم آہنگی کی راہ میں رکاوٹ بن کر وہ بہت تیزی سے تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اس پیغام کو پہلے سے بہت وسیع پیمانے پر اور بہت نمایاں کر کے پھیلانے کی ضرورت ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب کو مذہبی رواداری اور تمام لوگوں کو محبت، پیار اور بھائی چارہ کی رُوح پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

مَیں دعا گو ہوں کہ ہم سب اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے دنیا کو امن اور پیار کا گہوارہ بنائیں اور اپنے خالق کو پہچاننے میں اپنا کردار ادا کریں۔ ہماری دعا اور خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تباہی سے بچالے۔

آپ کا خیر خواہ

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

امام جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر

1-10-2011

۞ ۞ ۞

دنیا میں یہ کیا فتنہ اٹھا ہے مرے پیارے

(منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دنیا میں یہ کیا فتنہ اٹھا ہے مرے پیارے	ہر آنکھ کے اندر سے نکلتے ہیں شرارے
یہ منہ ہیں کہ آہنگروں کی دھونکنیاں ہیں	دل سینوں میں ہیں یا کہ سپیروں کے پٹارے
راتیں تو ہوا کرتی ہیں راتیں ہی ہمیشہ	پر ہم کو نظر آتے ہیں اب دن کو بھی تارے
ہے امن کا داروغہ بنایا جنھیں تو نے	خود کر رہے ہیں فتنوں کو آنکھوں سے اشارے
اسلام کے شیدائی ہیں خونریزی پہ مائل	ہاتھوں میں جو خنجر ہیں تو پہلو میں کٹارے
سچ بیٹھا ہے اک کونہ میں منہ اپنا جھکا کر	اور جھوٹ کے اڑتے ہیں فضاؤں میں غبارے
ظلم و ستم و جور بڑھے جاتے ہیں حد سے	ان لوگوں کو اب تو ہی سنوارے تو سنوارے
طوفان کے بعد اٹھتے چلے آتے ہیں طوفاں	لگنے نہیں آتی ہے مری کشتی کنارے
گر زندگی دینی ہے تو دے ہاتھ سے اپنے	کیا جینا ہے یہ جیتے ہیں غیروں کے سہارے

(کلام محمود صفحہ 236)

۞ ۞ ۞

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا
ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے
یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ! شامت آنیوالی ہے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

خادم الحرمین الشریفین کے نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مراسلہ

- تمام مسلمانوں اور مسلمان حکومتوں کی نظر میں آپ کا ایک خاص مقام ہے
- آپ اُمت مسلمہ کی درست راہنمائی کریں اور مسلمان ممالک کے مابین امن کی فضا پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کریں
- اے سعودی عرب کے بادشاہ! دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے اپنی تمام تر طاقت اور اثر ورسوخ صرف کریں
- آپ کے لئے اور تمام اُمت مسلمہ کے لئے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کے ساتھ

حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مکتوب خادم الحرمین الشریفین بادشاہ سلطنت سعودی عرب عبداللہ بن عبدالعزیز السعود کو 28/مارچ 2012ء کو تحریر فرمایا تھا جو کہ بدر کے جلسہ سالانہ نمبر میں قارئین کے استفادہ کے لئے پیش کیا جارہا ہے:

عزت مآب
خادم الحرمین الشریفین
بادشاہ سلطنت سعودی عرب
عبداللہ بن عبدالعزیز السعود۔
ریاض سعودی عرب

عزت مآب جناب شاہ عبداللہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ایک بہت ہی اہم معاملہ کے حوالہ سے میں آپ کو یہ خط تحریر کر رہا ہوں کیونکہ حرمین شریفین کے خادم اور سعودی عرب کا بادشاہ ہونے کی حیثیت سے اُمّتِ مسلمہ میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ کے ملک میں اسلام کے دو مقدس مقامات مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنوّرہ واقع ہیں جن سے محبت کرنا ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے۔ یہ مقامات رُوحانی ترقّی کا مرکز بھی ہیں اور مسلمانوں کے لیے مقدّس بھی۔

چنانچہ تمام مسلمانوں اور مسلمان حکومتوں کی نظر میں آپ کا ایک خاص مقام ہے جو آپ پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ اُمّتِ مسلمہ کی درست راہنمائی کریں اور مسلمان ممالک کے مابین امن اور ہم آہنگی کی فضا پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ نیز یہ بھی آپ کی ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں کے درمیان باہمی محبت اور ہمدردی کا احساس پیدا کریں اور انہیں رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کی رُوح سے رُوشناس کروائیں۔ اِس طرح تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کی خاطر آپ کو ساری دنیا میں قیام امن کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کے سربراہ اور مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کے خلیفہ کی حیثیت سے میری آپ سے درخواست ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ اور اسلام کے باقی فرقوں کے درمیان بعض اعتقادی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہمیں دنیا میں قیام امن کی کوششوں کے لیے متحد ہو جانا چاہیے۔ ہمیں دنیا کو اسلام کی سچی تعلیم جو محبت اور امن پر مبنی ہے سے آگاہ کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ ایسا کر کے ہم وہ غلط فہمیاں جو عام طور پر اہل مغرب اور باقی دنیا کے ذہنوں میں اسلام کے خلاف راسخ ہو چکی ہیں دُور کر سکتے ہیں۔ دوسری قوموں یا لوگوں سے دشمنی ہمیں انصاف پر عمل پیرا ہونے سے روکنے والی نہ ہو۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ المائدہ آیت 3 میں فرماتا ہے۔

”اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔“

یہ وہ راہنما اُصول ہے جو ہمارے پیش نظر رہنا چاہیے تاکہ ہم اسلام کا خوبصورت چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہوسکیں۔ تمام دُنیا کے مسلمانوں کے لیے دلی محبت اور گہری ہمدردی کے جذبات کے ساتھ مَیں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ آپ اس معاملہ میں اپنا کردار اَدا کریں۔

آج کل دنیا میں کچھ سیاست دان اور نام نہاد سکالر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بدنام کرنے کے لیے اسلام کے خلاف نفرت کے بیج بو رہے ہیں۔ اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے وہ قرآن کریم کی تعلیمات کو بالکل ہی توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ مزید یہ کہ فلسطین اور اسرائیل کے مابین تنازعہ گزرتے ہوئے ہر دن کے ساتھ بگڑ رہا ہے اور اسرائیل اور ایران کے درمیان عداوت اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ ان کے تعلقات بری طرح خراب ہو چکے ہیں۔ ان حالات کا تقاضا ہے کہ اُمت مسلمہ کا انتہائی اہم راہنما ہونے کے ناطہ آپ ان تنازعات کو انصاف اور عدل سے حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ جہاں بھی اور جب بھی اسلام کے خلاف نفرت سر اٹھاتی ہے جماعت احمدیہ مسلمہ اس نفرت کو دور کرنے کے لیے جو کچھ کر سکتی ہے کرتی ہے لیکن جب تک تمام اُمت مسلمہ متحد نہ ہو جائے اور اس کے حصول کی کوشش نہ کرے امن قائم نہیں ہو سکتا۔

میری آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں اپنی بھرپور کوشش کریں۔ اگر تیسری عالمی جنگ واقعی مقدر ہے تو کم از کم ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اس کی ابتدا کسی مسلم ملک کی طرف سے نہ ہو۔ کوئی بھی مسلم ملک یا فرد واحد جو دنیا کے کسی بھی خطہ میں ہو آج یا آئندہ کبھی بھی ایک ایسی عالمی تباہی کا موجب بننا پسند نہیں کرے گا جس کے خوف ناک اثرات کی وجہ سے آئندہ نسلیں معذور اور لُولی لنگڑی پیدا ہوں کیونکہ اب اگر ایک عالمی جنگ شروع ہوئی تو یہ یقیناً ایٹمی ہتھیاروں سے لڑی جائے گی۔ ہم پہلے ہی جاپان کے دو شہروں پر ایٹمی ہتھیاروں کی تباہ کاریوں کا نظارہ کر چکے ہیں۔

پس اے سعودی عرب کے بادشاہ! دُنیا کو تباہی سے بچانے کے لیے اپنی تمام تر طاقت اور اثر و رسوخ صرف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو آمین۔ آپ کے لیے اور تمام مسلم اُمّت کے لیے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا کے ساتھ۔

آپ کا خیر خواہ
مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس
امام جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر
28-03-2012

(بحوالہ عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 193-195)

❁ ❁ ❁

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا
وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہر پہلو سے جائزہ لے کر اپنی کمیوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں

(پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

مذہبی فضاء میں امن کا پیغامبر

(منیر احمد خادم ایڈیٹر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان)

آج دنیا حق و راستی کی پیاسی اور عدل و انصاف کی متلاشی ہے۔ جدھر دیکھو ظلمت و تاریکی نے اپنی سیاہ چادر پھیلا رکھی ہے۔ کہیں ذات پات کے جھگڑے ہیں تو کہیں لِسانی فسادات۔ کہیں مذہب کے نام پر فتنے ہیں تو کہیں ہمسایہ ملکوں کے باہمی اختلافات اور منافرتیں۔ غرضیکہ حضرت انسان نے اپنے چاروں طرف تباہی و بربادی کے ایسے خطرناک گڑھے کھود رکھے ہیں کہ انہیں پُر کرکے ایک ہموار راستہ بنانا بھی اُسے اپنے اختیار سے باہر نظر آنے لگا ہے۔ کٹّر پن جس نے تنگ نظری کو جنم دیا اور جس کے نتیجہ میں تشدّد اور بے جا ظلم کا خوفناک جنّ دنیا میں چاروں طرف گھومنے لگا اور پھر اسلحے کی ایسی خطرناک دوڑ کی ابتداء ہوئی کہ آج اسلحے کی دوڑ کو روکنا تو الگ رہا دنیا کی عظیم طاقتیں اس کی تخفیف کے مسئلہ پر بھی ایک پلیٹ فارم پر اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ پھر ایسے ماحول میں بے چارے اشرف المخلوقات کو کیا کرنا چاہئے؟ مایوسی اور قنوطیت کا شکار ہوکر اپنی مخلصی کی کوششیں ترک کردے یا پھر روشنی کی کوئی کرن ہے؟ یقیناً ہے! لیکن اب یہ کام کسی کے بس کی بات نہیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے امام حضرت مرزا غُلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہُود علیہ الصلوٰۃ والسّلام، آپ کے خلفاء عظام اور اس جماعت کو مامُور فرمایا ہے جس کا نام جماعتِ احمدیہ ہے۔

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ خود مُسلمان کہلانے والے بھی اسلام کی پُرامن تعلیم سے نہ صرف کوسوں دُور ہیں بلکہ اسلام کے حسین چہرے پر انہوں نے ایسے بدنُما داغ لگا دیئے ہیں جس سے غیروں کو برملا یہ کہنے کا موقع ملا ہے کہ اسلام ایک خُونی مذہب ہے اور یہ کہ اسلام کو اپنی اشاعت کے لئے تلوار کے استعمال کی ضرورت ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

چنانچہ خُونی مہدی کی آمد کا عقیدہ اور اس کا اپنی آمد کے بعد اسلام کو تلوار کے زور سے پھیلانا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس سے دیگر مذاہب کے ماننے والے اسلام سے سخت متنفّر اور بیزار ہوئے اور اس عقیدے سے تبلیغِ اسلام کی راہ میں زبردست رُکاوٹیں کھڑی ہوگئیں۔

سُنئے خونی مہدی کی آمد کے متعلق کیا فرماتے ہیں علماء دین! حُجج الکرامہ میں لکھا ہے خُلاصہ درج کرتا ہوں۔

”مہدی کے متعلق اہلِ حدیث کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی ظاہر ہوتے ہی عیسائیوں کو قتل کرے گا جو ان میں سے باقی رہ جائیں گے اُن کو حکومت اور بادشاہت کا حوصلہ نہ رہے گا اور ریاست کی بُو اُن کے دماغ سے نکل جائے گی اور ذلیل ہوکر بھاگ جائیں گے۔“

پھر ’حُجج الکرامہ‘ کے صفحہ 374 میں لکھا ہے:

اس فتح کے بعد مہدی ہندوستان پر چڑھائی کرے گا ہندوستان کے بادشاہ کو گردن میں طوق ڈال کر اس کے سامنے حاضر کیا جائے گا اور تمام خزانے اور بینک گورنمنٹ کے لُوٹ لیں گے۔

اسی طرح ’حجج الکرامہ‘ کے صفحہ 424 پر لکھا ہے:

عیسیٰ بھی مہدی کی طرح تلوار سے اسلام پھیلائے گا دو ہی باتیں ہوں گی یا قتل یا اسلام۔

کتاب ’احوال الآخرۃ‘ میں لکھا ہے۔

جو عیسائی ایمان نہیں لائیں گے وہ سب قتل کردیئے جائیں گے۔

(بحوالہ حقیقۃ المہدی)

اس باطل عقیدہ کو پاش پاش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرتا ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے یا ظاہر یا پوشیدہ طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا دِل میں ایسی آرزوئیں رکھتا ہے وہ خدا اور رسول ؐ کا نافرمان ہے۔“

(حقیقۃ المہدی صفحہ 4)

نیز فرمایا:

”اے مسلمانو اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچّی ہمدردی۔ کیا اس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں...... خدا سے ڈرو اور یہ بیہُودہ الزام دینِ اسلام پر مت لگاؤ ......معاذ اللہ ہرگز قرآن شریف کی یہ تعلیم نہیں ہے اور نہ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کوئی خُونی مہدی یا خُونی مسیح آئے گا جو جبراً مسلمان کرے گا اور انسانوں کو قتل کرنا اس کا کام ہوگا۔“

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156)

حضرت مرزا غُلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قُران و سُنّت کی روشنی میں مُسلمانوں کے سامنے جب یہ عقیدہ رکھا کہ کسی خُونی مہدی کا آنا مذہبِ اسلام کے خلاف ہے اور یہ کہ اسلام کو پھیلانے کے لئے کِسی تیر و تلوار اور بندوق و توپ کی ضرورت نہیں کیونکہ اسلام، مذہب کو پھیلانے کے لئے انسانی خون کو بہانے کا سخت مخالف ہے تو مخالف مولویوں اور کٹّر ملاؤں نے اس شہزادۂ امن وانسانیت کو نعوذ باللہ کافر، بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”افسوس کہ جس وقت سے مَیں نے ہندوستان کے مُسلمانوں کو یہ خبر سُنائی ہے کہ کوئی خُونی مہدی یا خُونی مسیح دنیا میں آنے والا نہیں ہے بلکہ ایک شخص صُلح کاری کے ساتھ آنے والا تھا جو میں ہوں اس وقت سے یہ نادان مولوی مجھ سے بغض رکھتے ہیں اور مجھ کو کافر اور دین سے خارج ٹھہراتے ہیں عجیب بات ہے کہ یہ لوگ بنی نوع کی خُونریزی سے خوش ہوتے ہیں مگر یہ قُرآنی تعلیم نہیں ہے۔“

(تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 265)

معزّز قارئین! یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے علاوہ دیگر فرقہ ہائے اسلامیہ کے نزدیک اسلام کے پھیلانے کا واحد ذریعہ تلوار ہی تھی گویا ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی بیش قیمت نصائح کُفّارِ مکّہ پر اثر نہ کرسکیں تب نعوذ باللہ من ذٰلک مجبور ہوکر رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تلوار ہاتھ میں لینا پڑی اور یہی فلسفہ ہے ان کے نزدیک **اِسلامی جہاد** کا۔

چنانچہ اس بارہ میں جماعتِ اسلامی کے لیڈر مولانا ابوالاعلیٰ مَودودی کا ایک حوالہ ان کی کتاب ”الجہاد فی الاسلام“ سے پیش ہے۔ موصوف رقمطراز ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ برس تک عرب کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ وعظ و تلقین کا جو مؤثر انداز ہوسکتا تھا اُسے اختیار کیا۔ مضبوط دلائل دیئے۔ واضح حجتیں پیش کیں۔ فصاحت و بلاغت اور زورِ خطابت سے دِلوں کو گرمایا۔ اللہ کی جانب سے محیّر العقول معجزے دکھائے۔ اپنے اخلاق اور پاک زندگی سے نیکی کا بہترین نمونہ پیش کیا اور کوئی ذریعہ ایسا نہ چھوڑا جو حق کے اظہار واثبات کے لئے مفید ہوسکتا تھا لیکن آپ کی قوم نے آفتاب کی طرح آپ کی صداقت کے روشن ہوجانے کے باوجود آپ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کردیا ...... لیکن جب وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد داعیٔ اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی ......تو دلوں سے رفتہ رفتہ بدی وشرارت کا زنگ چھوٹنے لگا۔ طبیعتوں سے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
پر اِن سِیہ دِلوں کا شیوہ سدا یہی ہے
افسوس سبّ و توہیں سب کا ہوا ہے پیشہ
کس کو کہوں کہ اُن میں ہرزہ درا یہی ہے

طالب دعا : محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

فاسد مادّے خود بخود نکل گئے۔ رُوحوں کی کثافتیں دُور ہوگئیں اور صرف یہی نہیں کہ آنکھوں سے پردہ ہٹ کر حق کا نُور صاف عیاں ہوگیا بلکہ گردنوں میں وہ سختی اور سروں میں وہ نخوت بھی باقی نہ رہی جو ظہورِ حق کے بعد انسان کو اس کے آگے جھکنے سے باز رکھتی ہے‘‘

اسی طرح لکھتے ہیں:

’’عرب کی طرح دوسرے ممالک نے بھی جو اسلام کو اس سُرعت سے قبول کیا کہ ایک صدی کے اندر چوتھائی دنیا مسلمان ہوگئی تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ اسلام کی تلوار نے ان پردوں کو چاک کردیا جو دلوں پر پڑے ہوئے تھے‘‘

مولانا مودودی صاحب کا مذکورہ اقتباس اگر ان کے نام اور کتاب کے حوالہ کے بغیر پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ یہ اقتباس کسی اسلام دشمن یہودی کی کتاب کا تو ہوسکتا ہے، کسی عیسائی کی کتاب کا تو ہوسکتا ہے لیکن کسی مخلص مسلمان کا نہیں اور وہ بھی ایسا مسلمان جو ایک طرف ’’راہنما‘‘ ہونے کے دعویدار کے علاوہ ’’مزاج شناس رسولؐ‘‘ ہونے کا مدّعی بھی ہے۔ چنانچہ سُنئے ڈوزؔی لکھتا ہے:

’’محمد کے جرنیل ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن لے کر تلقین کرتے تھے‘‘۔

سمتھؔ کا دعویٰ ہے کہ جرنیلوں کا کیا سوال خود

’’آپؐ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن لے کر مختلف اقوام کے پاس جاتے تھے‘‘

پس وہ پتّھر جو اسلام کے حسین چہرے پر غیروں نے پھینکے ہیں وُہی پتّھر آج ان لوگوں کی طرف سے بھی پڑے جو خود کو مُسلم راہنما اور اسلام کے ٹھیکیدار بتاتے ہیں۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ان سب دُشمنانِ اسلام کی آوازوں کو سُنئے اور پھر مولانا مودودی کی مندرجہ بالا عبارت کا مطالعہ کیجئے کیا یہ بعینہٖ وہی الزام نہیں جو اس سے پہلے بیسیوں دشمنانِ اسلام نے رسولِ معصُوم کی ذات پر لگایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک اور اس سے بھی زیادہ آپؐ کی قوتِ قُدسیہ پر حملہ کرنے والا۔ آپ دُشمنانِ اسلام کی عبارتیں پڑھ کر دیکھ لیجئے کہیں بھی آپ کو آنحضرت کی قوتِ قدسیہ کی مزعُومہ کمزوری اور معجزات کی ناطاقتی کا ایسا ہولناک نقشہ نظر نہیں آئے گا جیسا مولانا مودودی نے کھینچا ہے۔ یعنی آپؐ کی مسلسل تیرہ سال کی دعوتِ اسلام تو دِلوں کو فتح کرنے سے قاصر رہی مگر تلوار اور جُبروت نے دلوں کو فتح کرلیا۔ وعظ وتلقین کے مؤثر سے مؤثر انداز تو صحرائی ہواؤں کی نذر ہوگئے مگر نیزوں کی اَنی نے دلوں کی گہرائی تک اسلام پہنچا دیا۔ آپؐ کے ’’مضبُوط دلائل‘‘ تو عقلِ انسانی میں جاگزیں نہ ہوسکے مگر گُرزوں کی مار خودوں کو توڑ کر اُن کی عقلوں کو قائل کرگئی۔ واضح بحثیں اُن کی قوتِ استدلال کو متاثر نہ کرسکیں مگر گھوڑوں کی ٹاپوں نے اُن کو اسلام کی صداقتوں کے تمام راز سمجھا دیئے۔ فصاحت و بلاغت بیکار گئی اور زورِ خطابت دلوں کو اس درجہ گرما نہ سکا کہ اسلام کا نُور ان کے دلوں میں چمک اُٹھتا حتّٰی کہ خود عرش کے خدا کی طرف سے ظاہر ہونے والے محیّر العقول معجزے بھی خائب و خاسر رہے اور ایک ادنیٰ سی پاک تبدیلی بھی پیدا نہ کرسکے ...... ’’جب داعیٔ اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی‘‘ ...... اِنّا لِلّٰہ واِنّا اِلَیْہِ راجِعُون کس قدر مضحکہ خیز ہے یہ تصوّر اور کیسے تحقیر آمیز الفاظ ہیں کہ جن کو پڑھ کر رونا آتا ہے کہ ایک اسلامی راہنما کے قلم سے نکلے ہیں جو رسولؐ کی محبّت کا دعویدار ہے‘‘

(مذہب کے نام پر خون صفحہ 30)

لیکن آج سے ٹھیک سو سال قبل ایک عاشقِ اسلام عاشقِ رسُول اور عاشقِ قرآن حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعُود و مہدی معہُود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے مذہبی دُنیا میں شہزادۂ امن وسلامتی بن کر اسلام کی حسین تعلیم کو دُنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان ظاہر بین سیاسی اور مفاد پرست علماء نے نہ صرف خدا کے اس فرستادے کی آواز کو ٹھکرا دیا بلکہ اس کی مخالفت میں اس کو دُکھ پہنچانے میں اور ستانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

اسلامی جہاد کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلامی جہاد کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’بعض ناسمجھ جو اسلام پر جہاد کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب لوگ جبراً تلوار سے مسلمان کئے گئے تھے۔ افسوس ہزار افسوس کہ وہ اپنی بے انصافی اور حق پوشی میں حد سے گزر گئے ہیں۔ ہائے افسوس ان کو کیا ہوگیا کہ وہ عمداً صحیح واقعات سے مُنہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ملک میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرما نہیں ہوئے تھے تا یہ گمان کیا جاتا کہ چونکہ وہ بادشاہی جبروت اور شوکت اپنے ساتھ رکھتے تھے اس لئے لوگ جان بچانے کے لئے ان کے جھنڈے کے نیچے آگئے تھے۔

پس سوال تو یہ ہے کہ جب کہ آپؐ نے اپنی غریبی اور مسکینی اور تنہائی کی حالت میں خدا کی توحید اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی تو اس وقت کس تلوار کے خوف سے لوگ آپؐ پر ایمان لے آئے تھے اور اگر ایمان نہیں لائے تھے تو پھر جبر کرنے کے لئے کِس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا گیا تھا اور مدد طلب کی گئی تھی۔ اے حق کے طالبو! تُم یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں ان لوگوں کی افتراء ہیں جو اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچّہ چھوڑ کر مرگئی تھی۔ تب وہ بچّہ جس کے ساتھ خُدا کا ہاتھ تھا بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا اور اس مصیبت اور یتیمی کے ایّام میں بعض لوگوں کی بکریاں بھی چَرائیں اور بجز خدا کے کوئی متکفّل نہ تھا اور پچیس برس تک پہنچ کر بھی کِسی چچا نے بھی آپؐ کو اپنی لڑکی نہ دی کیونکہ جیسا کہ بظاہر نظر آتا تھا آپؐ اس لائق نہ تھے کہ خانہ داری کے اخراجات کے متحمل ہوسکیں اور نیز محض اُمّی تھے اور کوئی حرفہ اور پیشہ نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپؐ چالیس برس کے سِن تک پہنچے تو یک دفعہ آپؐ کا دِل خدا کی طرف کھینچا گیا۔ ایک غار مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے جس کا نام حؔراء ہے۔ آپؐ اکیلے وہاں جاتے اور غار کے اندر چُھپ جاتے اور اپنے خدا کو یاد کرتے۔ ایک دن اُسی غار میں آپؐ پوشیدہ طور پر عبادت کر رہے تھے تب خدا تعالیٰ آپ پر ظاہر ہوا اور آپ کو حکم ہوا کہ دنیا نے خُدا کی راہ کو چھوڑ دیا ہے اور زمین گناہ سے آلُودہ ہوگئی ہے۔ اس لئے مَیں تجھے اپنا رسُول کر کے بھیجتا ہوں اب تُو اور لوگوں کو متنبّہ کر کہ وہ عذاب سے پہلے خُدا کی طرف رجوع کریں۔ اس حکم کے سُننے سے آپؐ ڈرے کہ مَیں ایک اُمّی یعنی ناخواندہ آدمی ہوں اور عرض کی کہ مَیں پڑھنا نہیں جانتا۔ تب خُدا نے آپؐ کے سینہ میں تمام رُوحانی علوم بھر دیئے اور آپؐ کے دل کو روشن کیا تھا۔ آپؐ کی قوّتِ قدسیہ کی تاثیر سے غریب اور عاجز لوگ آپ کے حلقۂ اطاعت میں آنے شروع ہوگئے اور جو بڑے بڑے آدمی تھے انہوں نے دُشمنی پر کمر باندھ لی یہاں تک کہ آخر کار آپؐ کو قتل کرنا چاہا اور کئی مرد اور کئی عورتیں بڑے عذاب کے ساتھ قتل کردیئے گئے اور آخری حملہ یہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کرلیا مگر جس کو خدا بچاوے اس کو کون مارے۔ خدا نے آپؐ کو اپنی وحی سے اطلاع دی کہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

سچی توبہ کرو اور خدا تعالیٰ کو سچائی اور وفاداری سے راضی کرو

(ماخوذ از ملفوظات، جلد3، صفحہ 191)

طالبِ دُعا : جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب
امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جوانی میں عبادت خدا تعالیٰ کے ہاں خاص مقبولیت رکھتی ہے

(پیغام بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ فن لینڈ 2019)

طالبِ دعا : افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

آپؐ اس شہر سے نِکل جاؤ اور میں ہر قدم میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ پس آپ شہر مکّہ سے ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر نکل آئے اور تین رات تک غارِ ثور میں چھُپے رہے۔ دشمنوں نے تعاقب کیا اور ایک سُراغرسان کو لے کر غار تک پہنچے۔ اس شخص نے غار تک قدم کا نشان پہنچا دیا اور کہا کہ اس غار میں تلاش کرو اس کے آگے قدم نہیں اور اگر اس کے آگے گیا ہے تو پھر آسمان پر چڑھ گیا ہوگا۔ مگر خدا کی قُدرت کے عجائبات کی کون حد بست کرسکتا ہے۔ خدا نے ایک ہی رات میں یہ قدرت نُمائی کی کہ عنکبوت نے اپنی جالی سے غار کا تمام منہ بند کردیا اور ایک کبُوتری نے غار کے منہ پر گھونسلا بنا کر انڈے دے دیئے اور جب سُراغرساں نے لوگوں کو غار کے اندر جانے کی ترغیب دی تو ایک بُڈھا آدمی بولا کہ یہ سُراغرساں تو پاگل ہوگیا ہے۔ مَیں تو اس جالی کو غار کے منہ پر اس زمانہ سے دیکھ رہا ہوں جب کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ اس بات کو سُن کر سب لوگ منتشر ہوگئے اور غار کا خیال چھوڑ دیا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ طور پر مدینہ میں پہنچے اور مدینہ کے اکثر لوگوں نے آپ کو قبول کرلیا۔ اس پر مکہ والوں کا غضب بھڑکا اور افسوس کیا کہ ہمارا شکار ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اور پھر کیا تھا دن رات انہیں منصوبوں میں لگے کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کردیں اور کُچھ تھوڑا گروہ مکّہ والوں کا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا وہ بھی مکہ سے ہجرت کرکے مختلف ممالک کی طرف چلے گئے۔ بعض نے حبشہ کے بادشاہ کی پناہ لے لی تھی اور بعض مکّہ میں ہی رہے کیونکہ وہ سفر کرنے کے لئے زادِ راہ نہیں رکھتے تھے اور وہ بہت دُکھ دیئے گئے۔ قرآن شریف میں اُن کا ذکر ہے کہ کیونکر وہ دن رات فریاد کرتے تھے۔

اور جب کُفار قریش کا حد سے زیادہ ظلم بڑھ گیا اور انہوں نے غریب عورتوں اور یتیم بچوں کو قتل کرنا شروع کیا اور بعض عورتوں کو ایسی بے دردی سے مارا کہ ان کی دونوں ٹانگیں دو رسّوں سے باندھ کر دو اونٹوں کے ساتھ وہ رسّے خوب جکڑ دیئے اور پھر ان اونٹوں کو دو مختلف جہات میں دوڑایا اور اس طرح پر وہ عورتیں دو ٹکڑے ہو کر مرگئیں۔

جب بے رحم کافروں کا ظلم اس حد تک پہنچ گیا خدا نے جو آخر اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے اپنے رسُول پر اپنی وحی نازل کی کہ مظلوموں کی فریاد میرے تک پہنچ گئی آج میں اجازت دیتا ہوں کہ تُم بھی ان کا مقابلہ کرو اور یاد رکھو کہ جو لوگ بے گناہ لوگوں پر تلوار اُٹھاتے ہیں وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے جائیں گے مگر تم کوئی زیادتی مت کرو کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

یہ ہے حقیقت اسلام کے جہاد کی جس کو نہایت ظلم سے بُرے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے...... مَیں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ خُدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی دین اسلام میں جبر نہیں"۔

(پیغامِ صُلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 464)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بادلائل ثابت فرمایا کہ مذہبِ اسلام کی پُرامن اور بے جبر تعلیم میں نہ تو کسی خونی مہدی کی آمد کی گنجائش ہے اور نہ ہی یہ مذہب کبھی بھی کسی قسم کے تشدّد، جبر اور تیر و تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ قارئین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف یہ کہ اسلام کے رُوح پرور اور سرسبز باغ کے راستوں پر پڑے ہوئے ان کانٹوں کو صاف کیا ہے جو کہ اپنوں اور پرایوں نے نہایت بے دَردی سے اس گلشن میں بچھائے تھے بلکہ آپؑ نے قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں قومی یکجہتی اور آپسی اتحاد و اتفاق کے لئے درج ذیل حسین گُر بھی بیان فرمائے ہیں۔

قومی یکجہتی و قیامِ امن کے لئے حسین گُر

(1)۔ بانیانِ مذاہب اور کتبِ مقدّسہ کی عزّت کی جائے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ امنِ عالم کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ تمام مذاہب کے بانیان اور اُن کی کتبِ مقدسہ کی عزّت و صداقت کو قائم کیا جائے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"یہ اُصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بُنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچّا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزّت اور عظمت بٹھا دی اور اُن کے مذہب کی جڑ قائم کردی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اُصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے"

(تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 259)

ویدوں کے متعلق بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا عقیدہ

حضور علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدّس سمجھتے ہیں...... خدا کی تعلیم کے موافق ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افتراء نہیں ہے۔ انسان کے افتراء میں یہ قوت نہیں ہوتی کہ کروڑہا لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے"

(پیغام صلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 453)

❁ شری کرشن جی مہاراج کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"شری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا تھا"

(پیغام صلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 445)

❁ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"اس بات میں کچھ شک نہیں ہوسکتا کہ باوا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزوجل اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے...... وہ ہندو مذہب اور اسلام میں صُلح کرانے آیا تھا مگر افسوس کہ اس کی تعلیم پر کسی نے توجّہ نہیں کی اگر اس کے وجود اور اس کی پاک تعلیموں سے کچھ فائدہ اُٹھایا جاتا تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہوتے"

(پیغام صلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 445و446)

❁ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے اظہارِ محبّت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبّت کرنے کا دعویٰ ہے وُہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترک جائیداد کی طرح ہے اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے کیونکہ میری طبیعت یسوع میں مستغرق ہے"

(تحفۂ قیصریہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 275)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامِ امن کے لئے ضروری ہے کہ...... مسلمان تمام انبیاء اور ان کی مقدّس کتب کا احترام کریں۔ اسی طرح غیر مذاہب والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی شان میں گُستاخی نہ کریں۔ یہ اصول ایسا امن بخش اصول ہے کہ جس کے نتیجہ میں آج دنیا میں حقیقی امن قائم ہوسکتا ہے لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج سوائے جماعت احمدیہ کے نہ تو دیگر مسلمان اس اصول پر قائم ہیں اور نہ ہی دیگر مذاہب کے ماننے والے اس سُنہری اُصول پر عمل پیرا ہیں۔ مسلمانوں کا تو یہ حال ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شری کرشن جی مہاراج اور رام چندر جی مہاراج کو خدا تعالیٰ کے انبیاء میں سے ثابت فرمایا اسی طرح ویدوں کی تقدیس کو قائم فرمایا تو چاروں طرف سے کافر کافر کی آوازیں اُٹھنے لگیں۔ لیکن جماعتِ احمدیہ ڈنکے کی چوٹ اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ اُسے کسی کے کافر کافر کہنے کی قطعاً پرواہ نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور ان کی مقدس کتب کی عزت و ناموس کی خاطر

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(حٰم السجدۃ:34)

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

طالبِ دعا: بی۔ایم۔خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

جماعتِ احمدیہ کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بھی بہادینا پڑا تو جماعتِ احمدیہ اس قُربانی کے لئے تیار ہے۔ مگر جماعتِ احمدیہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں سے بھی یہی درخواست کرے گی کہ جو عزّت و پیار ہم آپ کے انبیاء اور رشیوں منیوں کو دیتے ہیں اور جس طرح ہم آپ کی مقدس کتب کا احترام کرتے ہیں ویسی ہی عزت و تکریم ہم آپ لوگوں سے بھی پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قُرآن مجید کے لئے چاہتے ہیں۔

دَردمندانہ نصیحت

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی درج ذیل دردمندانہ نصیحت ذرا غور سے پڑھئے:

’’اے عزیزو! قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور ان کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ رُوح کو بھی ہلاک کر کے دین اور دنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے۔ وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کرسکتا جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبرِ دین کی عیب شُماری اور ازالہ حیثیت عُرفی میں مشغُول ہیں اور ان قوموں میں ہرگز سچّا اتفاق نہیں ہوسکتا جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشی اور اوتار کو بدی یا بدزبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں۔ اپنے نبی یا پیشوا کی ہتک سُن کر کس کو جوش نہیں آتا ...... وہ دلی صفائی جس کو درحقیقت صفائی کہنا چاہئے صرف اسی حالت میں پیدا ہوگی جبکہ آپ لوگ وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کر لو گے اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے بخل کو دُور کر کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی تصدیق کر لیں گے۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ تُم میں اور ہندو صاحبوں میں سچی صُلح کرانے والا صرف یہی ایک اُصول اور یہی ایک ایسا پانی ہے جو کدورتوں کو دھو دے گا‘‘

(پیغامِ صُلح صفحہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 452 اور 458)

(۲) عبادت خانوں کا عزّت و احترام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے جہاں مذہبی راہنماؤں اور کتبِ مقدّسہ کی تعظیم و تکریم کو قائم فرمایا ہے وہاں قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں ان کی مذہبی عبادت گاہوں کی تقدیس و حُرمت کا بھی خیال رکھا ہے۔ اس ضمن اسلامی تعلیم بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

’’تمام عبادت خانوں کا میں ہی حامی ہوں اور اسلام کا فرض ہے کہ اگر مثلاً کسی عیسائی ملک پر قبضہ کرے تو ان کے عبادت خانوں سے کچھ تعرّض نہ کرے اور منع کر دے کہ ان کے گرجے مسمار نہ کئے جائیں اور یہی ہدایت احادیثِ نبویہ سے مفہُوم ہوتی ہے کیونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کہ کوئی اسلامی سپہ سالار کسی قوم کے مقابلہ کے لئے مامُور ہوتا تھا تو اس کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کے عبادت خانوں اور فقراء کے خلوتخانوں سے تعرّض نہ کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کس قدر تعصّب کے طریقوں سے دُور ہے کہ وہ عیسائیوں کے گرجاؤں اور یہودیوں کے معبدوں کا ایسا ہی حامی ہے جیسا کہ مساجد کا حامی ہے‘‘

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 393)

(۳) کِسی قوم کی ملک سے وفاداری کو مشکوک نہ سمجھا جائے!

شہزادہ امن حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصیحت فرمائی ہے کہ قیامِ امن کے لئے ضروری ہے کہ ایک ہی ملک میں رہنے والے کسی کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ اپنے ہی ملک کے دوسرے باشندوں کی ملک سے وفاداری کو مشکوک سمجھیں اس سے نہ صرف یہ کہ مُلکی امن برباد ہوتا ہے بلکہ اس طریقے سے ہم غیروں کو اپنے اُوپر مُسلّط ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

’’ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دیں گے...... جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دُوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اُسی کو کاٹتا ہے‘‘

(پیغامِ صلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 443)

(۴) ہر شہری میں حُبّ الوطنی کا جذبہ پیدا کیا جائے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامِ امن کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ ہر شہری میں وطن سے محبّت کے جذبہ کو اُجاگر کیا جائے۔ اسی طرح حُکّامِ وقت کی اطاعت کے جذبہ کو پیدا کیا جائے۔ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حُبُّ الوطن من الایمان کہ وطن سے محبت ایمان کا جزء ہے۔ اسی طرح حکامِ وقت کی اطاعت بھی دینِ اسلام کا حصّہ ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ایک سچّا مسلمان جو اپنے دین سے واقعی خبر رکھتا ہو اس گورنمنٹ کی نسبت جس کی ظلِ عاطفت کے نیچے امن کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے ہمیشہ اخلاص اور اطاعت کا خیال رکھتا ہے اور مذہب کا اختلاف اس کو سچّی اطاعت اور فرمانبرداری سے نہیں روکتا‘‘

(تحفۂ قیصریہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 281)

نیز فرمایا:

’’اسلام ہمیں ہرگز یہ نہیں سکھلاتا کہ ہم ایک غیر قوم اور غیر مذہب والے بادشاہ کی رعایا ہو کر اور اس کے زیرِ سایہ ہر ایک دُشمن سے امن میں رہ کر پھر اسی کی نسبت بداندیشی اور بغاوت کا خیال دِل میں لاویں بلکہ وہ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر تُم اس بادشاہ کا شکر نہ کرو جس کے زیرِ سایہ تُم امن میں رہتے ہو تو پھر تُم نے خدا کا شکر بھی نہیں کیا‘‘

(روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 282)

اسی بناء پر جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیموں کے عہدناموں میں نوجوانوں اور بچوں سے جہاں یہ عہد لیا جاتا ہے کہ وہ دینی خدمات کے لئے ہردم تیار رہیں گے وہاں یہ عہد بھی لیا جاتا ہے کہ ہر نوجوان اپنے ملک کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہے گا۔ جماعتِ احمدیہ کے پندرہ سال سے چالیس سال تک کی عمر کے نوجوانوں سے جو عہد لیا جاتا ہے اس کے الفاظ اس طرح ہیں:

’’مَیں اقرار کرتا ہوں کہ دینی قومی اور ملّی یعنی ملکی مفاد کی خاطِر میں اپنی جان مال وقت اور عزّت کو قُربان کرنے کے لئے ہردم تیار رہوں گا‘‘

گویا وطن کی عزت و آبرو کے لئے ہر قسم کی قربانی کی خاطر ہر وقت تیار رہنے کا حکم ہر احمدی نوجوان کو ہے۔ اسی طرح سات سال سے پندرہ سال تک کے احمدی اطفال سے یہ عہد لیا جاتا ہے کہ:

مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ دینِ اسلام اور وطن کی خدمت کے لئے ہردم تیار رہوں گا۔

ان عہد ناموں سے صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ کوئی احمدی اپنے دین پر اس وقت تک پابند قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ وہ پوری طرح اپنے وطن سے محبّت کرنے والا نہ ہو اور اپنے وطن کی عزّت و ناموس کی خاطر ہر طرح کی قُربانی دینے کے لئے تیار نہ ہو۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان ہے کہ آپ نے اسلامی تعلیم کی روشنی میں وطن کی محبّت اور حکامِ وطن کی اطاعت کے جذبہ کو اس رنگ میں اپنی جماعت میں قائم فرمایا ہے کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدی دنیا کے جس ملک میں بھی موجود ہیں اپنے اپنے ملک کی محبّت میں باقی تمام لوگوں سے آگے ہیں۔ دنیا گواہ ہے کہ آج تک احمدیوں کی طرف سے کِسی قسم کی تخریب کاری توڑ پھوڑ اور ملکی املاک کو نقصان پہنچانے کا ایک بھی واقعہ منظرِ عام پر نہیں آیا۔

(۵) مذہبی سٹیج کو اشتعال انگیزی کا ذریعہ نہ بنایا جائے

ہمارے آج کے مذہبی سٹیجوں کو اگر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ وہاں سے کی جانے والی اکثر تقریریں اشتعال پھیلانے والی اور مذہبی جذبات کو بھڑکانے والی ہوتی ہیں۔ بجائے اپنے مذہب کی بات کرنے کے بہت حد تک دوسروں پر کیچڑ اُچھالے جانے کو ہی اپنی خوبی خیال کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو اچھی طرح

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

طالب دُعا: نورالہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

محسوس فرمایا اور اس کے نتیجہ میں ہونے والے فتنہ وفساد کو بھی آپ کی مستقبل کی دُور نظر آنکھ نے خوب غور سے دیکھا۔ چنانچہ آپ نے دنیا کے تمام مذہبی لیڈروں سے اس سلسلہ میں نہایت دردمندانہ اپیل کی کہ اگر تمام مذاہب والے اپنے اپنے مذہبی سٹیج کے رُخ کو بدل لیں اور بجائے اس کے کہ دوسرے کے مذہب پر حملہ کریں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں اپنی اپنی مقدس کتب کی روشنی میں بیان کریں تو اس طرح جس سٹیج پر بھی کوئی سامع جائے گا وہ اس مذہب کی خوبیاں سُنے گا۔ اس طرح جہاں پیار و محبّت کی فضا قائم ہوگی امن و اتحاد کے پُھول کھلیں گے وہاں ایک دُوسرے کے جذبات بھی مجرُوح نہیں ہوں گے اور جذبات کے مجروح ہونے کے نتیجہ میں جو فتنہ وفساد ہوگا اور ظلم وستم کی مسمُوم ہوا چلے گی ایسی ہوا کہ جس کے چلنے کے نتیجہ میں معصُوم لوگوں کا خون ہوتا ہے اور خدا کی اس زمین پر ان کا چلنا دوبھر ہوجاتا ہے ان سب ظلموں سے معصُوم انسان محفوظ ہوجائیں گے۔ ہر طرف پیار و محبّت کی خُوشبودار ہوا چلے گی۔

بانیٔ احمدیت حضرت مرزا غُلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سنہری تعلیم کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت میں جلسہ ہائے پیشوایانِ مذاہب کی بُنیاد ڈالی۔ چنانچہ 1939ء سے جماعت باقاعدگی سے پیشوایانِ مذاہب کے جلسے منعقد کررہی ہے۔ ان اجلاسات میں جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیّبہ کا تذکرہ ہوتا ہے وہاں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام، حضرت کرشن علیہ السّلام، حضرت رام چندر جی مہاراج، حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بانیانِ مذاہب کی تعریف میں پُر اخلاص تقریریں کی جاتی ہیں۔ ان کی سیرت سوانح اور عمدہ اخلاق کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ یقیناً یہ ایک مبارک قدم ہے جس کے لئے اگر خلوصِ قلب اور مستقل مزاجی کے ساتھ دیگر اہلِ مذاہب بھی جماعتِ احمدیہ کو تعاون دیں تو اس سے ملک کی زہریلی فضا کو صاف کرنے میں بہت بھاری مدد ملے گی۔

(۲) پُرانے واقعات کو نہ اُکھیڑا جائے

ہمارے آج کے ملکی اور بین الاقوامی ماحول کو خراب کرنے والی منجملہ اور بہت سی محرکات کے ایک محرک پُرانے مذہبی واقعات اور ظلموں کی داستانوں کو خواہ وہ فرضی ہوں یا حقیقی دہرا کر اور کتابوں و اخبارات میں شائع کر کے قوموں میں باہم منافرت پیدا کرنا ہے۔ اس طرح پُرانے زخم ہرے ہوکر باہم کشیدگی اور نااتفاقی کی زہریلی ہوا چلتی ہے حالانکہ زمانہ ماضی کے وہ ظالم بھی گزر گئے اور وہ مظلوم بھی اس دنیا میں نہیں رہے۔ زمانہ بدل گیا اور حالات بھی بدل گئے۔ موجودہ نسل اور افراد کا ان مظالم و واقعات سے کوئی بھی تعلق اور سروکار نہیں ہوتا۔ اس کے متعلق قرآن مجید کی بے نظیر تعلیم اس طرح ہے:

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

پہلے لوگ خواہ وہ چھوٹے تھے یا بڑے، اچھے تھے یا بُرے وہ گزر گئے۔ ان کے اعمال ان کے ساتھ اور تمہارے اعمال تمہارے ساتھ وہ اپنے اعمال کی جزا سزا پائیں گے اور تم اپنے اعمال کی۔ تمہیں گزشتہ لوگوں کے اعمال کے بارہ میں پوچھا نہیں جائے گا۔

قرآن مجید کی اس تعلیم کی روشنی میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اہلِ دنیا کو باہمی اتحاد و اتفاق اور امن و سلامتی کی جو تعلیم دی وہ اس طرح ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہم اس بات کو بھی افسوس سے لکھنا چاہتے ہیں کہ جو اسلامی بادشاہوں کے وقت میں سِکھ صاحبوں سے اسلامی حکومتوں نے کچھ نزاعیں کیں یا لڑائیاں ہوئیں تو یہ تمام باتیں درحقیقت دنیوی اُمور تھے اور نفسانیت کے تقاضے سے ان کی ترقی ہوئی تھی اور دنیا پرستی نے ایسی نزاعوں کو باہم بہت بڑھا دیا تھا۔ مگر دنیا پرستوں پر افسوس کا مقام نہیں ہوتا بلکہ تاریخ بہت سی شہادتیں پیش کرتی ہے کہ ہر یک مذہب کے لوگوں میں یہ نمونے موجود ہیں کہ راج اور بادشاہت کی حالت میں بھائی کو بھائی نے اور بیٹے نے باپ کو اور باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا۔ ایسے لوگوں کو مذہب اور دیانت اور آخرت کی پرواہ نہیں ہوتی ...... ہر یک فریق کے نیک دل اور شریف آدمی کو چاہئے کہ خود غرض بادشاہوں اور راجوں کے قصّوں کو درمیان میں لاکر خواہ نخواہ اُن کے بے جا کینوں سے جو محض نفسانی اغراض پر مشتمل تھے آپ حصّہ نہ لیں۔ وہ ایک قوم تھی جو گزر گئی۔ ان کے اعمال ان کے لئے اور ہمارے اعمال ہمارے لئے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنی کھیتی میں ان کے کانٹوں کو نہ بوئیں اور اپنے دلوں کو محض اس وجہ سے خراب نہ کریں کہ ہم سے پہلے بعض ہماری قوم میں سے ایسا کر چکے ہیں“

(سَت بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 241)

اس سُنہری اصول کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ قیامت تک کے لئے ظلم کے اس تسلسل اور فتنہ وفساد کی ان کڑیوں کا خاتمہ فرمادیا ہے جو ایک نسل کے بعد دُوسری نسل کی طرف منتقل ہوتی ہیں اور معصُوم انسانوں کو ان کے ناکردہ گناہوں کی پاداش میں ختم کرتی ہیں اور پھر انسانی خون نہایت ارزاں ہوکر شہروں کی گلیوں میں اور بازاروں میں بہتا ہے اور انسان شیطان کا روپ دھارن کر کے بربریت کا ننگا ناچ ناچتا ہے۔

اس زرّیں اصول کے تحت یہ ضروری ہے کہ گزشتہ بادشاہوں یا قوموں کی کسی سختی یا زیادتی کو سامنے لاکر موجودہ فضا کو خراب نہ کیا جائے۔ ان لوگوں نے جو کچھ کیا اس کے نتائج انہوں نے خود بخود بھگت لئے۔ ان باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اپنے اعمال و اخلاق کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہم اپنے اندر امن و صلح اور اتفاق و اتحاد اور رواداری کو پیدا کریں گے تو اس کے شیریں پھل بھی ہم خود ہی کھائیں گے۔

آج پھر ضرورت ہے کہ ہم معصوم انسانی جانوں کے خلاف لڑنے کی بجائے ظلم، نفرت، عدمِ مساوات، جہالت، بے کاری، تعصّب اور تنگ نظری کے خلاف جہاد کریں۔ یہی وہ حقیقی جہاد ہے جس کی مذہبِ اسلام تلقین کرتا ہے۔

❁ ❁ ❁

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ

(سورۃ الانفال:23)

ترجمہ: یقیناً خدا کے نزدیک تمام جانداروں میں بدترین وہ بہرے اور گونگے ہیں جو عقل نہیں کرتے۔

طالب دعا: SUJAUDDIN SK صاحب مرحوم، شیخ شمس الدین صاحب مرحوم (KHARAGPUR صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو شخص ہدایت کی طرف بلائے اس کو ہدایت پر چلنے والوں کا بھی ثواب ملے گا اور چلنے والوں کا ثواب کچھ کم نہ ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب العلم)

طالب دعا: شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبر کوٹ، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

کیا خدا بھولا رہا تم کو حقیقت مِل گئی
کیا رہا وہ بے خبر اور تم نے دیکھا حالِ زار
بدگمانی نے تمہیں مجنون و اندھا کر دیا
ورنہ تھے میری صداقت پر بَراہیں بیشمار

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ قومی یکجہتی کے زریں ارشادات

(ایچ شمس الدین، مدیر اخبار بدر ملیالم ایڈیشن)

قومی یکجہتی سے مراد ایک قوم کے افراد کے درمیان ایسا اتحاد، ہم آہنگی اور باہمی اعتماد ہے جو نسل، زبان، مذہب یا علاقائی فرق سے بالاتر ہو۔ یہ وہ کیفیت ہے جس میں قوم کے تمام طبقات اور گروہ مشترکہ مقاصد کے لیے مل کر کام کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک رہتے ہیں۔ دنیا کے ہر خطے میں پائیدار ترقی اور امن کا راز اسی اصول میں پوشیدہ ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب کوئی قوم اتحاد کے رشتے میں بندھی رہتی ہے تو وہ بیرونی اور اندرونی چیلنجز کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہے، لیکن جب اس میں انتشار پیدا ہو جائے تو وہ اپنی طاقت کھو بیٹھتی ہے۔

قومی یکجہتی اور نبی اکرم ﷺ

قرآن کریم نے قومی یکجہتی پر زور دیتے ہوئے فرمایا: كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً (البقرہ: 214) یعنی سب انسان ایک ہی امت تھے۔ افسوس کہ انسانیت نے اس حقیقت کو فراموش کر کے اختلافات کو جنم دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو دوبارہ ایک لڑی میں پرونے کے لیے سردارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ارشاد فرمایا: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (الاعراف 159)

اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر جو اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے، اور اُسی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

اس مقصد کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ کو عالمی شریعت یعنی قرآن مجید عطا ہوا جو تمام عالم کے لیے نذیر ہے (الفرقان: 2)۔ اس کتاب میں اہلِ کتاب اور تمام انسانیت کو یہ پیغام دیا گیا: قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللهِ (آل عمران: 65) آؤ اس کلمہ پر متحد ہو جائیں کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور نہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے سوا ربّ بنائے۔

پھر آپ نے قومی یکجہتی کا ایسا اعلیٰ نمونہ قائم فرمایا کہ کالے۔ گورے، غلام۔ آقا اور عربی۔ عجمی سب کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کر دیا کہ **پھر نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز!**‘

نیز حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے اپنے آخری پیغام میں ایک بار پھر عوام الناس کو قومی یکجہتی کا درس دیتے ہوئے اپنی امت کو یہ ہدایت بھی دی کہ أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ یعنی جو شخص یہاں موجود ہے، وہ اس پیغام کو اس تک پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں۔ (بخاری، کتاب العلم، باب: لِيُبَلِّغِ الْعِلْمَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)

مَردِ فارس اور اُمت واحدہ کا قیام!

اگرچہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان میں مذکور لفظ مِنْكُمْ (تم میں سے) کے اولین مخاطب تمام صحابہؓ ہی تھے، لیکن ان میں حضرت سلمان فارسیؓ بھی شامل تھے۔ چنانچہ آپؓ اپنی ایک روایت میں بیان کرتے ہیں: فَشَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَنْدَقَ، ثُمَّ لَمْ يَفُتْنِي مَعَهُ مَشْهَدٌ یعنی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق میں شریک ہوا، اور اس کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ کسی موقع پر بھی شریک ہونے سے محروم نہ رہا۔ (احمد (5 / 441-444) وابن سعد فی الطبقات (4 / 53 - 57) من طریق ابن إسحاق حدثني عاصم بن عمر بن قتادة الانصاري عن محمود بن لبيد عن عبد الله بن عباس اور دلائل النبوة للبيهقي میں سند کے ساتھ آئی ہے)

اس عمومی بیان سے غالب گمان یہی ہوتا ہے کہ حضرت سلمان الفارسیؓ حجۃ الوداع (۱۰ ہجری) جیسے عظیم اجتماع میں بھی ضرور شریک تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بہر کیف، اللہ تعالیٰ کو اس وقت وہاں موجود صحابہؓ میں سے حضرت سلمان فارسیؓ کی قوم ہی کو تعمیلِ ارشادِ نبوی ﷺ کی یہ عظیم خدمت سپرد فرمانا منظور تھا۔ چنانچہ آخری زمانہ میں رسول مقبول ﷺ نے اپنی بعثت کے مقصد کی تکمیل کے لیے اَبناءُ الفارس میں سے بعض جلیل القدر رجال کی آمد کی بشارت دی تھی۔ پھر اسی بابرکت نسل میں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا، جن کے بارے میں خود خدا تعالیٰ نے یہ گواہی دی: هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُولَ اللهِ یہ وہ رجل (مرد) ہے جو رسول مقبول ﷺ سے سچی محبت رکھتا ہے۔

قومی یکجہتی اور حضرت مسیح موعودؑ

اس زمانے میں امام مہدی کی آمد کی اصل غرض امت کو پھر سے ایک منفرد جماعت بنانا ہے۔ اور رسول مقبول ﷺ نے امام مہدی کے ذریعہ قائم ہونے والے گروہ کے متعلق فرمایا تھا کہ **وھی الجماعۃ** یعنی وہ ایک جماعت ہوگی۔ نیز آپ ﷺ نے امت کو یہ ہدایت بھی دی کہ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ۔ یعنی تم جماعۃ المسلمین اور اس کے امام کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعُضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ، وَأَنْتَ عَلَى ذٰلِكَ یعنی ہر کسی فرقہ سے دست بردار ہو جانا۔ چاہے تجھے کسی درخت کی جڑ کھا کر گزارا کرنا پڑے اور یہاں تک کہ اسی حالت میں تیری موت آ جائے وہی تیرے لئے بہتر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی مرد فارس حضرت مسیح موعودؑ کو حکم دیا کہ: اَجْمِعُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لِيَجْتَمِعُوْا عَلٰى دِيْنٍ وَّاحِدٍ

اس کی وضاحت میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”یہ امر جو ہے کہ سب مسلمانوں کو جو رُوئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ عَلٰى دِيْنٍ وَّاحِدٍ۔ یہ ایک خاص قسم کا امر ہے اور یہ امر جو میرے اِس الہام میں ہے یہ بھی اسی قسم کا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مسلمانانِ رُوئے زمین عَلٰى دِيْنٍ وَّاحِدٍ جمع ہوں اور وہ ہو کر رہیں گے۔ ہاں اِس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان میں کوئی کسی قِسم کا بھی اختلاف نہ رہے۔ اختلاف بھی رہے گا مگر وہ ایسا ہوگا جو قابل ذکر اور قابل لحاظ نہیں۔“

(الحکم جلد 9 نمبر 42 مؤرخہ 30 نومبر 1905ء صفحہ 2)

آخری زمانے میں پھر سے لوگوں کو ایک ہی امت بنانے قومی یکجہتی اور وحدت کے

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کریں روحانیت میں ترقی کریں

(پیغام حضور انور برموقع سالانہ اجتماع انصاللہ جرمنی 2019)

طالب دعا : SK Ghulam Mashi/Jaibun Nisha and with family

سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مبارک ارشادات نہ صرف رہنما اصول بلکہ مشعل راہ بھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’سو خدا نے قوموں کے جُدا جُدا گروہ مقرر کئے اور ہر ایک قوم میں ایک وحدت پیدا کی اور اس میں یہ حکمت تھی کہ تا قوموں کے تعارف میں سہولت اور آسانی پیدا ہو اور ان کے باہمی تعلقات پیدا ہونے میں کچھ دقّت نہ ہو اور پھر جب قوموں کے چھوٹے چھوٹے حصوں میں تعارف پیدا ہو گیا تو پھر خدا نے چاہا کہ سب قوموں کو ایک قوم بنا وے جیسے مثلاً ایک شخص باغ لگاتا ہے اور باغ کے مختلف بوٹوں کو مختلف تختوں پر تقسیم کرتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد تمام باغ کے اردگرد دیوار کھینچ کر سب درختوں کو ایک ہی دائرہ کے اندر کر لیتا ہے اِسی کی طرف قرآن شریف نے اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ آیت ہے۔ إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (المؤمنون:53) یعنی اے دنیا کے مختلف حصوں کے نبیو! یہ مسلمان جو مختلف قوموں میں سے اس دنیا میں اکٹھے ہوئے ہیں یہ تم سب کی ایک اُمّت ہے جو سب پر ایمان لاتے ہیں اور میں تمہارا خدا ہوں سو تم سب مل کر میری ہی عبادت کرو۔ سو یہی سنت اللہ الہامی کتابوں میں ہے اور اس میں خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ نوع انسان کی وحدت کا دائرہ کمال تک پہنچا دے۔ اوّل تھوڑے تھوڑے ملکوں کے حصوں میں وحدت پیدا کرے اور پھر آخر میں حج کے اجتماع کی طرح سب کو ایک جگہ جمع کر دیوے جیسا کہ اس کا وعدہ قرآن شریف میں ہے کہ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا (الکھف:100) یعنی آخری زمانہ میں خدا اپنی آواز سے تمام سعید لوگوں کو ایک مذہب پر جمع کر دے گا جیسا کہ وہ ابتداء میں ایک مذہب پر جمع تھے تا کہ اول اور آخر میں مناسبت پیدا ہو جائے۔ غرض پہلے نوع انسان صرف ایک قوم کی طرح تھی اور پھر وہ تمام زمین پر پھیل گئے تو خدا نے اُن کے سہولت تعارف کے لئے ان کو قوموں پر منقسم کر دیا اور ہر ایک قوم کے لئے اُس کے مناسب حال ایک مذہب مقرر کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَ جَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا (الحجرات:14)

اور پھر فرماتا ہے: لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلٰكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (المائدۃ:49) (ترجمہ) اے لوگو! ہم نے مرد اور عورت سے تمہیں پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہارے کنبے اور قبیلے مقرر کئے یہ اس لئے کیا کہ تا تم میں باہم تعارف پیدا ہو۔ اور ہر ایک قوم کے لئے ہم نے ایک مشرب اور مذہب مقرر کیا تا ہم مختلف فطرتوں کے جوہر بذریعہ اپنی مختلف ہدایتوں کے ظاہر کر دیں پس تم اے مسلمانو! تمام بھلائیوں کو دوڑ کر لو کیونکہ تم تمام قوموں کا مجموعہ ہو اور تمام فطرتیں تمہارے اندر ہیں۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۴۴-۱۴۶)

وَضَعْنَا النَّاسَ تَحْتَ أَقْدَامِكَ

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدسؑ کے وحدت و یکجہتی کے اس الٰہی مشن کو آگے بڑھانے کے لیے آپؑ کے بعد آپؑ ہی کی ذریت میں سے، یعنی اَبْنَاءُ الْفَارِس کے ذریعہ، خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے سلسلے کو جاری فرمایا۔ اس بارے میں رسول مقبول ﷺ نے خوشخبری دی تھی کہ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ یعنی ان میں سے جلیل القدر اشخاص کو کھڑا کیا جائے گا۔ چنانچہ اسی پیشگوئی کے مطابق یکے بعد دیگرے پانچ خلفائے عظام آپ کی جانشینی پر فائز ہوئے۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہام عطا فرمایا: اِنِّي مَعَكَ يَا مَسْرُوْر جس کے ذریعہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت کی طرف نشاندہی بھی فرمادی گئی تھی۔

اسی تسلسل میں آپؑ کو یہ الہام بھی ہوا: وَضَعْنَا النَّاسَ تَحْتَ أَقْدَامِكَ یعنی ہم نے لوگوں کو تیرے قدموں کے نیچے کر دیا۔ (تذکرہ:630)۔

قومی یکجہتی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی کاوشیں

یہ الہامات اس حقیقت کو بھی واضح کرتے ہیں کہ قومی یکجہتی کا عظیم الشان مشن، حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ ہی اپنی تکمیل کو پہنچے گا۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے متعدد خطبات، خطابات اور مضامین میں نہ صرف اس حقیقت کو اجاگر فرماتے ہیں بلکہ اس کے عملی تقاضوں کی بھی رہنمائی عطا فرما رہے ہیں۔

قومی یکجہتی کی حقیقت

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’کسی **ملک کا شہری** ملک کا شہری ہونے کی حیثیت سے باہم ملک سے وفا اور محبت کا تعلق بھی رکھتے ہیں۔ اور ہر ملک کے احمدی کو اپنے ملک کو دنیا کے ملکوں میں نمایاں طور پر دیکھنے کی خواہش بھی ہے۔ اور اس کے لئے وہ کوشش بھی کرتا ہے اور دعا بھی کرتا ہے اور کرنی چاہئے۔ اور ایک احمدی اپنی ذاتی حیثیت سے کسی بھی ملک کی سیاست میں یا کسی سیاسی پارٹی کے ساتھ جُڑ کر سیاست میں حصہ بھی لیتا ہے۔ دنیا کے کئی ملک ہیں جہاں احمدی اگر حکومتی پارٹی میں شامل ہو کر ملک کی بہتری کے لئے کردار ادا کر رہے ہیں تو غیر حکومتی یا حزبِ مخالف پارٹی جو ہے اس میں بھی شامل ہو کر ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ پس ہر احمدی کی ملک کے شہری کی حیثیت سے تو ملک کے سیاسی معاملات میں دلچسپی ہے، ہو سکتی ہے اور ہونی چاہئے۔ لیکن جماعت احمدیہ کو بحیثیت جماعت یا خلافتِ احمدیہ کو کسی حکومت، کسی ملک کی حکومت پر قبضہ کرنے میں نہ کوئی دلچسپی ہے اور نہ یہ ہمارا مقصد ہے۔ کیونکہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے جو راہ دکھلائی ہے وہ مادی ملکوں کے حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ روحانی بادشاہت کے حصول کے لئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا تاج ہے جس کا حصول ہمارا مقصود ہے۔ ہاں جب بھی کسی بھی حکومتِ وقت کو ملک کی تعمیر و ترقی اور بقاء کے لئے مشوروں کی اور قربانیوں کی ضرورت ہوئی تو جماعت احمدیہ نے حصہ لیا اور حصہ لیتی ہے۔ **ہماری بے چینی** حکومتوں کے لئے نہیں، ہماری بے چینی ملک کی بقا کے لئے ہے۔ ہماری بے چینی ملک کے عوام کے لئے ہے۔ اور ہم یہ کوشش کرتے ہیں بلکہ جہاں تک وسائل اجازت دیتے ہیں دنیا میں پھر کر بھی ملک کو کسی بھی قسم کی مشکل سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ عمل ہماری اس تعلیم کی وجہ سے ہیں جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی ہے۔ یہ عمل ہمارے اس اُسوہ پر چلنے کی کوشش کی وجہ سے ہیں جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ اور جس کی خدا تعالیٰ نے ہمیں ہدایت فرمائی کہ یہی وہ میرا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے اُسوہ پر چلنا خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے فرض قرار دے دیا ہے۔ اور جو اُسوہ اس محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمین نے پیش کیا وہ یہ ہے کہ اپنے دکھوں کو بھول کر انسانیت کی خدمت کرو۔‘‘ (خطبہ جمعہ 8/ اکتوبر 2010ء)

مسلم امت کو وحدت کی نصیحت

مسلم امت کو مخاطب ہو کر آپ ایدہ اللہ فرماتے ہیں: ’’سعودی عرب میں ابھی گزشتہ دنوں یعنی پرسوں جو عید گزری ہے، اس میں امامِ کعبہ نے بھی مکّہ میں حج کے خطبہ میں مسلمان ملکوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے، مسلمان اُمّت کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور یہ کہ ہمیں وحدت کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ لمبا چوڑا خطبہ ہے لیکن اُس کا خلاصہ یہی ہے۔ لیکن اب ان کے لئے یہ وحدت حاصل کرنا اپنے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا پہلی بات تو یہ کہ سب کچھ بھول چکے ہیں۔ نہ غیرت رہی ہے نہ دین رہا ہے، جس سے دین بھی گیا اور دنیا بھی گئی۔ اُمّتِ مسلمہ کو ایک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر ہی چلنا ہوگا۔ کسی کے خودساختہ طریق اور کسی امام کا کوئی طریق کام نہیں آ سکتا۔ اُسی

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور تعلق
ہمارے ایمان میں ترقی کیلئے نہایت اہمیت کا حامل ہے
(پیغام برموقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش 2022ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

امام کا طریق کام آئے گا جس کو خدا تعالیٰ نے امام بنا کر بھیجا ہے۔ اُس شخص کے ساتھ جڑنا ہوگا جس کو خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ۔ پس زمانے کے امام کے ساتھ جڑنے والے ہی اُس مقصد کو پاسکیں گے۔''

(از خطبہ عیدالاضحیہ 7؍نومبر 2011ء)

یکجا کلمہ گو مسلمانوں کے لیے لمحۂ فکریہ

حضورؑ کی پُراثر اور پُردرد نصیحت ایک کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کے لیے بالعموم، اور مسلم ممالک کے لیے بالخصوص، نہایت ہی گہرا اور سوچنے پر مجبور کرنے والا لمحۂ فکریہ ہے۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں:

''مسلمان ملکوں کو کم از کم ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اپنے اختلافات مٹا کر اپنی وحدت کو قائم کرنا چاہیے۔ اگر مسلمانوں کو یہ ہدایت اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے تعلقات بہتر کرنے کے لیے دی ہے کہ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ (آل عمران: 65) اس کلمے کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تو مسلمان جن کا کلمہ مکمل طور پر ایک ہے کیوں اختلافات ختم کر کے اکٹھے نہیں ہو سکتے؟ پس سوچیں اور اپنی وحدت کو قائم کریں اور یہی دنیا سے فساد دُور کرنے کا ذریعہ ہو سکتا ہے اور پھر ایک ہو کر انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے ہر جگہ مظلوم کے حقوق قائم کرنے کے لیے بھرپور آواز اٹھائیں۔ ایک ہوں گے، وحدت ہوگی تو آواز میں بھی طاقت ہوگی ورنہ معصوم مسلمانوں کی جانوں کے ضائع ہونے کے یہ لوگ ذمہ دار ہوں گے، مسلمان حکومتیں ذمہ دار ہوں گی۔''

(خطبہ جمعہ 13؍اکتوبر 2023ء)

انتشار سے بچو!

اللہ تعالیٰ نے آخری زمانے میں امام مہدی کے ذریعہ خلافت کی مضبوط رسی عطا کر امت کو نصیحت فرمائی ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖۤ اِخْوَانًا (آل عمران 104) یعنی اور اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔

اس ارشادِ ربّانی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور اُمتِ مسلمہ میں پائے جانے والے انتشار اور اس کے تباہ کُن نتائج کا ذکر کرتے ہوئے، حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''مسلمان اگر ایک ہو جائیں تو ان مشکلات سے نکل سکتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 7 ؍جولائی 2023ء)

یہ بیان امت مسلمہ کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ انتشار اور تفرقہ انہیں نہ صرف کمزور کرتا ہے بلکہ ان کے دشمنوں کو ان پر غلبہ پانے کا موقع بھی دیتا ہے۔

عالمی امن کے لیے اتحاد کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے یوکرائن اور روس کے تنازعہ کے تناظر میں آپ نے فرمایا: ''ساتھ ہی یہ جنگ جو ہے اس سے ہمیں، مسلمانوں کو بھی سبق لینا چاہیے کہ کس طرح یہ لوگ ایک ہو گئے ہیں لیکن مسلمان باوجود ایک کلمہ پڑھنے کے کبھی ایک نہیں ہوتے۔ ایک ملک تباہ کیا، عراق تباہ کروایا، سیریا تباہ کروایا، یمن کی تباہی ہو رہی ہے اور غیروں سے کرواتے ہیں اور خود بھی کر رہے ہیں بجائے اس کے کہ ایک ہوں۔ کم از کم یہ اکائی کا سبق ہی یہ مسلمان ان لوگوں سے سیکھ لیں۔''

(خطبہ جمعہ 11؍مارچ 2022ء)

یہ پیغام واضح کرتا ہے کہ قومی یکجہتی صرف اندرونی معاملات تک محدود نہیں، بلکہ عالمی امن میں بھی اس کا کردار بنیادی ہے۔

انصاف اور تعاون

اتحاد کا بنیادی مضمون : Global Unity:The Key to Peace میں آپ نے فرمایا:

'' If these measures are taken then it will soon become apparent that the existing conflicts will end and be replaced by peace and mutual respect, provided true justice is practiced and each country realises its responsibility. It is with great regret that I must say that, although it is an Islamic teaching, the Islamic countries have been unable to unite amongst themselves.''

(اگر یہ اقدامات کیے جائیں تو جلد ہی یہ ظاہر ہو جائے گا کہ موجودہ تنازعات ختم ہو کر امن اور باہمی احترام میں بدل جائیں گے، بشرطیکہ حقیقی انصاف کو قائم کیا جائے اور ہر ملک اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے۔ انتہائی افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ، اگرچہ یہ ایک اسلامی تعلیم ہے، لیکن اسلامی ممالک آپس میں اتحاد قائم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔)

(پریس ریلیز از alislam.org)

یہ ارشاد قومی یکجہتی کے اس اصولی پہلو کی وضاحت کرتا ہے جس کے بغیر اتحاد پائیدار نہیں رہ سکتا یعنی عدل اور باہمی تعاون۔

عموی ہدایات

27ویں جلسہ سالانہ، فرانس (منعقدہ 5؍اکتوبر 2019) کے موقع پر معزز شہریوں اور مہمانوں سے خطاب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

A true Muslim is a person who is himself peaceful and who strives to establish peace and harmony in the world

ایک حقیقی مسلمان وہ ہے جو خود پُرامن ہو اور دنیا میں امن و ہم آہنگی قائم کرنے کی کوشش کرے۔

(الفضل انٹرنیشنل 14 جولائی 2020ء)

اسی طرح یورپی پارلیمنٹ (بمقام بلجیئم) میں پریس کانفرنس کے دوران (منعقدہ 4؍دسمبر 2012) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

“Islam’s message of peace is universal, which is why our motto is Love for All, Hatred for None.”

اسلام کا پیغام امن کا پیغام ہے، اسی لیے ہمارا نعرہ ہے: ''محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں۔''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ 13؍جون 2025ء میں ایران اسرائیل تنازعہ کے پیش نظر دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اس وقت دنیا کے عمومی حالات کے لیے بھی میں کہنا چاہتا ہوں، اکثر کہتا ہوں، دعائیں کرتے رہیں۔ جنگ کے پھیلنے کے امکانات بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اِس کی تباہ کاری سے ہمیں محفوظ رکھے کیونکہ اب تو ایران پر اسرائیل نے حملہ کر دیا ہے اور یہ جنگ کی حالت خطرناک صورت اختیار کر چکی ہے۔

یہ لوگ تو اب یہی چاہیں گے، اسرائیل کی حکومت، کہ ایک ایک کر کے تمام مسلمان ممالک کو نقصان پہنچائیں۔ لیکن مسلمان ملک سوئے ہوئے ہیں، اپنی ترقی اور اپنی دوسری ترجیحات جو ہیں، اُنہی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ان کو سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا ہونا ہے۔

مسلمانوں کے نہ تو عمل رہے ہیں نہ ان کی دعا کی طرف توجہ ہے اور پھر ایسی حالت میں پھر جو نقصان پہنچے گا اس کا یہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ اِن کو عقل دے اور یہ اِس طرف توجہ کریں اور اپنی اکائی قائم کرنے کی کوشش کریں۔

یہ نہیں کہ یہ فلاں فرقہ ہے اور فلاں فرقہ ہے تو ہم اس کی اس لیے مدد نہیں کر رہے۔ سب ملک خطرے میں ہیں کیوں کہ اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ ہو چکا ہے۔ کفّار جو ہیں وہ سب ایک ملّت واحدہ بن گئے ہیں اور اب مسلمانوں کو بھی امت واحدہ بننا پڑے گا تبھی ان کی بچت ہے۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر معصوم کو،

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

یاد رکھیں کہ اسلام کا مستقبل اور عالمی امن کے قیام کا
بہت بڑا انحصار خلافت احمدیہ پر ہے

(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ مالٹا 2022ء)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ہر مظلوم کو بڑے نقصان سے بچائے اور ہمیں دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 7؍فروری 2025ء میں دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

جیسا کہ میں دعا کے لیے کہتا رہتا ہوں دنیا کے حالات کے بارے میں، مسلمانوں کے حالات کے بارے میں، فلسطینیوں کے لیے خصوصاً اور مسلمان دنیا کے لیے عموماً بہت دعا کریں۔ ان کے حالات بظاہر تو یہ لگتا ہے لوگ خوش ہیں کہ شاید ceasefire ہوگئی تو بہتر ہوجائیں گے لیکن بد سے بدتر ہورہے ہیں۔ نئے امریکن صدر کی پالیسی اور سکیم ظلم کی ایک اَور انتہا کو پہنچی ہوئی ہے، پہلے تو امریکن کہتے تھے کہ ہمارے ملک کے لیے خطرناک ہے، باہر دنیا میں دخل اندازی نہیں کرتا، لیکن اب تو یہ ساری دنیا کے لیے خطرناک بن چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ فلسطینیوں پر رحم فرمائے اور دنیا پر رحم فرمائے اور اس سے بچے رہیں۔ عرب ممالک اب بھی اپنی آنکھیں کھولیں اور اتحاد قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے بغیر گزارا نہیں ہے۔ ورنہ فلسطین ہی نہیں باقی بھی عرب ممالک بھی سخت مشکلات کا سامنا کریں گے۔

(الفضل انٹرنیشنل 10 فروری 2025ء)

حضور پُرنور ایدہ اللہ قومی یکجہتی پر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اطاعت قوم کے اتحاد کی بنیادی اکائی ہے۔

(از اختتامی خطاب سالانہ اجتماع واقفین نَو (یوکے) الفضل انٹرنیشنل 30 مئی 2024ء)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض و غائت

اس خدائی سلسلہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

''پس یہ باتیں جو میں نے بیان کی ہیں یہی سلسلہ کے قائم ہونے کی غرض ہے اور اس کے لیے ہمیں قربانیاں دینی چاہئیں اور اس کا اعلان بھی بارہا حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ یہ باتیں قربانی چاہتی ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ صرف قربانی کے واقعات پڑھ کر انقلاب نہیں آیا کرتے، اس کے لیے ہر احمدی عورت کو ہاجرہ بننا پڑے گا اور ہر احمدی نوجوان کو اسماعیل بننا پڑے گا اور ہر ملک اور ہر قوم اور ہر نسل میں سے ہر احمدی کو یہ معیار دکھانے ہوں گے تبھی ہم دنیا میں ایک وحدت پیدا کرسکتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 31؍جولائی 2020ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ جوبلی خلافتِ احمدیہ کے موقع پر عالمگیر جماعت احمدیہ کے نام ایک پُرمعارف پیغام عطا فرمایا جس میں فرمایا:

یہ الٰہی تقدیر ہے۔ یہ اسی خدا کا وعدہ ہے جو کبھی جھوٹے وعدے نہیں کرتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ پیارے جو آپ کے حکم کے ماتحت قدرت ثانیہ سے چمٹے ہوئے ہیں، انہوں نے دنیا پر غالب آنا ہے کیونکہ خدا ان کے ساتھ ہے۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ آج اس قدرت کو سوسال ہورہے ہیں اور ہر روز نئی شان سے ہم اس وعدہ کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو قدرت ثانیہ سے چمٹ کر اپنی تمام استعدادوں کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرے۔ آج ہم نے عیسائیوں کو بھی آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ یہودیوں کو بھی آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ ہندوؤں کو بھی اور ہر مذہب کے ماننے والے کو بھی آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ یہ خلافتِ احمدیہ ہے جس کے ساتھ جڑ کر ہم نے روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو بھی مسیح و مہدی کے ہاتھ پر جمع کرنا ہے۔

پس اے احمدیو! جو دنیا کے کسی بھی خطہ زمین میں یا ملک میں بستے ہو، اس اصل کو پکڑ لو اور جو کام تمہارے سپرد امام الزمان اور مسیح و مہدی نے اللہ تعالیٰ سے اذن پاکر کیا اسے پورا کرو جیسا کہ آپ علیہ السلام نے یہ وعدہ تمہاری نسبت ہے کے الفاظ فرما کر یہ عظیم ذمہ داری ہمارے سپرد کردی ہے۔ وعدے تبھی پورے ہوتے ہیں جب ان کی شرائط بھی پوری کی جائیں۔

پس اے مسیح محمدی کے ماننے والو! اے وہ لوگو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیارے اور آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہو، اٹھو اور خلافتِ احمدیہ کی مضبوطی کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہو تاکہ مسیح محمدی اپنے آقا و مطاع کے جس پیغام کو لے کر دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا، اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے دنیا کے کونے کونے میں پھیلادو۔ دنیا کے ہر فرد تک یہ پیغام پہنچادو کہ تمہاری بقا خدائے واحد و یگانہ سے تعلق جوڑنے میں ہے۔ دنیا کا امن اس مہدی و مسیح کی جماعت سے منسلک ہونے سے وابستہ ہے کیونکہ امن وسلامتی کی حقیقی اسلامی تعلیم کا یہی علمبردار ہے، جس کی کوئی مثال روئے زمین پر نہیں پائی جاتی۔ آج اس مسیح محمدی کے مشن کو دنیا میں قائم کرنے اور وحدت کی لڑی میں پروئے جانے کا حل صرف اور صرف خلافتِ احمدیہ سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے اور اسی سے خدا والوں نے دنیا میں ایک انقلاب لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو مضبوطی ایمان کے ساتھ اس خوبصورت حقیقت کو دنیا کے ہر فرد تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خطابات، امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ صفحہ 18 تا 20۔ ناشر اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز، یوکے)

احمدیوں سے خطاب

قومی یکجہتی کے سلسلے میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے متعدد بار احمدیوں کو خاص امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ذیل میں ان ارشادات میں سے چند اہم نصائح پیش کی جاتی ہیں:

جماعت اور یکجہتی: ایک جماعت ہونے میں یہی برکت ہے کہ ایک اکائی قائم ہو، وحدت قائم ہو اور یہی مقصد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کا اور یہی مقصد تھا مہدی معہود کے آنے کا کہ مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کریں۔ امّت واحدہ بنائیں۔

(خطبہ جمعہ 26؍اکتوبر 2018ء)

جماعت اور وحدت: اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور یہی بات ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی ملتی ہے۔ اور جب تک یہ وحدت قائم نہیں ہوگی نہ خدا تعالیٰ ملے گا نہ دوسری کامیابیاں مل سکیں گی۔ خدا تعالیٰ بھی انہی کو ملتا ہے، توحید کا صحیح ادراک بھی انہیں ہی ہوتا ہے جن میں وحدت ہوتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 5؍دسمبر 2014ء)

باجماعت نماز اور وحدت: آپس میں ملتے جلتے ہیں تو بہرحال اثر ہوتا ہے لیکن یہ تو ان لوگوں کے لیے ہے جو بالکل ہی ایمان میں کمزور ہیں لیکن حقیقی ایمان یہی ہے کہ پانچ وقت نمازوں کے لیے مسجد میں آؤ۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مسجد عطا کردی ہے تو آپ لوگوں کو جمع ہوکر اس وحدت کا نظارہ بھی یہاں پیش کرنا چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 11؍اکتوبر 2019ء)

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا جنہوں نے ہمیں عبادتوں اور نمازوں کا صحیح ادراک پیدا کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی۔ پس اگر ہم ایک طرف تو یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے اپنی روحانی حالت کی بہتری اور وحدت کے قیام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیا ہے۔

(خطبہ جمعہ 20؍جنوری 2017ء)

شوریٰ کا نظام: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض معاملات میں مشورہ لینا حقیقت میں ہمیں صحیح راستے پر چلانے اور باہمی تعاون اور مشورے سے کام کرنے کی طرف راہنمائی کے لیے ہے اور امّت میں وحدت پیدا کرنے کے لیے ہے۔'' (خطبہ جمعہ 12؍مئی 2023ء)

معروف فیصلہ اور وحدت: ''معروف فیصلہ کی تشریح کرنا کسی شخص کا کام نہیں ہے معروف فیصلہ وہ ہے جو قرآن کے مطابق ہے اور سنت کے مطابق ہے اور حدیث کے مطابق ہے اور اس زمانے کے حکم عدل کے احکامات کے مطابق ہے۔ اور یہی وہ ذریعہ ہے جس سے جماعت کی وحدت قائم رہ سکتی ہے۔ اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے کہ وحدت پیدا کی جائے اور مخلصین اور اطاعت گزار لوگوں کی ایک جماعت پیدا ہو۔''

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

(خطبہ جمعہ 2 نومبر 2018ء)

اقتصادی بہتری کی ضرورت

قومی یکجہتی میں اقتصادیت کو بھی بہت بڑا دخل ہے چنانچہ اس سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بیان ایک رہنما اصول ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

”یہ صورتِ حال صرف یہاں نہیں ہے، امریکہ میں بھی ہے اور دُنیا میں بھی ہے۔ تو بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا کہ قانونِ قدرت پھر اپنا کام کرتا ہے۔ جب ایک حد کو پہنچ کر لوگوں کی قرض کی واپسی کی طاقت ختم ہوئی تو بینکوں کو ہوش آئی کہ ہمارا اپنا پیسہ تو قرض میں تھا نہیں۔ یہ تو دوسروں کا پیسہ تھا اور پھر اُنہوں نے مزید قرضے دینے بند کر دیئے اور نہ صرف ان غیر پیداواری مقاصد کے لئے قرضے دینے بند کر دیئے بلکہ پیداواری مقاصد کے لئے بھی قرضے دینے بند کر دیئے۔ اس کا پھر یہی نتیجہ نکلا کہ پوری معیشت متاثر ہوگئی اور ملکوں کی معیشتوں کا کیونکہ ایک دوسرے پر انحصار ہے اس لئے پوری دُنیا اس لپیٹ میں آگئی۔“

آپ نے دنیا کو نصیحتاً فرمایا: ”تو یہ سب کچھ جو دنیا میں معاشی بحران کی صورت میں ہمیں نظر آرہا ہے اس کی اصل وجہ کی طرف اب بھی ان لوگوں کی سوچیں نہیں جا رہیں اور وہ ہے سب قدرتوں کے مالک اور رازق خدا کو حقیقی طور پر نہ ماننا۔ یا ماننے کا حق ادا نہ کرنا، یہ بھی نہ ماننا ہی ہے۔ یہ طاقتیں یا ملک جو معاشی لحاظ سے مضبوط ہیں یا کچھ عرصہ پہلے تک مضبوط تھے اس طرف کم توجہ دیتے ہیں کہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کا اپنا بھی ایک قانون چل رہا ہے۔“

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں: ”اس وقت ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ دنیا کو اس بات سے ہوشیار کریں کہ ان سب آفتوں اور بحرانوں کی اصل وجہ خدا تعالیٰ سے دُوری ہے۔ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف عدم توجہگی ہے۔ دوسروں کے وسائل پر حریصانہ نظر رکھنا ہے۔ پس اگر مستقل حل چاہتے ہیں تو ان چیزوں کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہے۔ کئی بیلین ڈالرز یا کئی بیلین پاؤنڈز کی جو بیل آؤٹ (Bailout) ہے، یا خرچ کرنا ہے، یا امداد ہے وہ مستقل حل نہیں ہے۔ کیونکہ اگر سوچا جائے تو یہ رقم بھی اسی جیب سے نکلتی ہے جسکو پہلے ہی نقصان ہو چکا ہے۔ اور آج مسلمان ممالک کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بھی دنیا کے معاشی نظام کی طرف چل پڑے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اس سے راہنمائی لیتے جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اُن کو راہنمائی دی ہے۔“

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں: ”لیکن اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی اس آواز کو بھی سُننا ہوگا جو اس کے مسیح و مہدی کے ذریعہ ہم تک پہنچی کیونکہ اس کے بغیر اس زمانے میں کوئی نجات نہیں۔ کوئی تحفظ نہیں، کوئی ضمانت نہیں۔“

”خدا تعالیٰ دنیا کو توفیق دے کہ اس نُور کے دائرے کے اندر آجائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کی وجہ سے جو اس دُنیا میں فساد برپا ہے اس سے بچ سکیں کیونکہ اب خدا کی پہچان کروانے، اس تک پہنچانے کا یہی ایک ذریعہ ہے جو بندے کو خدا کا صحیح عابد بنائے گا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح اور حقیقی مطیع اور فرمانبردار بنائے گا۔ اللہ کرے کہ دنیا اس اہم بنیادی اصول اور نکتے کو پہچان لے۔“

(خطبہ جمعہ 31 اکتوبر 2008ء)

خلافت ہی قومی یکجہتی کا ضامن ہے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وحدت قومی کے تعلق میں فرماتے ہیں: ”اطاعت رسول کا ایک مقصد جو وحدت کی لڑی میں پرویا جانا ہے وہ بھی خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ دوسرے مسلمان بیشک نمازیں بھی پڑھتے ہیں لیکن ایک وحدت نہ ہونے کی وجہ سے ان کے دل میں پھوٹ ہے۔ ایک ہی مسلک ہونے کے باوجود جزئیات میں پڑ کر تفرقہ پیدا کیا ہوا ہے۔ علماء اپنے منبروں کے لئے اور اپنے مقاصد کے لئے، اب تو پاکستان میں علماء کے سیاسی مقاصد بھی ہو گئے ہیں ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔ یہی حال پھر ان کے پیچھے چلنے والوں کا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 25 مئی 2018ء)

”اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادیٔ کامل ﷺ کی اُمت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظامِ جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 17 اکتوبر 2003ء)

خلیفۂ وقت کا ارشادات اور یکجہتی: دین سیکھنے اور اصلاح کے لئے اور وحدت قائم کرنے کے لئے خلیفۂ وقت کے پروگراموں کے ساتھ جڑنا بے انتہا ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ 20 نومبر 2015ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد احباب جماعت کے نام اپنے پہلے تحریری پیغام میں خلافت سے وابستگی کی برکات بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ ”قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافتِ احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 23 مئی 2003ء)

خلافت اور اطاعت کا کردار

مئی 2024 کے وَقفِ نو اجتماع برطانیہ میں آپ نے فرمایا:

“Obedience is the chief means of strengthening the bonds of unity amongst communities.
(https://www.reviewofreligions.org/45323/prioritising-serving-your-faith-above-all-else)

ترجمہ: اطاعت ہی وہ بنیادی ذریعہ ہے جو قوموں کے مابین اتحاد کے رشتے کو مضبوط کرتا ہے۔ یہ نکتہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ کسی بھی قوم یا جماعت میں اتحاد اس وقت تک برقرار نہیں رہ سکتا جب تک کہ وہ ایک منظم قیادت کے تحت اطاعت گزار نہ ہو۔ خلافت کی اطاعت کے عہد کو اس لئے نبھانا ہے کہ ایک امام کی سرکردگی میں خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا کے دلوں میں بٹھانے کی مشترکہ کوشش کرنی ہے۔

(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء)

بین الاقوامی وحدت

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بین المذاہب امن اور ہم آہنگی کے فروغ کے لیے عالمی سطح پر National Peace Symposium منعقد فرما رہے ہیں اور عالمی

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

طور پر اس طرح کے پروگرامز کی مہم جاری فرمائی۔

اسی طرح کتاب World Crises and Pathway to Peace جس میں خطابات جو کہ آپ نے مختلف ممالک کے پارلیمنٹ اور سرکاری ایوانوں میں فرمایا اور سربراہان ممالک کے نام پر خطوط، اور ملاقاتوں پر مشتمل ہے قومی یکجہتی کے سلسلہ میں خلافت خامسہ کا ایک عظیم الشان شاہکار ہے۔

قومی یکجہتی:

حضورِ انور ایدہ اللہ کی مساعی پر غیروں کی آراء

قومی یکجہتی کے قیام میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خداداد مساعی اور بصیرت افروز رہنمائی کا اعتراف غیر بھی کرتے ہیں جن میں سے چند پیش خدمت ہیں:

مورخہ 4 دسمبر 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ کے اعزاز میں یورپین پارلیمنٹ برسلز میں منعقدہ ایک تقریب میں شامل ایک عیسائی راہنما جو Bishop ہیں نے حضور انور کے متعلق برملا کہا:

’’یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان مَیں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اگر اس دنیا کو مل جائیں تو امن عامہ کے حوالے سے اس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دنوں کے اندر برپا ہوسکتا ہے اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ مَیں اسلام کے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ آپ کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میرے نقطۂ نظر کو کلیۃً تبدیل کر دیا ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 4 جنوری 2013ء)

اسی طرح یونیورسٹی آف مالٹا (Malta) سے Prof.Amold Cassola (جو کہ 30 سے زائد کتب کا مصنف ہے اور اٹالین پارلیمنٹ کے رکن بھی رہے ہیں) نے کہا:

’’کانفرنس کا انتظام نہایت اعلیٰ تھا یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کا بھی خاص طور پر خیال رکھا گیا اور کہیں کسی قسم کی کمی نظر نہیں آئی۔ جماعت احمدیہ کا عالمی بھائی چارے کا تصور اور ماٹو ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ ایک نہایت اہمیت کا حامل تصور ہے جو تمام انسانیت کو اکٹھا کر دیتا ہے اور ہر قسم کے نسلی اور مذہبی تفریق کو الگ کر کے انسانیت کو یکجا کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔ خلیفہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی تقریر عالمی امن کے قیام کی جدوجہد کی واضح عکاسی ہے۔ درحقیقت جماعت احمدیہ دنیا کے تمام لوگوں کے لئے جو امن اور رواداری کی تلاش میں ہیں مذاکرات کا ایک اہم پلیٹ فارم مہیا کر رہی ہے، یہاں تک کہ سیاسی سطح پر بھی وہ اس معاملہ کو خوب اچھی طرح پیش کر رہی ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 4 جنوری 2013ء)

ملک مالٹا ہی سے آنے والے ایک دوسرے مہمان Ivan Bartolo جو کہ دو پروگراموں کے پروڈیوسر اور میزبان ہیں۔ موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ’’درحقیقت عزت مآب خلیفہ امن کے عظیم سفیر ہیں اور مَیں آپ کی شخصیت اور امن اور عالمی بھائی چارے کے لئے آپ کے مشن اور جدوجہد سے بہت متأثر ہوا ہوں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 4 جنوری 2013ء)

سپین سے ایک اور ممبر پارلیمنٹ محترمہ Rocio Lopez موصوفہ سپین کے صوبہ Toledo سے کانگریس وومین ہیں آپ لکھتی ہیں: ’’اس تقریب نے دوستی اور بھائی چارے کے اثرات چھوڑے ہیں۔ برسلز کے اس پروگرام نے ایک متحرک جماعت کا علم دیا جو مسلسل تعمیری کاموں میں مصروف ہے۔ عزت مآب مرزا مسرور احمد کی قیادت میں ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ جیسے ماٹو کے تحت مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے احمدی باہم مل جل گئے ہیں۔ دنیا جو اپنے نشے میں دھت چلی جارہی ہے اور جہاں امن اور محبت کا پیغام انتہائی اہم ہے، ایسی دنیا میں آپ لوگوں کے بارے میں جاننا ہی ایک اعزاز کی بات ہے۔ اس بات سے زیادہ کیا چیز خوبصورت ہوسکتی ہے کہ آپ کے امام سے کچھ تبادلہ خیال ہوجائے یا ان کی تشدد کے خلاف تقریر کو غور سے سنا جائے۔ میں آپ کے تصورات کی کامل تائید کرتی ہوں۔ میں اس مردِ خدا کی طرف سے عالمی انسانی حقوق کی بحالی اور دنیا میں امن کے قیام کی تمام باتوں سے اتفاق کرتی ہوں۔ میں ہمیشہ مذہب کی بنیاد پر مظالم کی مذمت کرتی رہوں گی۔ خدا آپ پر ہمیشہ مہربان رہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 4 جنوری 2013ء)

پروفیسر ڈاکٹر جیالو ژاں (Djialo Jean) برکینا فاسو کے بہت معروف آئی سپیشلسٹ ہیں، میڈیکل یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں اور آرمی میں حاضر سروس کرنل ہیں۔ ہمارے آئی انسٹیٹیوٹ میں بھی آتے رہتے ہیں۔ انہوں نے پہلی بار شرکت کی توفیق پائی۔ کہتے ہیں میں نے پہلی دفعہ جلسے میں شرکت کی۔ سب سے پہلے جس چیز نے مجھے بہت متاثر کیا ہے ہزاروں افراد ایک مشترکہ مقصد کیلئے ایک مقام پر جمع ہیں، ایک مذہبی لیڈر کے گرد جمع ہیں۔ سب کے سب متحد ہیں، سب کا مطمح نظر ایک ہے۔ مختلف علاقوں، قوموں اور ملکوں کے متفرق شعبوں سے منسلک الگ الگ معاشرتی طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا ایک مقصد کیلئے ایک مقام پر ایک ہاتھ پر اکٹھے ہوجانا غیر معمولی واقعہ ہے۔

(خطبہ جمعہ 4 اگست 2023)

ہیٹی (Haiti) سے مسٹر یوایل ٹیورین (Joel Turenne) جو وزارت مذہبی امور ہیٹی کے نمائندے کہتے ہیں: کہتے ہیں کہ باوجود مختلف کلچر، رنگ و نسل کے ہر شخص ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مل رہا تھا جیسے ایک ہی خاندان کے افراد ہوں۔ ایک ہی قسم کا کھانا روزانہ مختلف اقوام کے لوگ ایسے کھا رہے تھے۔

(خطبہ جمعہ 4 اگست 2023)

پھر پیئر عمانوایل (Pierre Emmanuel) ہیٹی کے جوڈیشری پولیس کے نمائندہ ہیں۔ کہتے ہیں احمدیہ مسلم جماعت انٹرنیشنل کے جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کر کے ان مہمانوں میں سے ایک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ایک عیسائی کے طور پر اس جلسے میں شامل ہو کر مجھے نہ صرف اسلام بلکہ مذہب کے بارے میں بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے۔ مختلف عقائد، ثقافت، زبان اور منظر سے تعلق رکھنے والے لوگ جن کے رسم و رواج بھی مختلف تھے کس طرح ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ یہ عجیب نظارہ تھا، یقیناً قابل تحسین اور تقلید ہے۔

(خطبہ جمعہ 4 اگست 2023)

قزاقستان سے آئی ہوئی وہاں کی ایک سیاسی لیڈر کہنے لگیں مَیں دعا کرتی ہوں، یہ سب ماحول دیکھنے کے بعد اور تم لوگوں کی باتیں سننے کے بعد، تمہاری تقریریں سننے کے بعد کہ تمام دنیا جماعت کے جھنڈے تلے آجائے۔

(خطبہ جمعہ یکم اگست 2008ء)

چائنہ کے اویغور مسلم (Uyghur Muslims) جو ہیں ان کے نمائندے بھی تھے۔ وہ کہتے ہیں میں نے جلسہ سالانہ یوکے اور یو ایس اے دونوں میں شرکت کی ہے اور جس طرح جماعت مل جل کر کام کرتی ہے یہ دیکھنا نہایت تعجب انگیز ہے۔ تمام جماعتی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے — یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’نماز کیا ہے؟ ایک قسم کی دعا ہے جو انسان کو تمام برائیوں اور فواحش سے محفوظ رکھ کر حسنات کا مستحق اور انعام الٰہیہ کا مورد بنا دیتی ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 37)

جلسہ سالانہ قادیان 2025 مبارک ہو!

طالب دُعا: قریشی عبدالحکیم محقق اینڈ فیملی (نمائندہ اخبار بدر) بنگلور، صوبہ کرناٹک

رضا کاران کا بے لوث خدمت کرنا بہت متاثر کن تھا۔ اس جلسے نے نوجوانوں کو اتحاد کی طرف مائل کیا اور یکجہتی کا ماحول بھی پیدا ہوا۔

(خطبہ جمعہ 9/اگست 2019ء)

ایک جاپانی خاتون کا تبصرہ:''خلیفہ کا کہنا تھا کہ یہ وقت ایک دوسرے کو انگیخت کرنے کا نہیں بلکہ ایک دوسرے کے لئے محبت کے اظہار کا ہے اور یہ وقت یکجہتی پیدا کرنے کا ہے۔ خلیفہ نے بالخصوص ہم جاپانیوں کو ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے''

(خطبہ جمعہ 27/نومبر 2015ء)

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

حضرت مسیح محمدی کے ذریعہ قومی یکجہتی کا عمل میں آنا ایک خدائی فیصلہ ہے اور اس کا قائم ہونا ناگزیر ہے۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دَور کے امن اور قومی یکجہتی کے متعلق ایک منظوم کلام میں آنحضرت ﷺ کی اس پیشگوئی یَضَعُ الحَرْب (کہ آنے والا مسیح جنگوں کو ختم کر دے گا) اور بائبل کی اس بشارت کو کہ:''بھیڑیا برّہ کے ساتھ بسے گا اور چیتا بکری کے ساتھ لیٹے گا، بچھڑا، شیر بچہ اور موٹا بچھڑا سب مل کر رہیں گے اور ایک چھوٹا بچہ ان کی رہنمائی کرے گا۔ گائے اور ریچھنی اکٹھے چرائیں گے، ان کے بچے ساتھ ساتھ لیٹیں گے اور شیر ببر گائے کی طرح بھوسا کھائے گا۔''

(یسعیاہ 11:6-7) یوں بیان فرمایا ہے:

فرما چکا ہے سیدِ کونین مصطفےٰ
عیسٰی مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سِلسلے کو وہ یکسر مٹائے گا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند کھیلیں
گے بچے سانپوں سے بے خوف دبے گزند

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:

دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے''۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67)

''میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 269)

''اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدّس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔''

(روحانی خزائن۔ جلد 15 ص 141)

تختِ مہدی کے وارث، مسیحانفس

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ قومی یکجہتی کے اس حقیقی ''بادشاہ'' میں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مسیحائی نفس کا مشاہدہ کیا ہے چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جب 21/جون 2004ء کو کینیڈا تشریف لائے تو استقبال کا پروگرام MTA پر Live دکھایا گیا۔ سیٹلائٹ پر سگنل بھیجنے والے ٹرک کا آپریٹر ایک عیسائی تھا۔ وہ استقبال کا منظر دیکھ کر ایسا مبہوت ہوا کہ گویا اس کو کچھ سمجھ نہ آئی کہ کیا ہو رہا ہے؟ کچھ دیر کے بعد کہنے لگا میرے ذہن میں مسیح کی آمد ثانی کا جو نقشہ تھا وہ بعینہٖ یہ ہے جو آج مَیں نے دیکھا ہے۔

(بحوالہ: روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24 مئی 2011ء)

عام خلق اللہ کیلئے حضور انور ایدہ اللہ کا پیغام

''گویا خدا تعالیٰ نے تمام دنیا میں رہنے والے ہر ملک اور قوم کے احمدی کو ایک ایسے تجربے سے گزارا جو انہیں وحدت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہے۔ یہ ایک منفرد اور روحانی تجربہ تھا اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپؑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کا ایک عظیم اظہار تھا جسے اپنوں نے بھی دیکھا اور محسوس کیا اور غیروں نے بھی دیکھا۔ 27 مئی کا یہ دن جس میں خلافت احمدیہ کے 100 سال پورے ہوئے اپنوں اور غیروں کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشان دکھا گیا... پس اس خلافت جوبلی کے جلسہ میں جس میں اپنوں اور غیروں نے وحدت کی ایک نئی شان دیکھی ہے یہ آج صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا خاصّہ ہے۔ آج اس وحدت کی وجہ سے عافیت کے حصار میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق کوئی جماعت ہے تو وہ صرف اور صرف مسیح محمدی کی جماعت ہے۔ باقی سب انتشار کا شکار ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 30/مئی 2008ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس عالمگیر وحدت و الفت باہمی کو تائید الٰہی کا نشان قرار دیتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا: ''اب ان دُور دراز علاقوں میں مختلف ممالک میں رہنے والے جو احمدی ہیں، مختلف قوموں کے ہیں، نسلوں کے ہیں، خلافت سے تعلق کون پیدا کر رہا ہے، یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہے ورنہ انسانی سوچ اس کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ دنیادار اس کو نہیں سمجھ سکتے۔ جرمنی میں ایک عرب نے بیعت کی تو اس کے واقف کار نے اس سے کہا کہ تم کیا قادیانی ہو گئے ہو؟ اس نو مبائع نے جواب دیا کہ تم لوگ یہاں سو عرب ہو، عرب تھا یہ، تم لوگ کسی بات پر اکٹھے نہیں ہو سکتے ہو۔ جماعت احمدیہ میں ایک امام ہے اور اس کے کہنے پر جماعت اٹھتی اور بیٹھتی ہے اور اسی لیے اس کے کاموں میں برکت ہے۔ تو اب بتاؤ تمہارے میں کیا خوبی ہے جو میں تمہارے ساتھ مل جاؤں اور ان کو چھوڑ دوں۔''

(خطبہ جمعہ 27/مئی 2022ء)

قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

❁ ❁ ❁

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کی حقیقت
تبھی ظاہر ہوگی جب دین کو سمجھنے کی کوشش کریں گے

(پیغام برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2023ء)

طالب دعا: بی۔ایس۔عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

اسلام میں عدل وانصاف کی تعلیمات

(محمد عارف ربانی مربی سلسلہ نظارت نشرواشاعت قادیان)

حقیقت یہ ہے امن اور انصاف کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ یہ وہ اصول ہے جسے دنیا کے تمام باشعور اور دانا لوگ سمجھتے ہیں۔ درحقیقت مفسدوں کے سوا کبھی بھی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ کسی معاشرہ، ملک یا دنیا میں عدل وانصاف قائم ہونے کے باوجود فساد ہوسکتا ہے۔ تاہم ہمیں دنیا کے بہت سے حصوں میں امن کا فقدان اور فساد نظر آتا ہے یہ بدامنی اور فساد مختلف ممالک میں اندرونی طور پر بھی پایا جاتا ہے اور دیگر اقوام سے تعلقات کے لحاظ سے بیرونی طور پر بھی موجود ہے حالانکہ حکومتیں انصاف پر مبنی پالیسیاں بنانے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ باوجود اس کے کہ قیام امن کو سبھی اپنا اولین مقصد قرار دیتے ہیں اس امر میں کوئی شک نہیں کہ بالعموم دنیا میں بے چینی اور اضطراب بڑھ رہا ہے اور فتنہ وفساد پھیل رہا ہے اس سے یہ یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کہیں نہ کہیں انصاف کے تقاضے پامال ہورہے ہیں۔ چنانچہ اس امر کی فوری ضرورت ہے کہ جب بھی اور جہاں کہیں بھی بے انصافی پائی جائے تو اس کا تدارک کیا جائے۔

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 73)

عدل و انصاف کو اسلامی تعلیمات میں نہایت اہمیت کا حامل قرار دیتے ہوئے اس کے قیام پر بہت زور دیا گیا ہے اور عدل کا دائرہ بے حد وسیع ہے جس کا اطلاق فرد واحد سے لے کر معاشرہ بلکہ پوری انسانیت تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی صفت ہے جس سے رب کائنات خود متصف ہے یعنی وہ عادل ہے اور عدل کو پسند کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاللّٰہُ یَقۡضِیۡ بِالۡحَقِّ یعنی اللہ تعالیٰ ہر بات کا حق اور عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے۔ اسی طرح بانی اسلام آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام معاملات میں عدل وانصاف کرنے کا ارشاد فرمایا کہ وَاِنۡ حَکَمۡتَ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِالۡقِسۡطِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ (المائدۃ، 43) یعنی (اگر جھوٹے اور فاسق لوگ بھی تیرے پاس کوئی جھگڑا لیکر آئیں تو) اور اگر تو فیصلہ کرے تو (ہماری نصیحت یاد رکھ کہ) ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر۔ اللہ یقیناً انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور پھر خود آپؐ کی زبان مبارک سے یہ بات ظاہر فرما دی گئی کہ وَاُمِرۡتُ لِاَعۡدِلَ بَیۡنَکُمۡ (الشوریٰ: 16) یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل وانصاف پر مبنی معاملات طے کروں۔

ان قرآنی ہدایات کی روشنی میں ہمارے آقا ومولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ ﷺ نے ہر قدم پر اور ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف کرنے کی نہ صرف تاکید فرمائی بلکہ ساری زندگی اس کا عملی نمونے پیش کرکے اپنی اُمّت کو عدل وانصاف کرنا سکھایا۔ ایک روایت میں حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا، اُس دن اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔ ان خوش قسمت افراد کا شمار کرتے ہوئے سب سے پہلے امام عادل کا ہی نام آنحضور ﷺ نے لیا۔ اس امر سے آنحضور ﷺ کے نزدیک عدل وانصاف کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم)

ایک موقع پر فرمایا اِنَّ مِنۡ أَعۡظَمِ الجِهَادِ كَلِمَةَ العَدۡلِ عِنۡدَ سُلۡطَانٍ جَائِرٍ (سنن الترمذی حدیث: 2174) یعنی بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق و انصاف کی بات کرنا ہے۔

آپ ﷺ کے اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ میں عدل وانصاف کا وصف ایسا واضح اور نمایاں نظر آتا ہے۔ کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ مسلم کی روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے موقع پر غنیمت کا بہت زیادہ مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا، یہ مال جس میں بکریاں، اونٹ، سونا، چاندی اور دیگر بہت سا سامان تھا۔ رسول اللہؐ نے یہ مال مجاہدین میں تقسیم کیا لیکن جو نئے نئے مسلمان ہونے والے عرب قبیلوں کے سردار تھے ان کو زیادہ دیا۔ اس میں مصلحت یہ تھی کہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ مانوس کیا جائے کہ یہ اپنے قبیلوں کے سردار تھے اور اسلام کی ظاہری شان وشوکت دیکھ کر مسلمان ہوئے تھے۔ اس پر ایک آدمی ذوالخویصرہ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ منافقین میں سے تھا اس نے اعتراض کر دیا۔ اس نے کہا کہ اس تقسیم میں تو عدل کا لحاظ نہیں رکھا گیا، حالانکہ حضورؐ نے امت کی ضرورت کے پیش نظر ایک مصلحت کے تحت یہ تقسیم فرمائی تھی۔ مسلم شریف کی ہی روایت ہے کہ کسی نے ذوالخویصرہ کی یہ بات رسول اللہؐ کو بتا دی کہ یا رسول اللہؐ فلاں شخص نے یہ بات کہی ہے۔ اس پر حضورؐ نے ایک جملہ فرمایا ''من یعدل اذ لم اعدل'' کہ اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون عدل کرے گا؟

(صحیح مسلم حدیث نمبر 1064)

عدل و انصاف کا وصف آپ ﷺ کی فطرت صحیحہ کا ایک لازمی جز تھا۔ جس کا اعتراف اس وقت بھی ہوا جب کہ آپ ﷺ نے دعویٰ نبوت بھی نہیں فرمایا تھا چنانچہ روایت میں آتا ہے سائب بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی تو وہ اس میں شامل تھے اس دوران جب حجر اسود اپنی جگہ پر رکھنے کا موقع آیا تو قریش کے قبائل آپس میں جھگڑ پڑے کہ ہم یہ پتھر اپنی جگہ پر رکھیں گے۔ بالآخر ثالثی فیصلے پر اتفاق رائے ہوا اور انہوں نے کہا کہ سب سے پہلا شخص جو صبح آئے گا وہ ثالث ہوگا۔ صبح نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو سب لوگوں نے کہا کہ امین آ گیا۔ اور آپ کے سامنے معاملہ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے پتھر حجر اسود کو ایک کپڑے میں رکھ دیا اور قریش کے مختلف قبائل کے سرداروں کے نمائندوں کو بلایا۔ انہوں نے اس کپڑے کو تمام اطراف سے پکڑا اور اس کو جگہ پر لے گئے۔ پھر حضورؐ نے حجر اسود کو اٹھا کر اس کے اصل مقام پر رکھ دیا۔

(مسند احمد جلد 3 صفحہ 46 مطبوعہ بیروت)

پس ان روایات سے واضح ہے کہ رسول اللہ ؐ مخلوقات میں اعدل الناس یعنی سب سے زیادہ عدل کرنے والے تھے۔ آپ نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں نہ صرف عدل وانصاف کرنے کی تلقین فرمائی بلکہ اس کے بہترین نمونے قائم فرمائے۔

رسول خدا ﷺ کی تعلیمات اور قوت قدسیہ کا ہی اثر تھا کہ خلفائے راشدین اور اصحاب رسول اللہ ﷺ نے جس طرح کا معاشرتی، سماجی، سیاسی، قومی اور بین الاقوامی نظام عدل عالمِ انسانیت کے سامنے پیش کیا اس کی بھی کہیں کوئی نظیر نہیں ملتی۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور قیام عدل وانصاف:

آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد اپنی امّت کے گمراہ ہوجانے کی خبر بھی دی تھی تاہم اس کے ساتھ یہ خوشخبری بھی سنائی تھی کہ تاریکی کے اُس وقت میرا مہدی مبعوث ہوگا اور وہ اس اُمّت کی اصلاح کا بیڑا اُٹھائے گا، اس امام مہدی کے لئے خصوصیت کے ساتھ حکماً عدلاً کی صفات بیان فرمائیں۔ ان پیشگوئیوں کے عین مطابق چودھویں صدی کے سر پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے دعوی مہدویت فرمایا اور دیگر اصلاحی امور کے ساتھ عدل و انصاف بھی قائم فرمایا، اس ضمن میں آپ نے یہاں تک فرمایا: اللہ تعالیٰ بعض

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلکنما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

اوقات انصاف پسند کافر کو ظالم کلمہ گو کے مقابلہ میں پسند کرتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 249 حاشیہ)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں: ’’تمام قویٰ کا بادشاہ انصاف ہے، اگر یہ قوت ہی انسان میں مفقود ہے تو پھر سب سے محروم ہونا پڑتا ہے‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 34)

ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

’’یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی کے ساتھ کوئی جسمانی رشتہ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ خود انصاف ہے اور انصاف کو دوست رکھتا ہے وہ خود عدل ہے اور عدل کو دوست رکھتا ہے اس لئے ظاہری رشتوں کی پروا نہیں کرتا۔ جو تقویٰ کی رعایت کرتا ہے اسے وہ اپنے فضل سے بچاتا ہے اور اس کا ساتھ دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2، صفحہ 310، ایڈیشن 2010ء)

اسی طرح آپ کا ایک اَور ارشاد ہے کہ ’’جس قدر کوئی شخص انصاف اختیار کرتا ہے اسی قدر روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5، صفحہ 531، ایڈیشن 2010ء)

حضرت مسیح موعودؑ نے محض نصائح ہی نہیں فرمائیں بلکہ عدل و انصاف اور سچی گواہی کا شاندار نمونہ بھی پیش فرمایا، اس حوالہ سے صرف دعویٰ مسیحیت کے بعد کی زندگی میں ہی واقعات رونما نہ ہوئے بلکہ پہلی زندگی جو کسی بھی مامور من اللہ کی صداقت پر ایک گواہ ہوتی ہے، میں بھی ایسے واقعات ملتے ہیں کہ آپ قرآنی تعلیمات کے عین مطابق ہمیشہ انصاف کے ساتھ سچی گواہی کے لئے کھڑے رہے۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’جس امام کو ہم نے مانا ہے اس نے قرآنی احکام پر چلتے ہوئے ایسی مثالیں قائم کی ہیں جو غیروں کو بھی حیران و پریشان کر دیتی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے سے بہت پہلے جوانی کے زمانے کا ایک واقعہ روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ اپنے والد کے مزارعین کے خلاف ایک مقدمے میں آپ پیش ہوئے اور حق و انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے حق بات کی جس کا فائدہ مزارعین کو ہوا اور ان کے والد کا نقصان ہوا۔ آپ کے وکیل نے آپ کو پہلے کہا بھی کہ جس طرح مَیں کہتا ہوں اگر اس طرح گواہی نہ دی تو نقصان ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جو بھی ہو جو حق بات ہے مَیں تو وہی بتاؤں گا۔ تو بہرحال جج نے مزارعین کے حق میں ڈگری دے دی اور دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ مقدمہ کے ہارنے کے بعد، جب آپ کے خلاف فیصلہ ہو گیا اور آپ عدالت سے واپس ہوئے تو اس طرح خوش خوش واپس آ رہے تھے کہ لوگ جن کو اس فیصلہ کا پتا نہیں تھا وہ سمجھے کہ شاید آپ مقدمہ جیت کر واپس آ رہے ہیں۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 72 تا 73۔
آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 298
بحوالہ خطبہ جمعہ 10 نومبر 2017)

اسلام میں، عدل و انصاف کے ضمن میں انسان کی اپنی ذات سے لیکر وسیع انسانی معاشرے اور بین الاقوامی معاملات تک میں ایسی تعلیمات، اصول اور نمونے روز روشن کی طرح عیاں ہیں کہ اس کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ قرآن شریف نے مذہبی، معاشرتی اور معاشی، سیاسی، قومی اور بین الاقوامی ہر پہلو سے قیام عدل کی تفصیلی تعلیم دی ہے۔ قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر مختلف انداز میں اس حکم کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں سے عدل و انصاف کے ساتھ براہ راست تعلق رکھنے والی قرآنِ کریم کی چند بنیادی اور اصولی ہدایات جن میں عدل و انصاف کا مضمون بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اور پھر اس کی عملی تفسیر اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں مندرجہ ذیل ہے:

انسانی زندگی کے تمام شعبہ جات اور معاملات میں مکمل عدل و انصاف کی عمومی تعلیم:

دنیا میں عدل اور انصاف قائم کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ اس کے علاوہ کبھی وہ اعلیٰ معیار قائم ہو ہی نہیں سکتا جو دنیا سے ناانصافی اور ذاتی غرضوں کے حصول کو ختم کر سکے۔ چنانچہ اسی اصول کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَوِ الۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ ۚ اِنۡ یَّکُنۡ غَنِیًّا اَوۡ فَقِیۡرًا فَاللّٰهُ اَوۡلٰی بِهِمَا ۟ فَلَا تَتَّبِعُوا الۡهَوٰۤی اَنۡ تَعۡدِلُوۡا ۚ وَاِنۡ تَلۡوٗۤا اَوۡ تُعۡرِضُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا۔ (النساء: 136) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلوتہی کر گئے یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو‘‘۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 361)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی کہ عدل و انصاف تو ایک ادنی اور چھوٹے درجہ کی نیکی ہے بلکہ یہ تاکید فرمائی کہ عدل و انصاف سے بڑھ کر احسان کا معاملہ کرو یعنی جنہوں نے تمہارے ساتھ کوئی بھی نیکی نہیں کی ان سے بھی نیکی کرو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کامل نیکی کرو۔ جیسے ماں اپنے بچے سے نیکی کرتی ہے چنانچہ فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی وَیَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَالۡبَغۡیِ ۚ یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ۔ (النحل: 91) یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کروں جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں ......پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 30)

نیز فرمایا:

’’خدا حکم فرماتا ہے کہ تمام دنیا کے ساتھ تم عدل کرو یعنی جس قدر حق ہے اسی قدر لو اور انصاف سے بنی نوع کے ساتھ پیش آؤ اور اس سے بڑھ کر یہ حکم ہے کہ تم بنی نوع انسان سے احسان کرو یعنی وہ سلوک کرو جس سلوک کا کرنا تم پر فرض نہیں محض مروّت ہے۔ مگر چونکہ احسان میں بھی ایک عیب مخفی ہے کہ صاحب احسان کبھی ناراض ہو کر اپنے احسان کو یاد بھی دلا دیتا ہے۔ اس لئے اس آیت کے آخر میں فرمایا کہ کامل نیکی یہ ہے کہ تم اپنے بنی نوع سے اس طور سے نیکی کرو کہ جیسے ماں اپنے بچہ سے نیکی کرتی ہے کیونکہ وہ نیکی محض طبعی جوش سے ہوتی ہے نہ کسی پاداش کی غرض سے۔ یہ دل میں ارادہ نہیں ہوتا کہ یہ بچہ اس نیکی کے مقابل مجھے بھی کچھ عنایت کرے پس وہ نیکی جو بنی نوع سے کی جاتی ہے کامل درجہ اس کا یہ تیسرا درجہ ہے جو کہ ایتاء ذی

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

JYOTI SAW MILL
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada
Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940
طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

القربیٰ کے لفظ سے بیان فرمایا گیا ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 388، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 5 صفحہ 84)

خدا تعالیٰ کے ساتھ عدل کے متعلق اسلامی تعلیم:

خدائے واحد کے ساتھ کسی بھی پہلو سے کسی اور کو شریک ٹھہرانا خلاف عدل ہے اور یہ عدل کا مذہبی اور دینی پہلو ہے جس پر اسلام میں بہت زور دیا گیا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی ظلم نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عدل کرو اور ظلم نہ کرو۔ اب اللہ تعالیٰ کے ساتھ کون ظلم کر سکتا ہے؟ ہمارے ہاں ظلم کا معنیٰ محدود ہے کیونکہ ہم ظلم کا معنیٰ یہ لیتے ہیں کہ کسی کے ساتھ زیادتی یا ناانصافی کا معاملہ کیا جائے لیکن نبی کریمؐ نے اسے وسیع مفہوم میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عدل کیا ہے اس کے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی ”اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ“ (سورۃ الانعام ۸۲) کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ایمان کے ساتھ ظلم کو نہ ملایا ان کے لیے امن ہے اور وہ ہدایت پر ہوں گے۔ اس آیت کی تفسیر خود آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ”یعنی وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہیں ملایا“ تو صحابہ کو یہ معاملہ بہت مشکل نظر آیا اور انہوں نے کہا ہم میں کون ہوگا جو ظلم نہ کرتا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو تم سمجھتے ہو بلکہ اس کا مطلب لقمان علیہ السلام کے اس ارشاد میں ہے جو انہوں نے اپنے لڑکے سے کہا تھا یا بنی لا تشرك بالله إن الشرك لظلم عظيم کہ ”اے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، بلاشبہ شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر: 6937)

معاشرتی عدل:

اسلام نے معاشرتی عدل پر بھی بہت زور دیا ہے اور اس کو ایسے طور پر قائم فرمایا ہے کہ دنیا کا کوئی اور مذہب اس پہلو سے کوئی نظیر نہیں رکھتا۔ معاشرتی عدل کا تقاضا ہے کہ والدین سے حسن سلوک سے پیش آیا جائے اور ان کے احسانات کے بدلے میں کم از کم ان سے احسان کا سلوک کیا جائے ان کے تمام حقوق انصاف کے ساتھ ادا کئے جائیں جسکی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر تاکید کی ہے جیسا کہ فرمایا: وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ (سورۃ بنی اسرائیل: 24) یعنی تیرے رب نے اس بات کا تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور نیز یہ کہ اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔

والدین چاہے غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں ایک مسلمان کو اپنے والدین کیساتھ ہر حالت میں حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ کسی بھی مسلمان کیلئے والدین کی نافرمانی یا ان کیساتھ بدسلوکی کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ گناہ اور معصیت کے کاموں میں ان کی اطاعت کرے یا کفریہ امور میں ان کا ہمنوا بنے۔ لیکن دنیاوی امور میں بہر حال ان کے ساتھ حسن سلوک اور عدل و انصاف کرنے کا واضح حکم دیتے ہوئے فرمایا: ۔وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا۔ (لقمان:17) یعنی۔ اگر والدین تمہیں میرے ساتھ شرک پر مجبور کریں جس کے بارے میں تمہیں علم نہیں ہے تو تم ان کی اطاعت مت کرو، لیکن دنیا میں ان کیساتھ حسن سلوک کرو۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ”میرے پاس میری والدہ (جو کہ غیر مسلم تھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تشریف لائیں، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ: میری والدہ میرے پاس آئیں ہیں اور وہ مجھ سے کافی محبت کرتی ہیں، تو کیا میں صلہ رحمی کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ہاں، اپنی والدہ کیساتھ صلہ رحمی کرو)“ بخاری: 2477)

حکومت، عدلیہ اور انتظامی امور کے تعلق سے عدل و انصاف کی تعلیم:

اسلام نے زندگی کے ہر شعبے و معاملے میں خواہ وہ معاشی ہو، معاشرتی ہو، سیاسی ہو یا قانونی ہر حال میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ تا کہ ایک پر امن معاشرے کا قیام ممکن ہو سکے جس میں امن و سلامتی وحدت امت، باہمی ہم آہنگی اور ملکی سالمیت کو تحفظ حاصل ہو۔ چنانچہ فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا۔ (النساء: 59) یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

کسی بھی مملکت کا کام معاشرے میں توازن و اعتدال قائم کرنا ہے اور یہ عدل کے بغیر ممکن نہیں۔ سیاسی عدل یہ ہے کہ ریاست کے سیاسی اداروں میں ہر شخص کو برابری کے حقوق حاصل ہوں۔ رعایا اور شہریوں کے ساتھ عدل و انصاف پر مبنی مساوی سلوک ہو۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہوں۔ چھوٹے بڑے، امیر غریب میں تفریق نہ ہو یہی عدل و انصاف کا تقاضا ہے۔ اس لحاظ بھی اسلامی تعلیم اور پھر رسول کریم ﷺ کا اسوہ بےمثال ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے عدلیہ، حکمرانوں اور انتظامی امور کے ذمہ داران کو واضح رنگ میں عدل و انصاف کی تعلیم کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ:

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ یعنی جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو یا فیصلے کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔ حضرت رسول کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ اس قرآنی حکم کی عملی تفسیر ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے قبل یہود کے قبائل بنونضیر اور بنو قریضہ میں سے بنو نضیر زیادہ معزز سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ جب بنو قریظہ کا کوئی آدمی بنی نضیر کے کسی آدمی کو قتل کرتا تو قصاص میں قتل کیا جاتا اور جب بنو نضیر کا کوئی آدمی بنو قریضہ کے کسی آدمی کو قتل کرتا تو اس کی دیت سو وسق کھجور ادا کر دی جاتی۔ نبی کریم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد ایک نضیری نے قرظی کو قتل کر دیا تو بنو قریظہ نے قصاص کا مطالبہ کیا اور اپنا ثالث رسول کریمؐ کو مقرر کیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے جاہلیت کے طریق کے برخلاف اس قرآنی ارشاد پر عمل فرمایا کہ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (المائدہ: 43) یعنی جب تو ان یہود کے درمیان فیصلہ کرے تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر چنانچہ آپؐ نے جان کے بدلے جان کا فیصلہ فرمایا

(ابوداؤد کتاب الدیات باب النفس بالنفس)

اسی طرح بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو لایا گیا، جنہوں نے زنا کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہاری کتاب تورات میں اس کی سزا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے علماء نے (اس کی سزا) چہرہ کو سیاہ کرنا اور گدھے پر الٹا سوار کرنا تجویز کی ہوئی ہے۔ اس پر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! ان سے توریت منگوائیے۔ جب توریت لائی گئی تو ان میں سے ایک نے رجم والی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس سے آگے اور پیچھے کی آیتیں پڑھنے لگا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ ہٹاؤ (اور جب اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو) آیت رجم اس کے ہاتھ کے نیچے تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا اور انہیں رجم کر دیا گیا“

(صحیح البخاری / کتاب المحاربین حدیث نمبر: 6819)

یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن سلام نے بتایا کہ یا رسول اللہ! تورات میں اس جرم کی اصل سزا تو رجم ہی تھی لیکن جوں جوں زمانہ بدلا یہودی علماء نے اس سزا کے اطلاق

Our Moto Your Satisfaction

MUBARAK TAILORS
کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیص اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں
Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian
Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

میں خیانت کرنا شروع کر دی کہ جب کوئی غریب آدمی اس جرم میں پکڑا جاتا تو اسے سنگسار کر دیتے لیکن کوئی امیر اور صاحب ثروت آدمی پکڑا جاتا تو اس کو نرم سی سزا دے کر چھوڑ دیتے۔ یہاں نبی کریمؐ نے ایک بات فرمائی جو کہ کسی بھی معاشرے میں انصاف کی بنیاد ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب کسی قوم میں یہ بات آجائے کہ عام آدمی جرم کرے تو سزا مختلف ہو اور کوئی بڑا آدمی جرم کرے تو سزا مختلف ہو، پھر اس قوم کو تباہی سے کوئی نہیں روک سکتا۔ ایسی قوم کی تباہی کا آغاز ہی یہیں سے ہوتا ہے کہ قانون کی نظر میں اونچ نیچ آجائے۔

بخاری کی ہی ایک اور روایت میں حضورؐ کے عدل و انصاف کا ایک اور واقعہ درج ہے کہ ’’ایک دفعہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کے قیمتی زیور دیکھ کر اس کا سر پتھر کے ساتھ کچل کر قتل کر دیا۔ مقتولہ کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، اس میں کچھ جان باقی تھی۔ آپؐ نے اس سے ایک شخص کا نام لے کر پوچھا کہ فلاں نے تمہیں قتل کیا ہے اس نے سر کے اشارے سے کہا کہ نہیں، پھر آپؐ نے دوسرے کا نام لیا تو اس نے نفی میں جواب دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے تیسرے یہودی شخص کا نام لیا تو اس نے سر ہلا کر اثبات میں جواب دیا۔ آپؐ نے اس یہودی کو بلا کر پوچھا تو اس نے قتل کا اعتراف کر لیا۔ چنانچہ اس شخص کو قصاص میں قتل کیا گیا۔

(بخاری کتاب الدیات باب من اقاد بحجر)

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضورؐ بنا مکمل تحقیق کئے اور بنا کسی کو مجرم ثابت کئے کسی کو سزا نہیں دیتے تھے۔ بلکہ آپؐ کامل انصاف کرنے والے تھے اور آپؐ کی اپنی امت کے لئے یہی تعلیم اور نمونہ ہے۔

اسی طرح کی ایک اور روایت میں آتا ہے، حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ (ایک مرتبہ) قریشی صحابہ ایک مخزومی عورت کے بارے میں بہت فکر مند تھے جس نے چوری کی تھی (اور لوگوں سے عاریۃ) سامان لے کر مکر بھی جاتی تھی اور آنحضرت ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا) ان قریشی صحابہ نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اس عورت کے مقدمہ میں کون شخص آنحضرت ﷺ سے گفتگو (یعنی سفارش) کر سکتا ہے اور پھر انہوں نے یہ کہا کہ حضرت اسامہ ابن زید سے رسول کریم ﷺ کو بہت محبت و تعلق ہے اس لئے اس بارے میں آپ سے کچھ کہنے کی جرأت اسامہ کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہو سکتی (چنانچہ ان سب نے حضرت اسامہ کو اس پر تیار کیا کہ وہ اس عورت کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے گفتگو کریں) حضرت اسامہ نے (ان لوگوں کے کہنے پر) آنحضرت ﷺ سے گفتگو کی، رسول کریم ﷺ نے (ان کی بات سن کر) فرمایا کہ تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ اور پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے خطبہ دیا اور (حمد وثنا کے بعد اس خطبہ میں) فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ جو گذرے ہیں ان کو اسی چیز نے ہلاک کیا کہ ان میں سے کوئی شریف آدمی (یعنی دنیاوی عزت و طاقت رکھنے والا) چوری کرتا تو وہ اس کو (سزا دیئے بغیر) چھوڑ دیتے تھے اور اگر ان میں سے کوئی کمزور و غریب آدمی چوری کرتا تو سزا دیتے تھے، قسم ہے اللہ کی! اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عائشہ نے بیان کیا ایک مخزومی عورت (کی یہ عادت) تھی کہ وہ لوگوں سے عاریۃً کوئی چیز لیتی اور پھر اس سے انکار کر دیتی تھی، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دے دیا (جب) اس عورت کے اعزا (کو اس کا علم ہوا تو وہ) حضرت اسامہ کے پاس آئے اور ان سے اس بارے میں گفتگو کی (کہ وہ آنحضرت ﷺ سے سفارش کریں) اور پھر حضرت اسامہ نے آنحضرت ﷺ سے اس کے متعلق عرض کیا۔ اس کے بعد حدیث کے وہی الفاظ مذکور ہیں جو اوپر کی حدیث میں نقل کئے گئے ہیں۔

(مشکوۃ المصابیح۔ حدود کے مقدمہ میں سفارش کا بیان۔ حدیث نمبر 3568)

پھر سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ دشمنوں سے بھی عدل و انصاف کی تاکید کرتے ہوئے فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭاِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (المائدہ:9)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضورؐ نے صرف یہود یا دیگر مذاہب کے لوگوں کے مابین ہی عدل و انصاف پر مبنی فیصلے صادر نہیں فرمائے بلکہ اگر کسی یہودی یا کسی دیگر مذہب یا قوم کے آدمی کا کسی مسلمان کے ساتھ بھی کبھی کوئی تنازعہ ہوا تو آپؐ نے مکمل انصاف فرمایا اور آیت قرآنیہ کہ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭاِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ پر عمل کرتے ہوئے رہتی دنیا کے لئے ایک کامل نمونہ چھوڑا ہے چنانچہ ’’عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی کا ان کے ذمہ چار درہم قرض تھا جس کی میعاد ختم ہوگئی۔ اس یہودی نے آکر آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ اس شخص کے ذمے میرے چار درہم ہیں اور یہ مجھے ادا نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہؓ سے کہا کہ اس یہودی کا حق دے دو۔ عبداللہؓ نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ مجھے قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے آپؐ نے دوبارہ فرمایا ’’اس کا حق اسے لوٹا دو‘‘ عبداللہؓ نے پھر وہی عذر کیا اور کہا کہ میں نے اسے بتا دیا ہے کہ آپؐ ہمیں خیبر بھجوائیں گے اور مال غنیمت میں سے کچھ حصہ دیں گے تو واپس آکر میں اس کا قرض چکا دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا ’’ابھی اس کا حق ادا کرو‘‘ نبی کریمؐ جب کوئی بات تین دفعہ فرما دیتے تھے تو وہ قطعی فیصلہ سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ عبداللہؓ اسی وقت وہاں سے بازار گئے۔ انہوں نے ایک چادر بطور تہہ بند کے باندھ رکھی تھی۔ سر کا کپڑا اتار کر تہہ بند کی جگہ باندھا اور چادر چار درہم میں بیچ کر قرض ادا کر دیا۔ اتنے میں وہاں سے ایک بڑھیا گزری۔ وہ کہنے لگی۔ ’’اے رسول اللہؐ کے صحابی آپ کو کیا ہوا؟‘‘ عبداللہؓ نے سارا قصہ سنایا تو اس نے اسی وقت اپنی چادر جو اوڑھ رکھی تھی ان کو دے دی اور یوں رسول اللہؐ کے عادلانہ فیصلے کی برکت سے دونوں فریق کا بھلا ہو گیا۔

(مسند احمد جلد 3 صفحہ نمبر 42)

ایک اور روایت میں ہے کہ ’’ایک دفعہ ایک یہودی بازار میں سودا بیچ رہا تھا، اسے ایک مسلمان نے کسی چیز کی تھوڑی قیمت بتائی، جو اسے سخت ناگوار گزری۔ اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے اس بات پر مسلمان نے اس کو تھپڑ رسید کر دیا اور کہا کہ نبی کریمؐ پر بھی موسیٰؑ کو فضیلت دیتے ہو؟ وہ یہودی رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ کہ اے ابو القاسم ہم آپ کی ذمہ داری اور امان میں ہیں اور آپ کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہے اور اس مسلمان نے مجھے تھپڑ مار کر زیادتی کی ہے۔ نبی کریم اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا مجھے نبیوں کے مابین فضیلت نہ دیا کرو۔ (بخاری کتاب الانبیا وان یونس لمن المرسلین)۔ آیت لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

’’خدا تعالیٰ نے عدل کے بارے میں جو بغیر سچائی پر پورا قدم مارے کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ فرمایا ہے کہ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭاِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى یعنی دشمن قوموں کی دشمنی

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)
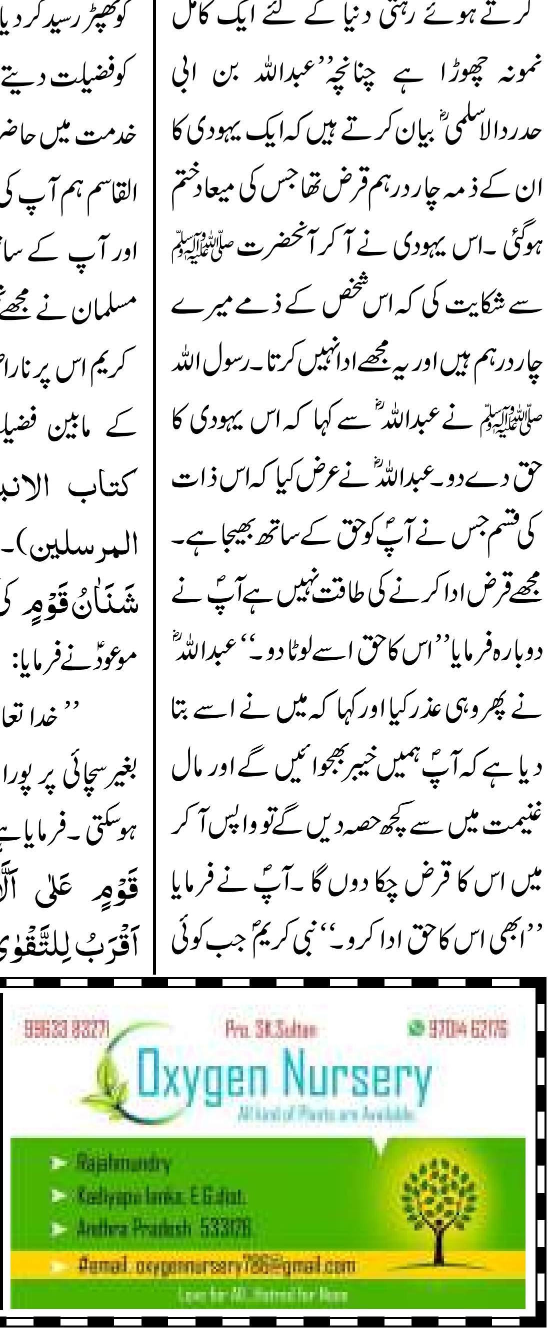

تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے۔اب آپ کو معلوم ہے کہ جو قومیں ناحق ستاویں اور دکھ دیویں اور خونریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکہ والے کافروں نے کیا تھا اور پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی......میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا یہ بہت مشکل اور فقط جوانمردوں کا کام ہے، اکثر لوگ اپنے شریک دشمنوں سے محبت تو کرتے ہیں اور میٹھی میٹھی باتوں سے پیش آتے ہیں مگر ان کے حقوق دبا لیتے ہیں۔ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے اور محبت کے پردہ میں دھوکہ دیکر اس کے حقوق دبا لیتا ہے مثلاً زمیندار ہے تو چالاکی سے اس کا نام کاغذات بندوبست میں نہیں لکھواتا اور یوں اتنی محبت کے اس پر قربان ہوا جاتا ہے پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں محبت کا ذکر نہ کیا بلکہ معیار محبت کا ذکر کیا کیونکہ جو شخص اپنے جانی دشمن سے عدل کرے گا اور سچائی اور انصاف سے درگزر نہیں کرے وہی ہے جو سچی محبت بھی کرتا ہے۔

(نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 401، 410

بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 4 صفحہ 30، 30)

قومی و بین الاقوامی معاملات میں اسلام کی عدل وانصاف کی تعلیم:

اسلام قومی معاملات اور بین الاقوامی تعلقات میں بھی عدل و انصاف کو ایک بنیادی اصول کے طور پر اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اپنی قوم کی حمیت بھی عدل سے ہٹنے نہ دے اور دوسری قوم کی دشمنی بھی عدل سے پھرنے نہ دے۔جیسا کہ فرمایا: لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى یعنی کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو انصاف کرو یہ تقوی کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اسلام ہر معاملہ میں کامل عدل اور مساوات کا درس دیتا ہے۔ چنانچہ سورۃ المائدہ آیت نمبر 3 میں ہمیں ایک اور بہت ہی اہم راہنما اصول ملتا ہے۔اس میں یہ بیان ہے کہ عدل کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان لوگوں سے بھی عدل وانصاف کا سلوک کیا جائے جو اپنی دشمنی اور نفرت میں تمام حدود پار کر گئے ہیں۔قرآن کریم فرماتا ہے کہ جہاں کہیں بھی اور جو کوئی بھی تمہیں نیکی اور بھلائی کی نصیحت کرے اسے قبول کرنا چاہیے اور جہاں کہیں بھی اور جو کوئی بھی تمہیں گناہ اور ناانصافی کی طرف بلائے تمہیں چاہیے کہ تم اس کو رد کردو۔‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ:76)

موجودہ زمانے میں نظریاتی اختلافات، سرحدوں کے تنازعات، لین دین کے معاملات اور صلح و جنگ کے مسائل آئے روز یہ سوال پیدا کرتے ہیں کہ کون سی بات عدل کے مطابق ہے اور کون سی بات خلاف عدل ہے۔چنانچہ اس ضمن میں قرآن مجید نے اصولی راہنمائی عطا فرمائی ہے جو کہ دراصل معیار عدل ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (الحجرات: 14) ترجمہ: : اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا اور بہت خبر رکھنے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی اس اصولی تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’انصاف کی بنیاد پر قائم بین الاقوامی تعلقات کے متعلق اسلام کیا تعلیم دیتا ہے جو قیام امن کا ذریعہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح طور پر فرما دیا ہے کہ ہماری قومیتیں اور نسلی پس منظر ہماری شناخت کا ذریعہ تو ہیں لیکن وہ ہمیں کسی قسم کی برتری اور فوقیت کا مستحق نہیں بناتیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ تمام لوگ بحیثیت انسان برابر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی عربی کو غیر عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ نہ ہی کسی غیر عربی کو عربی پر کوئی برتری حاصل ہے۔آپ نے سکھایا کہ کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے نہ ہی کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت ہے۔ چنانچہ اسلام کی یہ واضح تعلیم ہے کہ تمام قوموں اور نسلوں کے لوگ برابر ہیں۔ آپ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ سب لوگوں کو بلا امتیاز اور بلاتعصب یکساں حقوق ملنے چاہیں۔ یہ وہ بنیادی اور سنہری اصول ہے جو بین الاقوامی امن اور اور ہم آہنگی کی بنیاد رکھتا ہے۔‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ:75)

آجکل کی مادی دنیا میں تمام دنیا اور بالخصوص ترقی یافتہ اقوام میں یہ دوڑ لگی ہوئی ہے کس طرح غریب اقوام کے قدرتی وسائل کو اپنے قبضہ میں کیا جائے اور ان کو ہمیشہ کی غلامانہ زندگی گزارنے پر مجبور کیا جائے۔چنانچہ اس غیر منصفانہ رجحان کو روکنے کے ضمن میں قرآن مجید نے یہ اصول بیان فرمایا: لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ (سورۃ الحجر آیت نمبر 89) یعنی جو ہم نے ان میں سے گروہوں کو (عارضی نفع کا) سامان دیا ہے اس کی طرف لالچ سے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھ۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’انصاف پر مبنی بین الاقوامی امن کے ایک اور تقاضا کا ذکر سورۃ الحجر آیت نمبر 89 میں کیا گیا ہے جہاں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی فریق کو نہیں چاہیے کہ وہ دوسروں کی دولت اور ان کے وسائل کو کبھی بھی حاسدانہ رنگ میں دیکھے۔اسی طرح کسی ملک کو نہیں چاہیے کہ وہ ناانصافی کرتے ہوئے دوسرے ممالک کے وسائل پر ان کی مدد کرنے کے جھوٹے عذر کا سہارا لے کر غاصبانہ قبضہ کرلے۔ اسی طرح تکنیکی مہارت فراہم کرنے کی بنیاد پر حکومتوں کو نہیں چاہیے کہ وہ دوسری اقوام کے ساتھ غیر منصفانہ تجارتی معاملات یا معاہدات کر کے ناجائز فائدہ اُٹھائیں۔اس طرح مدد یا مہارت فراہم کرنے کی بنیاد پر حکومتوں کو ترقی پذیر اقوام کے اثاثوں یا قدرتی وسائل کو اپنے قابو میں کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ جہاں کم تعلیم یافتہ افراد یا حکومتوں کو یہ سکھانے کی ضرورت ہو کہ وہ اپنے قدرتی وسائل کو کس طرح صحیح رنگ میں استعمال کر سکتے ہیں تو یہ کرنا چاہیے۔پھر قوموں اور حکومتوں کو ہمیشہ ان کی خدمت اور مدد کی کوشش بھی کرنی چاہیے جن کے پاس وسائل

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج ☆ جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant

!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!

Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path, Bhagalpur - 812002 (Bihar)

طالب دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

کم ہیں لیکن یہ مدد اپنے قومی یا سیاسی مفاد کی خاطر یا کسی قسم کا کوئی اور فائدہ اٹھانے کی نیت سے نہیں ہونی چاہیے۔

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ: 76، 77)

اسلام نے بین الاقوامی تعلقات کو خوشگوار اور استوار رکھنے کے لئے کامل عدل وانصاف پر مبنی ایک اور ایسا اصول بیان فرمایا ہے جس کی مذاہب عالم میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ قرآن کریم فرماتا ہے: وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (الحجرات: 10) ترجمہ: اور اگر مومنو کے دو گرو آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کروادو۔ پھر اگر صلح ہو جانے کے بعد ان میں سے کوئی ایک دوسرے پر چڑھائی کرے، تو سب مل کر اس چڑھائی کرنے والے کے خلاف جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو عدل کے ساتھ ان (دونوں لڑنے والوں) میں صلح کرادو اور انصاف کو مدنظر رکھو۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت میں لفظ مومن کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ فرماتے ہیں:

''لفظ مومن سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے۔ مومن کا لفظ اس لئے رکھا ہے کہ مسلمان قومیں مسلمانوں کے درمیان ہی فیصلہ کرا سکتی ہیں ورنہ اصولی طور پر یہ آیات ساری قوموں کے لئے اپنے اندر رہنمائی رکھتی ہیں۔

(تفسیر صغیر صفحہ 857 حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسی آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛

اگر...... کوئی ملک سراسر زیادتی کرتے ہوئے کسی دوسرے ملک پر حملہ کرے اور اُس کے وسائل پر ناجائز طور پر قبضہ کرنا چاہے تو دوسرے ممالک کو چاہیے کہ وہ ضرور اس قسم کے ظلم کو روکنے کے لیے اقدامات کریں۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے بھی انہیں ہمیشہ انصاف سے کام لینا چاہیے۔ اسلامی تعلیم پر مبنی اس سی قسم کا قدم جن حالات میں اُٹھایا جائے گا اس کی تفصیل سورۃ الحجرات میں بیان ہے۔ جہاں فرمایا کہ جب دو قوموں کا اختلاف جنگ کی شکل اختیار کر جائے تو دیگر اقوام کو چاہیے کہ وہ انہیں مذاکرات اور سیاسی روابط کی طرف لانے کی پُرزور تحریک کریں تا کہ وہ بات چیت کی بنیاد پر صلح کی طرف آسکیں لیکن اگر ایک فریق صلح کی شرائط تسلیم کرنے سے انکار کر دے اور جنگ کی آگ بھڑکائے تو دیگر ممالک اس کو روکنے کے لیے اکھٹے ہو کر اس سے جنگ کریں۔ جب جارحیت کرنے والی قوم شکست کھا کر باہمی مذاکرات پر آمادہ ہو جائے تب تمام فریق ایک ایسے معاہدہ کے لیے کوشش کریں جس کے نتیجہ میں صلح ہو اور دیر پا امن قائم ہو۔ ایسی سخت اور غیر منصفانہ شرائط عاید نہیں کرنی چاہئیں جو کسی قوم کے ہاتھ پاؤں باندھ دینے کے مترادف ہوں کیونکہ ان شرائط سے ایک ایسی بے چینی پیدا ہوگی جو بڑھتی اور پھیلتی جائے گی اور بالآخر مزید فساد پر منتج ہوگی۔ پس ایسے حالات میں جو حکومت فریقین کے مابین صلح کروانے کے لیے ثالث کا کردار ادا کرے تو اسے پورے خلوص اور مکمل غیر جانبداری سے کام کرنا چاہیے۔ اگر کوئی ایک فریق اس کے خلاف بولے تب بھی یہ غیر جانبداری قائم رہنی چاہیے۔ پس ان حالات میں ثالث کو کسی غصہ کا اظہار یا کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی کسی رنگ میں کوئی ناانصافی کرنی چاہیے۔ ہر فریق کو اس کے جائز حقوق ملنے چاہیں۔ پس انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے ضروری ہے کہ معاہدہ کی خاطر بات چیت کروانے والے ممالک خود اپنے مفادات حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں نہ ہی کسی ملک سے ناجائز طور پر فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔ انہیں کسی قسم کی غیر منصفانہ مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ نہ ہی کسی ایک فریق پر کوئی ناحق دباؤ ڈالنا چاہیے۔ کسی بھی ملک کے قدرتی وسائل سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ایسے ممالک پر غیر ضروری اور ناحق پابندیاں عاید نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ یہ نہ تو انصافی کا طریق ہے اور نہ ہی اس طرح کبھی بھی ممالک کے مابین تعلقات میں بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ: 76، 77)

مذہبی معاملات میں اسلام کی عدل وانصاف کی تعلیم:

اسلام نے ہر شخص کو مذہبی آزادی کا جو حق دیا ہے وہ بھی اس کے کمال عدل وانصاف کی تعلیم پر مبنی ہے۔ چنانچہ فرمایا: لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔ (سورۃ البقرۃ: ۲۵۶)۔ اسلام میں کوئی جبر نہیں ہے ہدایت صاف اور واضح ہے اور گمراہی سے الگ تھلگ ہے۔ دوسری جگہ قرآن کہتا ہے: ''أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ۔ (سورہ یونس: ۹۹) یعنی اے محمد ﷺ کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے کہ وہ ایمان لے آئیں۔

ہر انسان کا یہ بنیادی حق ہے کہ اسے عقیدے اور ضمیر کی مکمل آزادی حاصل ہو، زور زبردستی سے اس کو کسی نظریہ کے ماننے پر مجبور نہ کیا جائے عقیدہ اور مذہب ایسی چیز نہیں ہے کہ اس سلسلہ میں کسی قسم کا جبر اور دباؤ ڈالا جاسکے۔ قرآن وسنت کی متعدد نصوص اور صحابہ ؓ کے تعامل سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے مذہبی معاملات میں کسی قسم کے جبر کو روا نہیں رکھا۔

مذہبی اختلاف کو اسلام حقیقت پسندانہ نظر سے دیکھتا ہے۔ وہ دیگر مذاہب، عقائد اور نظریات کے وجود کو تسلیم کرتا ہے۔ اس کا رویہ دیگر مذاہب کے ساتھ معاندانہ نہیں ہے۔ وہ ایک ایسے انسانی معاشرہ کی تشکیل چاہتا ہے جس میں ہر مذہب کے ماننے والوں کو یکساں مذہبی اور شہری حقوق حاصل ہوں۔ اسلام ایک ایسے معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے جس میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تعلقات مذہبی رواداری، نیکی ورحمدلی اور عدل وانصاف کی بنیاد پر استوار ہوں۔ اسلام بلا امتیاز مذہب تمام انسانوں کے احترام کی تعلیم دیتا ہے۔ اس نے غیر مسلموں کو وہ تمام بنیادی حقوق دیے ہیں جو حقوق اس نے مسلمانوں کو دیے ہیں۔

اسلام نے مذہبی تفریق سے بالاتر ہو کر ہر انسان کو محترم قرار دیا ہے خواہ اس کا تعلق کسی دین اور عقیدے سے ہو۔ انسان جس طرح اپنی زندگی میں محترم ہے، اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس کا احترام ضروری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ گزر رہا تھا، آپؐ کھڑے ہوگئے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جنازہ یہودی کا ہے، آپ نے فرمایا: ''أو ليست نفسا کیا یہ انسان نہیں ہے؟ (ابوداؤد باب القیام للجنازۃ) غزوۂ احزاب کے موقع پر مشرکین میں سے ایک شخص مارا گیا تو مشرکین نے قیمت دے کر اس کی لاش لینا چاہی، آپ نے بغیر قیمت لیے لاش ان کو سونپ دی؛ کیونکہ انسان کی خرید وفروخت اس کی عزت وتکریم کے منافی ہے، اسلام کی نظر میں انسانی جان کس قدر محترم ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ کسی بے قصور انسان کا قتل اسلام کے نزدیک تمام انسانوں کے قتل کے مترادف ہے اور کسی ایک انسان کی زندگی بچانا ساری انسانیت کی نجات ہے۔

اسلام سے پہلے جنگی قوانین کا کوئی تصور نہیں تھا، فاتح قومیں مفتوح اقوام پر ہر طرح کا ستم روا رکھتی تھیں، مقتولوں کی لاش کا مثلہ کیا جاتا تھا، انسانی جان کی حرمت کو ہر طرح پامال کیا جاتا تھا، اسلام نے جنگی قوانین کی تہذیب کی، اس نے بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کے قتل سے منع کیا، کمزوروں پر ہاتھ اٹھانے، مذہبی پیشواؤں کو اپنی تلواروں کا نشانہ بنانے سے روکا اس نے صرف برسرِ پیکار دشمنوں، ظلم وزیادتی اور جبر واستبداد کے خلاف قتال کی اجازت دی ہے۔

اس لیے معاشرے کے ہر ہر فرد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ انسان کی تکریم اور انسانی جان کا احترام کرے۔ ظلم وجبر اور

HOTEL
HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737
طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

تشدد سے بچے، ناحق انسانوں کا خون نہ بہائے اور دوسروں کی عزت وآبرو کو اپنی عزت اور آبرو سمجھے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر رسانی کے لئے کچھ صحابہ کو مکہ بھجوایا۔ مسلمانوں کے اس وقت جو حالات تھے وہ انتہائی خطرناک تھے۔ ہر وقت دشمنوں کے حملوں اور ان کی طرف سے نقصان پہنچانے کی کوششوں کا خطرہ رہتا تھا۔ ایسے حالات میں جب یہ صحابہ خبر لانے کے لئے گئے تو حرم کی حد میں انہیں کچھ آدمی ملے۔ دشمنوں کے آدمی تھے۔ ان مسلمانوں نے سوچا کہ انہوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے اس لئے اگر ہم نے اب ان کو زندہ چھوڑا تو یہ مکہ والوں کو خبر کر دیں گے اور وہ ہم پر حملہ کر دیں گے اور ہمیں مار دیں گے۔ اس سوچ کے ساتھ صحابہ نے حملہ کر کے ان کافروں میں سے ایک یا دو کو مار دیا۔ جب یہ صحابہ واپس مدینہ پہنچے تو پیچھے مکہ والوں کے آدمی بھی آگئے کہ اس طرح آپ کے لوگ ہمارے دو آدمی مار کر آگئے ہیں اور انہوں نے حرم کے اندر مارے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سن کر یہ نہیں فرمایا کہ تم لوگ بھی ظلم کرتے رہے ہو۔ اب تمہارے ساتھ یہ سلوک ہوا ہے تو اتنا شور کیوں مچا رہے ہو۔ بلکہ آپ نے جو فوری کارروائی کی اور ان کو جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ تمہارے ساتھ غلط ہوا ہے اور بے انصافی ہوئی ہے۔ ممکن ہے حرم میں ہونے کی وجہ سے کافروں نے پوری طرح دفاع کی کوشش نہ کی ہو۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عربوں کے دستور کے مطابق دونوں مقتولین کا خون بہا ادا کیا جائے گا اور یہ آپ نے ادا کیا اور ساتھ ہی صحابہ کی بھی بڑی سرزنش کی کہ تم نے یہ کیا غلط کام کیا۔ (شرح زرقانی علی مواہب اللدنیہ جلد 2 صفحہ 238 تا 241 سریہ امیر المومنین عبد اللہ بن جحش مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) اسی طرح ایک واقعہ ملتا ہے کہ ایک جنگ میں غلطی سے ایک عورت صحابہ کے ہاتھوں قتل ہو گئی۔ آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ صحابہ پر بڑے خفا ہوئے۔ اور روایت میں آتا ہے کہ آپ کے چہرہ پر اس وقت اتنے غصّے کے آثار تھے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے گئے۔ صحابہ نے کہا بھی کہ عورت غلطی سے ماری گئی ہے۔ لیکن اس کے غلطی سے مارے جانے کے باوجود آپ کو بڑی سخت تکلیف پہنچی کہ انصاف قائم نہیں ہوا۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب قتل الصبیان فی الحرب 3014)

تاریخ طبری کا درج ذیل اقتباس جو دراصل اس معاہدہ کا ایک جزء ہے جو حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں اہل ایلیا (قدس) کے ساتھ کیا گیا اس میں بھی مکمل عدل وانصاف کی تعلیم جھلکتی ہے:

''اللہ کے بندے عمر امیر المومنین نے قدس کے باشندوں کو امان دی، جان ومال کی امان، ان کے کلیساؤں اور صلیبوں اور دین کے تحفظ کی ضمانت، ان کے کلیساؤں میں کوئی دخل انداز نہیں ہوگا۔ نہ انہیں گرایا اور نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیب لی جائے گی، نہ ان کا کوئی مال چھینا جائے گا، نہ مذہب کے سلسلہ میں ان پر کوئی جبر کیا جائے گا، نہ ان میں سے کسی کو اذیت دی جائے گی، نہ ایلیا میں کوئی یہودی قیام کرے گا۔''

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۶۰۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت کو عدل وانصاف کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سورۃ اعراف کی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اسی بات کا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جنہیں ہم نے پیدا کیا ان میں سے ایسے لوگ بھی تھے جو حق کے ساتھ لوگوں کو ہدایت دیتے تھے اور اسی کے ذریعہ سے انصاف کرتے تھے۔

ہدایت دینے والے وہی ہمیشہ رہے ہیں جو حق وانصاف کی بات کرتے ہوئے پھر ہدایت دے رہے ہیں اور آج بھی ایسے لوگ کامیاب ہوں گے جو حق کے ساتھ ہدایت دینے والے ہیں اور انصاف قائم کرنے والے ہیں۔ جب انسان خود ہدایت پر قائم نہ ہو تو دوسروں کو کیا ہدایت دے گا۔ جب تک خود انسان انصاف پر قائم نہ ہو تو دوسروں کو کیا انصاف دے سکے گا۔

پس ہم نے اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد بیعت کو پورا کرنا ہے اور آپ کے مشن کی تکمیل کرنی ہے اور اسلام کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا ہے اور تبلیغ کا حق ادا کرنا ہے تو پھر اسی اصول کے مطابق تمام اعلیٰ اخلاق کو اپنانا ہوگا جو اسلام کی تعلیم ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں، جن کے بارے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ کرو۔ اگر ہماری گواہیاں حق اور انصاف کے مطابق نہیں ہیں، اگر ہمارے گھریلو اور معاشرتی تعلقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق نہیں ہیں، اگر ہمارے دل دشمنوں کے لئے بھی بغض اور کینوں سے پاک نہیں ہیں تو پھر ہماری تبلیغ حقیقی ہدایت پہنچانے والی تبلیغ نہیں ہوگی۔ ہماری حالتوں اور ہمارے انصاف کے معیاروں کو دیکھ کر غیر ہمیں کہیں گے کہ پہلے خود تو ہدایت پر عمل کرو۔ پہلے خود تو انصاف کو اپنے معاشرے میں لاگو کرو پھر ہمیں کہنا۔ پس بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہر احمدی کی ہے کہ اپنے عمل سے تبلیغ کے راستے کھولیں اور جو تبلیغ کے راستے ہمارے عمل سے کھلیں گے، جو لوگ اسلام سے ہمارے عمل کو دیکھتے ہوئے متعارف ہوں گے وہ اسلام کی خوبیوں کے معترف ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

(خطبہ جمعہ 10 رنومبر 2017ء)

M.F. STEELS & ALUMINIUM
Deals in All types of Aluminium chennels, Section & Steels, Pipes, Tubes, ACP, Sheet etc.
Sk. Muneer Ahmed
7008220172 9437147910
ahmedmuneersk@gmail.com
طالب دعا: شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

A. SAMSUL ALAM
A. ABDUL RAHIM

Dealers of Natural Precious & Semi-Precious Gemstones
TOONICE — DEALERS OF PRECIOUS & SEMI-PRECIOUS GEMSTONES
No. 100/59-A, 1st Floor, South Thaikkat Street Melapalayam, Tirunelveli-627005 Tamil Nadu, India
+91 9659389953 toonicegems@gmail.com
Al-Nida GEMS
No. 1/B3, 1st Floor Village Road Balaji Nagar Extension Puzhuthivakkam, Chennai-600091 Tamil Nadu, India
+91 9042150339 alnidagems@gmail.com
HG GEMS HANIYAHANA GEMS CO., LTD.
No. 191/16, Soi Puttha Osot Siphraya, Bangrak Bangkok - 10500 Thailand
+66 638751327 gemscertify22@gmail.com
طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

SAFOORA COLLECTION CENTER
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
Partap Nagar Qadian Pin 143516
Dist: Gurdaspur Punjab
WE ACCEPT ONLINE ORDER ALSO
INSTAGRAM
ALL KINDS OF LADIES GARMENTS AND KIDS PARTY WEAR & BURQA ALSO
Shabana Omer : +91-8699710284 / Omer Farooque: +91-7347608447

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف وکرم ہے بار بار
(المسیح الموعود)
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE
Prop. NASIR SHAH Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

اسلام میں مساوات کی تعلیم

(حافظ سید رسول نیاز، مربی سلسلہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

پوری دنیا میں 10 دسمبر کا دن انسانی حقوق کے طور پر منایا جاتا ہے۔ چونکہ ’’اعلامیۂ عالمگیر برائے انسانی حقوق‘‘ (Universal Declaration of Human Rights-UDHR) 10 دسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں منظور کیا گیا۔ اس میں 30 شقیں (Articles) ہیں، جو ہر انسان کے بنیادی حقوق اور آزادیوں کی ضمانت دیتی ہیں۔ لیکن اقوام متحدہ اپنے اصول وضوابط کو عمل کروانے میں ناکام ہورہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک میں انسانی حقوق کی پامالی کا سلسلہ جاری ہے اور آج بھی بے شمار انسان اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔ اگر اقوام متحدہ میں منظور شدہ شقوں پر غیر جانبدارانہ اور مساوی عمل نہ کیا گیا تو پھر اقوام متحدہ بھی ناکام ثابت ہوگی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’جنگِ عظیم اوّل کے اختتام کے بعد بعض ممالک کے راہنماؤں کی یہ خواہش تھی کہ مستقبل میں اچھے اور پُرامن بین الاقوامی تعلقات قائم ہوں۔ چنانچہ عالمی امن کے قیام کی ایک کوشش کے طور پر لیگ آف نیشنز قائم کی گئی۔ اس کا بنیادی مقصد دنیا میں امن قائم کرنا اور آئندہ جنگوں کو روکنا تھا۔ بدقسمتی سے اس لیگ کے اصول اور اس کی قراردادوں میں بعض نقائص اور خامیاں تھیں۔ چنانچہ وہ تمام اقوام کے حقوق کا صحیح رنگ میں مساویانہ تحفظ نہ کر سکے۔ اس عدم مساوات کا نتیجہ یہ نکلا کہ دیرپا امن قائم نہ ہوسکا۔ لیگ کی کوششیں ناکام ہو گئیں اور اس کے براہِ راست نتیجہ کے طور پر جنگ عظیم دوئم برپا ہوئی۔ اس کے بعد جو بے مثل تباہی اور بربادی ہوئی ہم سب اس سے آگاہ ہیں جس میں قریباً سات کروڑ پچاس لاکھ لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے جن میں ایک بڑی تعداد معصوم شہریوں کی تھی۔ یہ جنگ دُنیا کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہونی چاہیے تھی۔ اس کے نتیجہ میں ایسی پالیساں بنی چاہئیں تھیں جن کے ذریعہ انصاف کی بنیاد پر تمام فریقین کو ان کے جائز حقوق ملتے۔ اور اس طرح یہ تنظیم عالمی امن کے قیام کا ایک ذریعہ ثابت ہوتی۔ اس وقت کی حکومتوں نے بلا شبہ ایک حد تک قیام امن کی کوششیں کیں اور اس طرح اقوامِ متحدہ کی تشکیل عمل میں آئی۔ تاہم جلد ہی یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ اقوام متحدہ کا اعلیٰ اور بہت اہم بنیادی مقصد پورا نہ ہو سکا۔ درحقیقت آج بعض حکومتیں ایسے کھلے طور پر بیانات دیتی ہیں جن سے اس کی ناکامی ثابت ہوتی ہے۔‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ۔ خطاب 4 صفحہ 74 تا 75)

اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے چودہ سو سال سے قبل نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ تمام انسانوں کو بنیادی حقوق مساوی طور پر عطا کیے تھے۔

بعثتِ انبیاء کا اہم مقصد:

خالق حقیقی ابتدائے آفرینش سے انبیاء مبعوث فرماتا رہا ہے۔ جو بندوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے مخلوق کے ساتھ شفقت کی تعلیم وتربیت دیتے رہے۔ تاکہ معاشرہ میں موجود تمام طبقہ کے لوگوں کو مساوی حقوق حاصل ہوسکیں۔ یہ تب ہوگا جب لوگوں میں تہذیب، شائستگی، حوصلہ مندی، بردباری، ہمدردی، رواداری اور دیگر اعلیٰ اخلاق پیدا ہوں گے۔ چنانچہ دنیا کے سارے مذہبی پیشواؤں نے بیک زبان یہی درس دیا کہ سچ بولنا اچھا ہے، جھوٹ بولنا برا ہے، عدل وانصاف نیکی ہے اور ظلم و زیادتی برائی ہے، الفت ومحبت کے ساتھ باہم زندگی گزارنا انسانی شرافت ہے، ایک دوسرے سے نفرت وعداوت حیوانی خصلت ہے، صدقہ وخیرات نیکی ہے اور چوری ورہزنی بدی ہے وغیرہ۔ لیکن دینِ اسلام توسب سے اعلیٰ مقام ومرتبہ پر فائز ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ کہ میں بہترین اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

بلاشک آنحضرت ﷺ نے مکارم اخلاق کے بہترین نمونے قائم کئے اور ہر خلق کو اس کے معراج تک پہنچایا۔ تبھی خدائے رب عزوجل نے بھی قرآن کریم میں آپؐ کے اخلاق کی اس رنگ میں گواہی دی۔ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:5) یعنی اے نبی! یقیناً تُو عظیم الشان اخلاق پر قائم ہے۔ مکی دور کے آغاز میں حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنے بھائی کو نئے پیغمبر کے حالات وتعلیمات کی تحقیق کے لیے بھیجا تو انھوں نے واپس جا کر اس بارے میں اپنے بھائی کو جو اطلاع دی وہ یہ تھی ’’رَأَيْتُهٗ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ‘‘ میں نے انھیں دیکھا کہ وہ اچھے اخلاق کی لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اِک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوّت ہے اِسی سے آشکار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 144)

انسانی حقوق اور مساوات:

اسلام نے انسانی زندگی کے ہر اہم معاملہ اور اُس کی جزئیات کو اپنی تعلیم میں شامل کرکے نوع انسان پر بہت بڑا احسان فرماتے ہوئے سب کو یکساں حقوق عطا کئے ہیں۔ قرآن کریم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس نے معاشی، معاشرتی، تمدنی زندگی کے علاوہ انسان کی صلاحیتوں کے تحفظ اور اُن کی نشوونما کے احکامات دیتے ہوئے انسان کی جان، مال، عزت وآبرو کی حفاظت، انصاف، حکومت وسیاست، آزادیٔ ضمیر، عقائد، عبادت اور مذہب وتبلیغ کے متعلق بھی انسانی حقوق کو تفصیل سے بیان کردیا ہے۔ گویا قرآن کریم نے انسانی حقوق کو جس انتہائی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے کسی دوسری مذہبی کتاب نے اُس کا عشر عشیر بھی بیان نہیں کیا۔

موجودہ دَور میں دنیا مادی لحاظ سے ترقی کے بام عروج پر دکھائی دیتی ہے اور بظاہر انسانی حقوق کے متعلق بھی بہت سے قوانین نافذ کئے گئے ہیں۔ لیکن ان قوانین پر عمل درآمد کا بہت فقدان ہے۔ جس کی وجہ سے اکثر معاشروں میں معصوم طبقہ ظلم وستم کا شکار ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے تمام انسانی امتیازات کو پاش پاش کرکے ہر فرد واحد کو اُس کا مناسب حق دیا ہے۔ مساوات پر مبنی معاشرہ کے لیے میثاق مدینہ جیتی جاگتی مثال ہے۔ اسلامی تعلیم کی رُو سے تمام انسان ربّ العالمین کے بندے ہیں اور بحیثیت انسان سب برابر ہیں۔ کسی انسان کو کسی دوسرے انسان پر قوم، رنگ، نسل، خاندان، جنس، طبقہ، عقیدہ، مذہب، ملک اور تمدن کے لحاظ سے کوئی امتیاز حاصل نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مَا خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ (لقمان: 29) یعنی تمہاری پیدائش اور تمہارا دوبارہ اٹھایا جانا محض نفسِ واحدہ (کی پیدائش اور اٹھائے جانے) کے مشابہ ہے۔

اسلام سے قبل دَور جاہلیت میں رنگ ونسل اور خاندان وقبیلے کی بنیاد پر انسانوں کے درمیان بہت بڑی خلیج حائل تھی۔ قریش اور غیر قریش کو برابر نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اگر قریش کا کوئی آدمی کسی دوسرے قبیلے کے آدمی کا قتل کردیتا تو اس کے بدلے میں قریش کے آدمی کو قتل نہیں کیا جاتا تھا جبکہ اگر کوئی غیر قریشی ان کے کسی آدمی کو قتل کردیتا تو قصاص میں قتل کرنے والے قبیلے کے آدمی قتل کیے جاتے۔ عرب بحیثیت قوم بھی اپنے آپ کو دوسری

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

قوموں سے ممتاز اور نمایاں خیال کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ عرب دیگر دنیا سے زیادہ وسیع اللسان اور خوش بیان ہیں۔ اسی وجہ سے وہ باقی دنیا کو عجمی کہتے تھے یعنی وہ زبان و بیان میں اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

پیدائشی لحاظ سے تمام انسان برابر ہیں:

اسلام آیا تو اُس نے تمام انسانوں کو پیدائشی لحاظ سے مساوی اور برابر قرار دیا کیونکہ اُن کا خالق ایک ہے اور اُن کی پیدائش ایک ہی طریق پر ہوئی ہے۔ اس لیے پیدائشی لحاظ سے کسی کو کوئی فوقیت اور برتری نہیں ہوسکتی۔ کسی خاص خاندان، قبیلے یا قوم میں پیدا ہونے سے کوئی انسان پاک، ناپاک یا برتر نہیں ٹھہرایا جا سکتا بلکہ بحیثیت انسان اُن کی حیثیت یکساں اور مساوی ہی رہے گی۔ البتہ اگر کوئی فرق ہے تو وہ تقویٰ اور پرہیز گاری کے اعتبار سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات: 14) یعنی اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''اسلام، مقدس اسلام نے قوموں کی تمیز کو اُٹھا دیا جیسے وہ دنیا میں توحید کو زندہ اور قائم کرنا چاہتا تھا اور چاہتا ہے۔ اسی طرح ہر بات میں اس سے وحدت کی روح پھونکی اور تقویٰ پر ہی امتیاز رکھا۔ قومی تفریق پر جو نفرت اور حقارت پیدا کر کے شفقت علی خلق اللہ کے اصول کی دشمن ہو سکتی تھی اُسے دور کر دیا۔''

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 8)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''باجود اس کے کہ رنگ اور قومیتیں مختلف ہیں مگر سب انسان بہرحال ایک ہی ماں باپ کی نسل سے منسلک ہیں۔ رنگ اور نسل کی تفریق اُن کی برتری ظاہر کرنے کیلئے نہیں بلکہ ان کی پہچان کی خاطر ہے۔ اگر انسان دوسرے انسان پر برتری حاصل کرنا چاہتا ہے تو صرف تقویٰ کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ایک متقی انسان ہر دوسرے انسان کو اپنے برابر سمجھتا ہے۔ بلکہ جتنا زیادہ متقی ہوگا اپنے آپ کو اور بھی دوسرے سے کمتر سمجھے گا۔''

(عدل، احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ۔ صفحہ 230)

سچ تو یہ ہے کہ انسانوں کے درمیان مساوات کا قیام 10 دسمبر 1948ء کو نہیں بلکہ 9 اور 10 ذوالحجہ سن 10 ہجری میں عرفات اور منیٰ کے میدانوں میں عمل میں آیا۔ جب بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر تمام جاہلانہ رسموں کو یک سر ختم کرتے ہوئے انسانیت کے تحفظ کے لیے ایک ایسا ضابطۂ حیات پیش فرمایا جو عظمت انسانی کو چار چاند لگانے والا ہے۔ اُس منشور میں خاص طور پر پسماندہ طبقات کو اُس ذلت، پستی، ظلم، تشدد اور استحصال سے نجات دی گئی ہے جس کا وہ صدیوں سے شکار تھے۔ آپؐ نے کمزور طبقوں کو عزت و شرف کا مقام عطا فرمایا۔ تاریخ عالم میں پہلی مرتبہ ایک ایسا عالمی منشور پیش کیا گیا جو مساوات اور مؤاخات کے زرّیں اصولوں پر مبنی ہے۔ آپؐ نے اعلان فرمایا کہ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَ إِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ۔ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ ۔وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى۔ أَبَلَّغْتُ؟ قَالُوا بَلَّغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسند احمد بن حنبل۔ بحوالہ سیرت خاتم النبیین صفحہ 686) یعنی اے لوگو! تمہارا ربّ ایک ہے اور تمہارا باپ ایک تھا۔ پس ہوشیار ہو کر سن لو عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمیوں کو عربوں پر کوئی فضیلت ہے۔ اسی طرح سرخ وسفید رنگ والے لوگوں کو کالے رنگ والوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کالے لوگوں کو گوروں پر کوئی فضیلت ہے۔ ہاں جو بھی ان میں سے ذاتی نیکی سے آگے نکل جائے وہی افضل ہے۔ لوگو! بتاؤ کیا مَیں نے تمہیں خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے؟ سب نے عرض کیا۔ بیشک خدا کے رسول نے اپنی رسالت پہنچادی ہے۔

الغرض اسلام نے واشگاف الفاظ میں دنیا کو بتا دیا کہ قومی ونسلی تفریق کا مقصد باہمی معرفت و الفت کا حصول ہے، نہ کہ اجنبیت اور نفوذ کا موجب۔ اگر کسی کو کوئی شرف حاصل ہے تو وہ تقویٰ کی بنا پر ہے۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہونے کے لحاظ سے کسی انسان کو دوسرے انسان پر کیونکر فضیلت اور برتری ہو سکتی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے آدم کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا ہے جسے اُس نے تمام روئے زمین سے جمع فرمایا تھا۔ چنانچہ آدم کی اولاد اس مٹی کے لحاظ سے ہوئی ہے، کئی سرخ ہیں اور کئی سفید، کئی سیاہ ہیں اور کئی ان کے بین بین۔ کئی نرم خو ہیں اور کئی سخت طبیعت کے مالک ہوتے ہیں اور کئی اچھی اور عمدہ طبیعت والے۔

(سنن ابوداؤد کتاب السنن باب: فی القدر حدیث: 4693)

احسن الخالقین اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس نے جس طرح چاہا اپنی مخلوق کو تخلیق کیا اور اُن کو مختلف قسم کی خصوصیات عطا کر کے اپنے اپنے کام پر لگا دیا ہے۔ پس اُس کی تخلیق کی ہوئی ہر چیز اپنی خلق کے لحاظ سے بہترین ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ۔ (السجدۃ: 8) یعنی وہی جس نے ہر چیز کو جسے اس نے پیدا کیا بہت اچھا بنایا اور اس نے انسان کی پیدائش کا آغاز گیلی مٹی سے کیا۔

قوموں کا تفاخر اسلام میں قابل قبول نہیں:

پہلی قوموں اور مذاہب کے ماننے والوں میں یہ رواج تھا کہ وہ کسی خاص نسل یا عقیدے کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں سے برتر خیال کیا کرتے تھے۔ وہ ذات پات کی تقسیم کی بنا پر بعض کو بعض پر فوقیت دیتے تھے، ہندو مذہب کے ماننے والے اس کی اہم مثال ہیں جو آج تک ذات پات کے گرداب میں گرفتار ہیں۔ یہود و نصاریٰ بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ خدا کے بیٹے اور اُس کے محبوب ہیں۔ (المائدہ: 19) وہ اس دنیا میں ہی اپنے آپ کو برتر نہیں سمجھتے بلکہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُن کے سوا کوئی جنت کا حقدار نہیں جبکہ قرآن شریف نے ان کے اس غلط اور خود تراشیدہ عقیدے کی تردید فرمائی ہے (البقرہ: 112) اسلام کے مطابق دنیا میں پیدا ہونے والا ہر انسان معصوم اور بے گناہ ہوتا ہے اور اُسے فطرت صحیحہ کے ساتھ دنیا میں بھیجا جاتا ہے تا کہ اُس فطرت کو کام میں لاتے ہوئے وہ اچھے بُرے اور مفید و مضر کو پہچان لے اور اپنی عاقبت کی فکر میں لگ جائے۔ جیسا کہ فرمایا: فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ (الروم: 31) یعنی یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا۔

دین اسلام کی یہ خوبی ہے کہ اس نے انسانی مساوات کے ہر پہلو کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے تا کہ کسی انسان یا کسی قوم کی تحقیر یا اُس کا استحصال نہ ہو اور نہ ہی اُن میں کسی قسم کا احساس کمتری پیدا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے قوموں اور قبیلوں کو بے جا تفاخر سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (الحجرات: 12) یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔

روحانی ترقیات میں مساوات:

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ روحانی ترقیات کا دروازہ کسی خاص قوم کے لیے مخصوص نہیں بلکہ یہ ایک کھلی راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق جو چاہے اس راہ پر قدم مارے اور اللہ کی رضا و لقا اور کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: بَلٰي ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (البقرۃ: 113) یعنی نہیں نہیں، سچ یہ ہے کہ جو بھی اپنا آپ خدا کے سپرد کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اس کا اجر اس کے ربّ کے پاس ہے۔ اور اُن (لوگوں) پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اسلامی تعلیم کی رُو سے جو انسان اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والا اور مناسب حال عمل کرنے والا ہو اُسے غمگین ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اُسے اعمال کا بہترین بدلہ دیا جائے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا

وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (المائدۃ: 70) یعنی یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صابی اور نصرانی جو بھی اللہ پر ایمان لایا اور یوم آخر پر اور نیک عمل بجا لایا اُن پر کوئی خوف نہیں اور وہ کوئی غم نہیں کریں گے۔

غلاموں کے ساتھ حسن سلوک مساوات کی اعلیٰ مثال:

اسلام نے غلاموں کی آزادی کی طرف خاص توجہ دلائی ہے اور اسے نیک عمل قرار دیا ہے۔ ونکہ آزادی بہت بڑی نعمت ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو آزاد پیدا کیا ہے۔ اسلام سے قبل دنیا میں انسان کی شخصی آزادی کو سلب کرنے کا عام رواج تھا۔ دنیا کی دیگر علاقوں کی طرح عرب میں بھی انسانوں کو غلام بنا نے کا عام رواج تھا، غلامی کو نہ صرف پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا بلکہ جس شخص کے پاس جس قدر زیادہ غلام ہوتے وہ اتنا ہی زیادہ معزز سمجھا جاتا۔ اسلام نے ہر شخص کی انفرادی آزادی کا اعلان کرتے ہوئے گردنوں کو آزاد کروانے والوں کے لیے اجرو ثواب کا اعلان کیا تا کہ اُس کے ماننے والے جلد جلد اس بری رسم سے باہر نکل آئیں۔ خونریز جنگ کے سوکسی اور صورت میں قیدی نہ بنانے کی ہدایت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (الانفال:68) یعنی کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ زمین میں خونریز جنگ کئے بغیر قیدی بنائے۔ تم دنیا کی متاع چاہتے ہو جبکہ اللہ آخرت پسند کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’اصل آزادی انبیاء کے ذریعہ سے ہی ملتی نظر آتی ہے اور سب سے بڑھ کر ہمارے سامنے جو آزادی کا سورج ہے، جس کی کرنیں دور دور تک پھیلی ہوئی اور ہر قسم کی آزادی کا احاطہ کئے ہوئے ہیں، وہ آنحضرتؐ کی ذات ہے جنہوں نے ظاہری غلامی سے بھی آزادی دلوائی اور مختلف قسم کے طوق جو انسان نے اپنی گردن میں ڈالے ہوئے تھے، اُن سے بھی آزاد کروایا۔ بلکہ آپؐ کے ساتھ حقیقی رنگ میں جڑنے سے آج بھی آپؐ کی ذات آزادی دلوانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کے خطاب سے نوازا تو آپؐ کی خاتمیت تمام دینی و دنیاوی حالات کا احاطہ کرتے ہوئے اُس پر مہر ثبت کرگئی۔ پس اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ کی گواہی اور اعلان کے بعد کسی سعید فطرت کے ذہن میں یہ شک پیدا بھی نہیں ہوسکتا کہ صرف اور صرف مُہرِ محمدی ہی ہے جو تمام قسم کے کمالات پر مہر ثبت کرنے والی اور ان کمالات کی انتہا آپ کی ذات میں ہی پوری ہوتی ہے۔ پس جب ہر کام اور ہر معاملے کی انتہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو کسی بھی رنگ میں آزادی دلوانے کے کمالات بھی آپؐ کی ذات سے ہی پورے ہونے تھے اور ہوئے ......اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک جگہ فرماتا ہے۔ فَكُّ رَقَبَةٍ (سورۃ البلد: 14) گردن چھڑانا۔ یا اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ غلام کو آزاد کرنا یا آزادی میں مدد کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:......وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ (البقرۃ:178) اور مال دے اُس کی محبت رکھتے ہوئے، اقرباء کو، اور یتامیٰ کو اور مساکین کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے آزاد کرنے کے لئے، یعنی غلاموں کے آزاد کروانے کے لئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2011ء)

پھر حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ فرماتے تھے کہ جو کوئی مسلمان غلام آزاد کرے گا، اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ سے کُلّی نجات عطا کرے گا۔ (صحیح بخاری کتاب کفارات الایمان۔ حدیث: 6715)

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہتی ہیں: نبی کریمؐ نے سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔

(صحیح البخاری کتاب العتق۔ حدیث:2519)

چنانچہ صرف خسوف وکسوف، زلازل، قحط اور دیگر مواقع پر غلاموں کی آزادی کی تحریکات سے سینکڑوں، ہزاروں غلام اور لونڈیاں آزاد ہوئیں۔ رسول کریمؐ کا دردمند دل نبوت سے پہلے بھی غلامی کو سخت ناپسند کرتا تھا۔ حضرت خدیجہؓ سے شادی کے بعد جو غلام آپؐ کو ملے آپؐ نے اُن سب کو آزاد کر دیا۔ اُن میں ایک غلام حضرت زید بن حارثہؓ تھے، اُن کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا اور ان کے ساتھ ایسا شفقت آمیز سلوک فرمایا کہ جب اُن کے حقیقی والدین اُنہیں لینے کے لیے مکہ آئے تو زیدؓ نے رسول کریمؐ کے حسن سلوک کی وجہ سے اُن کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد نمبر 2۔ زید بن حارثہ صفحہ 141 تا 142۔ دار الفکر بیروت 2003ء)

پس بانی اسلامؐ نے بتدریج انسان کو انسان کی قید سے آزاد کرنے کا ایسا مناسب اور معقول انتظام فرمایا کہ نہ صرف لاکھوں لوگوں کو آزادی جیسی نعمت نصیب ہوئی بلکہ اسلام میں غلامی کا ہمیشہ ہمیش کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’مختلف موقعوں پر غلاموں کی آزادی کا جو ذکر ہے یہ اس لئے ہے کہ اسلام آہستہ آہستہ غلامی کے سلسلہ کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ اُس زمانے میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یا آپ سے پہلے کا زمانہ تھا، غلام رکھنے کا عام رواج تھا۔ اسلام نے آکر اس غلامی کے طریق کو ختم کرنے کے لئے مختلف موقعوں پر زور دیا ہے ......ایک روایت اسماء بنت ابی بکر سے ہے کہ آنحضرتؐ مسلمانوں کو فرمایا کرتے تھے کہ سورج گرہن کے موقع پر بھی غلام آزاد کیا کرو۔ (بخاری کتاب العتق باب ما یستحب من العتاقۃ فی الکسوف والا یات حدیث نمبر 2520) یعنی جو صاحبِ حیثیت ہیں جن کو توفیق ہے وہ ایسا ضرور کریں۔ پھر غلام کی عزت اور اُس کے حق کی آپ نے اس طرح بھی حفاظت فرمائی کہ ایک روایت میں آتا ہے۔ سات بھائی تھے اور اُن کے پاس ایک مشترک غلام تھا۔ ایک موقع پر ایک بھائی کو غلام پر غصہ آیا تو اُس نے اُس کو غصے میں زور سے ایک طمانچہ مار دیا، چپیڑ مار دی۔ آنحضرتؐ کے علم میں جب یہ بات آئی تو آپؐ نے فرمایا: اس غلام کو آزاد کرو۔ (مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ الممالیك و كفارة من لطم عبده حدیث: 4304)۔ تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس غلام کو رکھو کیونکہ تمہیں غلام سے حسنِ سلوک ہی نہیں کرنا آتا......حضرت عثمانؓ بن عفان کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے ایک ہی موقع پر بیس ہزار غلام آزاد کئے اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے کئے۔ جن کو جتنی جتنی توفیق تھی انہوں نے اتنے کئے۔ بعضوں نے درجنوں کئے اور بعضوں نے ہزاروں کیے۔ جن کے پاس کام کاج کے لیے بھی غلام تھے اُنہیں بھی اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ان سے بھائیوں جیسا سلوک کرو، جو خود پہنو، اُنہیں پہناؤ، جو خود کھاؤ، اُنہیں کھلاؤ۔‘‘

(خطبہ جمعہ: 25 نومبر 2011ء)

اسلام کے ابتدائی دَور میں مجبوراً اور دفاع کی خاطر لڑی گئی جنگوں میں بھی رسول کریمؐ نے جنگی قیدیوں کے متعلق نہایت نرمی کا طریق اختیار فرمایا اور جنگی قیدیوں کو احسان کے طور پر یا فدیہ لے کر آزادی دے دی گئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً (محمد: 5) یعنی پھر بعد ازاں احسان کے طور پر یا فدیہ لے کر آزاد کرنا۔

تاریخ اسلام میں قیدیوں کے ساتھ حسن واحسان کے بے شمار واقعات درج ہیں۔ جنگ بدر کے کچھ قیدیوں نے مسلمانوں کے بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیا تو اُنہیں آزادی کا پروانہ تھما دیا گیا۔ رسول کریمؐ نے حضرت جویریہؓ سے شادی کرلی تو صحابہؓ نے قبیلہ بنو مصطلق کے ایک سو گھرانوں کو اس لیے آزاد کر دیا کہ وہ نبی کریمؐ کے سسرالی ہیں۔ (سنن ابوداؤد کتاب العتق) آپؐ نے بعض دفعہ ایک ہی وقت میں ہزاروں جنگی قدیوں کو آزاد کر کے حسن واحسان کا اعلیٰ نمونہ قائم فرما دیا۔ چنانچہ غزوہ حنین میں بنو ہوازن کے چھ ہزار قیدیوں کو اُن کے عزیز و اقارب کی درخواست پر بلا معاوضہ آزاد کر دیا۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ حنین)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اسلام اس بات کا حامی نہیں کہ کافروں کے قیدی غلام اور لونڈیاں بنائی جائیں بلکہ غلام آزاد کرنے کے بارہ میں اس قدر قرآن شریف میں تاکید ہے کہ جس سے بڑھ کر متصور نہیں۔ غرض ابتداء غلام لونڈی بنانے کی کافروں سے شروع ہوئی اور اسلام میں بطور سزا کے یہ حکم جاری ہوا اور اس میں بھی

آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی۔''
(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 254 تا 255)

ایک ایسا معاشرہ جہاں غلاموں کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا آنحضورؐ کی لائی ہوئی تعلیم اور عملی نمونے کی قوت قدسیہ کی برکت سے ایسا پاکیزہ انقلاب برپا ہوا کہ آقا اور غلام بھائی بھائی بن گئے۔ آپؐ نے غلاموں کے بارے میں حکم دیا کہ جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ، جو خود کھاؤ ان کو بھی کھلاؤ اور اُن سے سخت کام نہ لو بلکہ سخت کاموں میں اُن کی مدد کیا کرو۔ چنانچہ جاں نثار صحابہؓ نے اس ارشاد پر دل و جان سے عمل کیا اور اس کی غیر معمولی عملی مثالیں قائم کیں۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

حضرت ابوذر غفاریؓ کو کسی نے دیکھا کہ وہ ایک نیا کپڑوں کا جوڑا پہنے تھے اور ان کا غلام بھی ویسا ہی نیا جوڑا پہنے ہوئے تھا، تو ہم نے اس کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے ایک شخص کو گالی دی تھی تو اس نے نبی کریمؐ سے میری شکایت کردی۔ نبی کریمؐ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم نے اس کو اس کی ماں کا طعنہ دیا ہے؟ پھر آپؐ نے فرمایا: تمہارے بھائی ہی تمہارے نوکر چاکر ہوتے ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ اس لیے جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو چاہیے کہ وہ اس کو اسی کھانے سے کھلائے جو وہ خود کھاتا ہو اور اسی کپڑے سے پہنائے جو وہ خود پہنتا ہو اور تم ان کو ایسے کاموں کی تکلیف نہ دیا کرو جو انہیں نڈھال کردیں اور اگر تم ان کو ایسے کاموں کی تکلیف دو جو اُن پر گراں ہوں تو ایسے کاموں میں ان کو مدد دیا کرو۔
(صحیح البخاری کتاب العتق حدیث: 2545)

پھر آپؐ نے تاکید فرمائی کہ خادم یا غلام کھانا لائے تو اُسے بھی ساتھ بٹھا کر اس میں سے کھلاؤ اگر وہ نہ مانے تو کچھ کھانا ہی دے دو کہ اس نے کھانا تیار کرتے ہوئے گرمی اور دھواں کھایا ہے۔
(ابن ماجہ کتاب الاطعمة باب اذا اتاہ خادمہ لطعامہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''کہتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چائے کی پیالی لایا۔ جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپؓ کے سر پر گر پڑی۔ آپ نے تکلیف محسوس کر کے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا۔ غلام نے آہستہ سے پڑھا۔ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ۔ یہ سن کر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا كَظَمْتُ۔ غلام نے پھر کہا وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ۔ کظم میں انسان غصہ دبا لیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا ہے۔ مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی۔ اس لئے عفو کی شرط لگادی ہے۔ آپؓ نے کہا کہ میں نے عفو کیا۔ پھر پڑھا: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (آل عمران: 135) محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا۔ جا آزاد بھی کیا۔ راستبازوں کے نمونے ایسے ہیں کہ چائے کی پیالی گرا کر آزاد ہوا۔ اب بتاؤ کہ یہ نمونہ اصول کی عمدگی ہی سے پیدا ہوا۔''
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 115، ایڈیشن 2003ء)

آنحضرتؐ نے معاشرے کے اس مظلوم ترین طبقے کو صرف غلامی سے ہی نجات نہیں دلائی بلکہ غلاموں کی عزت نفس کو بھی بحال فرمادیا۔ حضرت ابوہریرہؓ مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے غلام کو اے میرے غلام، اے میری لونڈی کہہ کر نہ پکارے بلکہ یہ کہے: اے نوجوان لڑکے یا اے نوجوان لڑکی یا کہے: اے میرے بچے!
(صحیح البخاری کتاب العتق، حدیث: 2552)

آنحضرتؐ نے اس موقع پر اپنے اس جاں نثار خادم کو کفار مکہ کی طرف سے دی جانے والی جان لیوا اذیتوں کو یاد رکھا اور یہ اعلان کروایا کہ آج جو بلال حبشی کے جھنڈے کے نیچے آجائے گا اُسے امان دی جائے گی۔
(سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 97)

رسول کریمؐ اور دیگر صحابہ کرامؓ کی طرح حضرت عمرؓ کو بھی حضرت بلالؓ سے ان سے بے حد محبت تھی۔ جب حضرت بلالؓ فوت ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: آج مسلمانوں کا سردار گذر گیا۔ یہ ایک غریب حبشی غلام کے متعلق بادشاہِ وقت کا قول تھا۔ (سیرت خاتم النبیین صفحہ 124 تا 125) روایات میں یہ ذکر بھی ملتا ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب کبھی حضرت بلالؓ ملاقات کی غرض سے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت عمرؓ ان کا پرجوش استقبال کرتے اور اُن سے فرماتے: اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا یعنی اے بلالؓ! آپؓ ہمارے بھائی ہیں اور ہمارے سردار ہیں۔

اسلامی مساوات کی ایک اور زندہ جاوید مثال حضرت زید بن حارثہؓ اور اُن کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ دونوں باپ بیٹے نہ صرف آنحضرتؐ کی بے انتہا شفقتوں کا مورد بنتے رہے بلکہ صحابہؓ بھی ان کے ساتھ خاص محبت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ حضرت اسامہؓ، نبی کریمؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ کے بیٹے تھے جنہیں رسول اللہؐ اپنے بچوں کی طرح پیار کرتے اور ان کی ناز برداری فرمایا کرتے۔ آنحضورؐ نے اپنی وفات سے چند روز پہلے جو آخری لشکر تیار فرمایا۔ اُس کا امیر آپؐ نے حضرت اسامہؓ کو مقرر فرمایا حالانکہ اس وقت اُن کی عمر صرف 17 سال تھی جبکہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اُس لشکر کا حصہ تھے جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل تھے۔ رسول کریمؐ کے وصال کے بعد بھی صحابہؓ حضرت اسامہؓ کو امیر کہہ کر پکارا کرتے تھے کیونکہ رسول اللہؐ نے انہیں امیر لشکر مقرر فرمایا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ ان کو رسول اللہؐ نے امیر مقرر فرمایا ہے۔
(المستدرک کِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ حدیث: 6533)

حضرت سلمان فارسیؓ اسلامی دنیا میں نہایت اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ نبی کریمؐ کے مشورہ سے مکاتبت کے ذریعہ آپ کو مدینہ کے ایک یہودی کی غلامی سے آزادی نصیب ہوئی آنحضرتؐ نے آپؓ کو اہل بیت میں سے قرار دیا۔ جب سورۃ جمعہ کا نزول ہوا تو صحابہ کرامؓ نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ (الجمعة: 4) سے کونسا گروہ مراد ہے؟ اس پر رسول اللہؐ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ أَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔ یعنی اگر ایمان ثریا ستارے کی بلندی پر بھی چلا گیا تو سلمان کی قوم سے ایک مرد یا کچھ لوگ اسے واپس زمین پر اُتار لائیں گے۔
(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

انسانی مساوات کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوسکتی ہے کہ ہر سال حج کے موقع پر مختلف رنگ و نسل اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگ سفید لباس زیب تن کر کے ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں اور لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کے نعروں سے اپنے قلب و روح کو گرماتے ہیں۔ حج کے علاوہ عمرہ کے دوران اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا یہی عمل سارا سال جاری رہتا ہے۔ اسلامی نماز بھی اسلامی اخوت و محبت اور انسانی مساوات کی بہترین مثال ہے جو پانچ وقت باجماعت ادا کی جاتی ہیں جہاں شاہ و گدا ہر قسم کے امتیازات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک صف میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور اپنے ربّ کے حضور قیام اور رکوع و سجود کرتے ہیں۔

تمام انسانوں کی جان کی حفاظت میں مساوات:

اسلام میں انسانی زندگی کی بقاء، اس کی تمدنی ضرورتوں اور امن و سکون کا خاص خیال رکھا گیا ہے تا کہ کامل یکسوئی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے اُس کی تمام تر توجہ اپنے خالق و مالک کی طرف لگی رہے۔ جس طرح ایک انسان کو زندہ رہنے کا حق ہے بالکل اسی طرح اُس کی جان کا تحفظ بھی اُس کا بنیادی حق ہے۔ اسلامی تعلیم کی رُو سے ایک بے گناہ انسان کا قتل، پوری انسانیت کے قتل اور ایک انسان کو ناحق قتل سے بچالینا، پوری انسانیت کو بچانے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۖ وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا (المائدة: 33) یعنی جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ اور جس نے اُسے زندہ رکھا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کی ایک علامت یہ بیان کی ہے کہ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ (الفرقان: 69) یعنی اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ نے حرمت بخشی ہو ناحق قتل نہیں کرتے۔

قرآن شریف نے صرف حکومت وقت کو اُس شخص کے قتل کی اجازت دی ہے جو دوسرے لوگوں کو قتل کرے یا بغاوت اور فتنہ و فساد برپا کر کے انسانی زندگیوں کو خطرے میں

ڈالے یا جارحانہ جنگ کے ذریعہ انسانی زندگیاں ختم کرنے کی کوشش کرے۔ پس ایسا شخص اپنے ناجائز فعل سے خود اپنے آپ کو جینے کے حق سے محروم کر لیتا ہے۔ اسلام کی نظر میں کسی بے قصور جان کا تلف کرنا بڑے جرائم میں شمار ہوتا ہے۔ اسلام نے جہاں تمام انسانی جانوں کو تحفظ دیا ہے وہیں مسلمانوں کو خاص طور پر ایک دوسرے کے ناحق قتل سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (النساء: 94) یعنی اور جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے۔ وہ اس میں بہت لمبا عرصہ رہنے والا ہے۔ اور اللہ اس پر غضبناک ہوا اور اس پر لعنت کی، اور اس نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حریت ضمیر و مذہب اسلامی مساوات کی روشنی میں:

اسلام نے انسانی مساوات کا علم بلند کرتے ہوئے ہر انسان کو یہ حق دیا ہے کہ وہ جس مذہب اور عقیدہ کو چاہے اختیار کرے، اُس پر عمل کرے اور اسے دوسروں میں پھیلائے۔ اسلامی تعلیم کی رُو سے دنیا کے کسی انسان، انجمن یا اسمبلی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی انسان یا کسی جماعت کو اُس کے اس بنیادی حق سے محروم کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ہر انسان کو مذہبی آزادی کا حق دیتے ہوئے یہ اعلان فرمایا ہے کہ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف: 30) یعنی اور کہہ دے کہ حق وہی ہے جو تمہارے ربّ کی طرف سے ہو۔ پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کر دے۔

مذہب کے نام پر انبیاء کی جماعتوں کو ہمیشہ ظلم کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ دوسری طرف مذاہب نے ہمیشہ مساوات، امن وسلامتی اور رواداری کی تعلیم دی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''غلامی سے آزادی اور آزادیٔ مذہب وضمیر ایک بہت بڑی نعمت ہے...... اگر مذاہب کی تاریخ پر ہم نظر ڈالیں تو بانیانِ مذاہب یا انبیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں جن اہم کاموں کے لئے آتے ہیں اُن میں سے ایک بہت بڑا اور اہم کام آزادی ہے۔ چاہے وہ ظالم بادشاہوں اور فرعونوں کی غلامی سے آزادی ہو یا مذہب کے بگڑنے کی وجہ سے یا مذہب کے نام پر مذہب کے نام نہاد ٹھیکیداروں کے اپنے مفادات کی خاطر رسم ورواج یا مذہبی رسومات کے طوق گردنوں میں ڈالنے کی غلامی سے آزادی ہو۔ ہر قسم کی غلامی سے رہائی انبیاء کے ذریعہ ہوتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ: 25 نومبر 2011ء)

قرآن شریف نے ہر انسان کو مذہبی آزادی کی نوید سناتے ہوئے یہ اعلان عام فرمایا ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرۃ: 257) یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں۔

''جنگ کا جو حکم تمہیں دیا گیا ہے اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے جبر کرنا جائز ہو گیا ہے بلکہ جنگ کا یہ حکم محض دشمن کے شر سے بچنے اور اس کے مفاسد کو دور کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ اگر اسلام میں جبر جائز ہوتا تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ قرآن کریم ایک طرف تو مسلمانوں کو لڑائی کا حکم دیتا اور دوسری طرف اسی سورۃ میں یہ فرما دیتا کہ دین کے لئے جبر نہ کرو۔ کیا اس کا واضح الفاظ میں یہ مطلب نہیں کہ اسلام دین کے معاملہ میں دوسروں پر جبر کرنا کسی صورت میں بھی جائز قرار نہیں دیتا؟ پس یہ آیت دین کے معاملہ میں ہر قسم کے جبر کو نہ صرف ناجائز قرار دیتی ہے بلکہ جس مقام پر یہ آیت واقع ہے اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام جبر کے بالکل خلاف ہے۔ پس عیسائی مستشرقین کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ غیر مذاہب والوں کو اسلام میں داخل کرنے کا حکم دیتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی وہ سب سے پہلا مذہب ہے جس نے دنیا کے سامنے یہ تعلیم پیش کی کہ مذہب کے معاملہ میں ہر شخص کو آزادی حاصل ہے اور دین کے بارہ میں کسی پر کوئی جبر نہیں۔''

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 444-ایڈیشن 2023ء)

انسان کی عزت نفس میں مساوات کی تعلیم:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (التین: 5) یعنی یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ارتقائی حالت میں پیدا کیا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عزت و تکریم بخشی ہے اور اسے دیگر مخلوقات میں ممتاز مقام عطا فرمایا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان روحانی وجسمانی ترقی کی منازل طے کر کے ایک بلند مقام حاصل کر لے۔ اسی لیے اُس نے انسان کو دوسری مخلوقات کی نسبت عزت وشرف کا مقام عطا فرمایا ہے اور اس کی تخلیق میں ترقی کرنے اور روحانی مدارج حاصل کرنے کی صلاحیت رکھ دی ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (بنی اسرائیل: 71) یعنی اور یقیناً ہم نے ابنائے آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی اور تَری میں سواری عطا کی اور انہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا اور اکثر چیزوں پر جو ہم نے پیدا کیں انہیں بہت فضیلت بخشی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''اس میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو عزت بخشی ہے نہ کہ خاص اقوام کو۔ پس قوموں کو ایک دوسرے پر تفاخر نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے یہود اور قریش کو نصیحت کی ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے معزز سمجھتے تھے۔ اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اک قوم کو عزت دی ہے۔ مگر بعض اقوام اس عزت سے فائدہ نہیں اٹھاتیں اور خدا تعالیٰ کے کھولے ہوئے راستوں کو اپنے لئے بند کر لیتی ہیں۔ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کہہ کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ سمندر اور خشکی کو یکساں طور پر اللہ تعالیٰ نے انسانی ترقی کے لئے مقرر کیا ہے۔ پس اگر کوئی قوم عزت حاصل کرنا چاہے تو اسے یکساں طور پر دونوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 391-ایڈیشن 2023ء)

کوئی انسان خواہ وہ کسی بھی طبقے یا معاشرے سے تعلق رکھتا ہو، وہ امیر ہو یا غریب اُسے اپنی عزت بہت پیاری ہوتی ہے۔ اگر بلاوجہ اُس کی عزت کو مجروح کیا جائے تو وہ لڑائی جھگڑے پر اُتر جاتا ہے۔ جس سے معاشرے کا امن برباد ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر انسان کے جذبات، احساسات اور خواہشات کا احترام ضروری ہے۔ ہر ایک کو مساوی مواقع ملنا چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

''اسلام کہتا ہے کہ امیر یا غریب خدا کا بندہ ہے...... جتنا حق ایک غریب ذہین بچے کا ہے کہ اس کی قوتوں کو نشوونما کے کمال تک پہنچا دیا جائے اتنا ہی حق ایک امیر گھرانے میں پیدا ہونے والے ذہین بچے کا ہے۔''

(خطابات ناصر جلد 1 صفحہ 501)

غیروں کا اعتراف:

اسلام اور قرآن کریم کی ان تعلیمات کو آنحضرت ﷺ نے عمل کر کے اور اپنے صحابہؓ کے ذریعہ عمل کروا کر رہتی دنیا تک کیلئے نہ صرف عوام بلکہ حکام کے لیے بھی اسوۂ حسنہ قائم فرمایا ہے۔ جس کا اعتراف غیروں نے بھی کیا ہے۔ اطالوی مستشرقہ پروفیسر ڈاکٹر وگلیری نے اسلامی رواداری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

'' پیغمبر اسلام اور خلفاء کے طریق کو قانون کا درجہ حاصل ہو گیا اور ہم حتماً بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام نے مذہبی رواداری کی تلقین پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ رواداری کو مذہبی قانون کا لازمی حصہ بنا دیا۔ مفتوحین کے ساتھ معاہدہ کرنے کے بعد مسلمانوں نے ان کی مذہبی آزادی میں دخل نہیں دیا اور نہ تبدیلی مذہب کے لئے کوئی سختی کی۔''

(An Interpretation of Islam-Page 14 بحوالہ اسوۂ انسان کامل: صفحہ 516)

جناب کونسٹن ورجیل جارجیو (وزیر خارجہ رومانیہ) نے اپنی کتاب ''محمدؐ'' میں رسول اللہ ﷺ کے انقلاب کو دنیا کا عظیم ترین انقلاب قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''عربستان میں جو انقلاب حضرت محمدؐ برپا کرنا چاہتے تھے وہ انقلاب فرانس سے کہیں بڑا تھا۔ انقلاب فرانس فرانسیسیوں کے درمیان مساوات پیدا نہ کر سکا مگر پیغمبر اسلام کے لائے ہوئے انقلاب نے مسلمانوں کے درمیان مساوات قائم کر دی اور ہر قسم کے خاندانی طبقاتی اور مادی امتیازات کو مٹا دیا۔''

(بحوالہ پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں، صفحہ 153)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''اُس زمانہ جاہلیت میں جبکہ نصف

دنیا پر اخلاقی اور تمدنی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ آنحضرتؐ نے وہ اُصول تمام بنی آدم کی مساوات کی تعلیم فرمائے۔ جن کی قدر اَور مذہبوں میں بہت کم کی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ لائق مؤرخ (ہالم صاحب) … لکھتا ہے کہ ’’دین اسلام بندگانِ خدا پر عرض کیا گیا مگر کبھی ان سے جبراً نہیں قبول کرایا گیا۔ اور جس شخص نے اس دین کو بطیب خاطر قبول کیا۔ اس کو وہی حقوق بخشے گئے۔ جو قوم فاتح کے تھے۔ اور اس دین نے مغلوب قوموں کو ان شرائط سے بری کر دیا۔ جو ابتدائے خلقتِ عالم سے پیغمبر اسلام کے زمانہ تک ہر ایک فاتح نے مفتوحین پر قائم کئے تھے۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 75)

حرفِ آخر:

آج اہل یورپ دکھاوے کے لیے دنیا کو مساوات کی تعلیم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ سب کو برابر سمجھتے ہیں۔ ان میں ذات پات اور اونچ نیچ کی کوئی قید نہیں لیکن ان کا عمل دیکھا جائے تو علم، حکمت، تدبر اور حکومت کے ذریعے سے محکوموں کا خون چوستے ہیں۔

یہ علم ، یہ حکمت ، یہ تدبر ، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیمِ مساوات

صرف اسلامی تعلیمات میں دنیا کے تمام انسانوں کے لیے یکساں اور مساوی حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ ان تعلیمات کا مقابلہ نہ دنیا کی کوئی مذہبی کتاب کرسکتی ہے اور نہ دنیا کا کوئی قانون کرسکتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام کو وسطی اور خیر امت کا خطاب نصیب ہوا ہے۔

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

متحدہ امریکہ کے کیپٹل ہِل واشنگٹن ڈی سی میں مؤرخہ 27 جون 2012ء کو اپنے تاریخی خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’آج ہم طاقتور اور کمزور اقوام کے مابین فرق اور تقسیم دیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر اقوام متحدہ میں ہمیں نظر آتا ہے کہ بعض ممالک کے مابین ایک امتیاز رَوا رَکھا جاتا ہے۔ چنانچہ سیکورٹی کونسل میں بعض مستقل ممبر ہیں اور بعض غیر مستقل ممبر ہیں۔ یہ تقسیم ایک اندرونی بے چینی اور بے اطمینانی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ ایسی رپورٹس مسلسل ملتی رہتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ممالک اس عدم مساوات پر احتجاج کرتے رہتے ہیں۔ اسلام ہر معاملہ میں کامل عدل اور مساوات کا درس دیتا ہے۔‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ۔ خطاب 4 صفحہ 75 تا 76)

اللہ تعالیٰ نے انسانی مساوات کا لازوال عظیم الشان پیغام رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے دنیا کو عطا فرمایا ہے۔ آج ساری دنیا میں حائل نفرت کی دیواریں پاش پاش ہوکر تمام انسان آپس میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار بنتے ہوئے امن سلامتی والی پرسکون کامیاب زندگی گزارنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم سب اس تعلیم پر خود بھی عمل کریں اور ساری دنیا میں پھیلائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکتے ہیں جب ہم اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے ہر طرف اعلیٰ اخلاق دکھانے کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ جب ہم اپنے محلے اور شہر اور اپنے ملک میں اعمال صالحہ کی وجہ سے اسلام کی خوبصورتی دکھانے والے بنیں۔ ہر قسم کے فسادوں، جھگڑوں، چغلی کرنے کی عادتوں، دوسروں کی تحقیر کرنے، رحم سے عاری ہونے، احسان کر کے پھر جتانے والے لوگوں میں شامل نہ ہوں بلکہ ان چیزوں سے بچنے والے ہوں اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ قرآن کریم بار بار ہمیں اعلیٰ اخلاق کو اپنانے اور نیک اعمال بجالانے کی تلقین فرماتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ: 19 ستمبر 2014ء)

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پرواہ نہ کر

(کلامِ محمود)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

……☆……☆……☆……

بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں

(منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں	ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں
میں اپنے سیاہ خانۂ دل کی خاطر	وفاؤں کے خالق !وفا چاہتا ہوں
جو پھر سے ہرا کردے ہر خشک پودا	چمن کے لیے وہ صبا چاہتا ہوں
مجھے بیر ہرگز نہیں ہے کسی سے	میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں
وہی خاک جس سے بنا میرا پتلا	میں اس خاک کو دیکھنا چاہتا ہوں
نکالا مجھے جس نے میرے چمن سے	میں اس کا بھی دل سے بھلا چاہتا ہوں
مرے بال و پر میں وہ ہمت ہے پیدا	کہ لے کر قفس کو اڑا چاہتا ہوں
کبھی جس کو رشیوں نے منہ سے لگایا	وہی جام اب میں پیا چاہتا ہوں
رقیبوں کو آرام وراحت کی خواہش	مگر میں تو کرب و بلا چاہتا ہوں
دکھائے جو ہر دم ترا حسن مجھ کو	مری جاں !میں وہ آئنہ چاہتا ہوں

(رسالہ مصباح۔ ماہ جنوری 1951ء)

Love for All Hatred for None
99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)

ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر

KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS
طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)
RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO,
Andheri West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تصنیف لطیف ’’پیغام صلح‘‘ کی روشنی میں قومی یکجہتی کی تجاویز

(سیّد طفیل احمد شہباز مربی سلسلہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

کسی بھی ملک وملت کے استحکام اور ترقی کی بنیادی شرط، قومی یکجہتی کا فروغ ہے۔ جہاں قوم کے مختلف طبقات، مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے افراد باہم اتفاق، رواداری اور ہمدردی کے ساتھ رہتے ہیں، وہاں امن، خوشحالی اور ترقی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ برصغیر ہندو پاک ایک ایسا خطہ ہے جہاں مختلف مذاہب، ثقافتوں اور اقوام کی موجودگی اس بات کی متقاضی ہے کہ قومی اتحاد و یگانگت کو فروغ دیا جائے۔ ایسے ماحول میں جبکہ مذہبی اختلافات اور فرقہ واریت عروج پر ہوں، حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں کہ

’’ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اُس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔‘‘

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 439)

یہ اقتباس حضرت اقدسؑ کی بین المذاہب رواداری، انسانی مساوات، اور قومی وحدت کی تعلیمات کا درخشندہ نمونہ ہے۔ اس میں ایک ایسی فکری وسعت اور روحانی لطافت پنہاں ہے جو دلوں کو جوڑنے، ذہنوں کو وسعت دینے، اور قوموں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

آفاقی ہمدردی اور انسانیت کی مساوی خلقتِ دین کی اصل روح

چنانچہ فرمایا کہ

’’اے ہموطنو! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں۔ وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں‘‘

(پیغام صلح ۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 439)

یہ اقتباس حضرت اقدسؑ کی بین الاقوامی فکری وسعت، اخلاقی بصیرت، اور روحانی گہرائی کا آئینہ دار ہے۔ اس میں دین کی اصل روح یعنی عام ہمدردی کو معیارِ صداقت قرار دیا گیا ہے، اور انسانیت کی تعریف کو ہمدردی کے مادے سے مشروط کیا گیا ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو نہ صرف مذہبی اصلاح کی بنیاد رکھتی ہے بلکہ قومی اور بین الاقوامی وحدت کی بھی ضامن ہے۔

اخلاقِ الٰہی انسانی بقاء اور قومی سلامتی کا سرچشمہ

حضرت اقدسؑ نے اخلاقِ الٰہی کو صرف ایک مذہبی تعلیم نہیں بلکہ ایک قومی ضابطۂ حیات قرار دیا۔ خدا کے اخلاق جیسے عدل، رحم، سچائی، حلم، عفو، اور شفقت وہ مقدس صفات ہیں جن کی پیروی انسان کو نہ صرف روحانی بلندی عطا کرتی ہے بلکہ قومی بقاء کی ضمانت بھی بنتی ہے۔ اخلاقِ الٰہی کی پیروی ہی انسانیت کی نجات ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

’’یقیناً سمجھو کہ اگر ہم دونوں قوموں میں سے کوئی قوم خدا کے اخلاق کی عزت نہیں کرے گی اور اس کے پاک خلقوں کے برخلاف اپنا چال چلن بنائے گی تو وہ قوم جلد ہلاک ہو جائے گی۔ اور نہ صرف اپنے تئیں بلکہ اپنی ذریت کو بھی تباہی میں ڈالے گی جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے تمام ملکوں کے راستباز یہ گواہی دیتے آئے ہیں کہ خدا کے اخلاق کا پیرو ہونا انسانی بقاء کے لئے ایک آب حیات ہے اور انسانوں کی جسمانی اور روحانی زندگی اسی امر سے وابستہ ہے کہ وہ خدا کے تمام مقدس اخلاق کی پیروی کرے جو سلامتی کا چشمہ ہیں۔‘‘

(پیغام صلح ۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 440)

یہ اقتباس حضرت اقدسؑ کی تعلیمات میں اخلاقِ الٰہی کی عظمت، اس کی پیروی کی ناگزیریت، اور اس سے انحراف کے نتائج کو نہایت حسین پیرائے میں بیان کرتا ہے۔ اس میں ہر فرد، قوم، اور نسلوں کی تقدیر کو اخلاقی بنیادوں پر پرکھنے کی دعوت دی گئی ہے۔

ربُّ العالمین تمام اقوام و زمانوں کا واحد ربّ

ہر خوبی، ہر کمال، اور ہر جمال کا سرچشمہ صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ یہ وہ تصورِ توحید ہے جو انسان کو ہر قسم کے شرک، تعصب، اور فرقہ واریت سے بلند کر کے ایک وحدانی مرکز کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جب انسان یہ مان لے کہ اس کا ربّ وہی ہے جو دوسرے انسانوں کا بھی ربّ ہے، تو دلوں میں تعصب کی جگہ محبت، نفرت کی جگہ ہمدردی، اور تقسیم کی جگہ وحدت جنم لیتی ہے۔ اس ضمن میں فرمایا کہ

’’ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ یعنی تمام کامل اور پاک صفات خدا سے خاص ہیں جو تمام عالموں کا ربّ ہے۔ عالم کے لفظ میں تمام مختلف قومیں اور مختلف زمانے اور مختلف ملک داخل ہیں‘‘

(پیغام صلح ۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 440)

یہ اقتباس خدا کی ربوبیت کی وسعت کو بیان کرتا ہے، جو تمام قوموں پر محیط ہے۔ علمی طور پر، یہ تنگ نظری کا رد کرتا ہے اور قومی یکجہتی کو الٰہی اصول قرار دیتا ہے، جو بلندی سطح پر مساوات کی بنیاد رکھتا ہے۔ یہ وضاحت بلیغ زبان میں الٰہی کمال کو اجاگر کرتی ہے، جو انسانیت کی وحدت کی ضمانت ہے۔ رَبُّ الۡعٰلَمِین یعنی وہ ربّ جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ حضرت اقدسؑ نے "عالم" کے لفظ کی تشریح میں نہایت وسعت پیدا فرمائی:

- تمام مختلف قومیں یعنی عرب، عجم، ہندو، مسلمان، یورپی، افریقی، چینی، جاپانی وغیرہ
- تمام مختلف زمانے یعنی ماضی، حال، اور مستقبل کی نسلیں
- تمام مختلف ملک یعنی ہر جغرافیائی خطہ، ہر تہذیب، ہر تمدن

یہ تشریح اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ خدا کی ربوبیت کسی خاص قوم، مذہب یا نسل تک محدود نہیں، بلکہ وہ تمام انسانوں، تمام اقوام، اور تمام زمانوں کا ربّ ہے۔ یہی وہ تصور ہے جو قومی یکجہتی، بین المذاہب ہم آہنگی، اور عالمی اخوت کی بنیاد بن سکتا ہے۔ یہ اقتباس صرف ایک تفسیر نہیں بلکہ ایک دعوتِ وحدت، دعوتِ اخوت، اور دعوتِ ربوبیتِ عامہ ہے جو انسان کو اس کی اصل شناخت، یعنی عبدیت کی طرف لوٹنے کی ترغیب دیتا ہے۔

ربوبیتِ عامہ خدا کا فیض تمام اقوام، زمانوں اور مکانوں پر محیط

خدا کی ربوبیت کی عالمگیریت ہی ہے، جو تمام قوموں، زمانوں اور مکانوں پر محیط ہے، جسے ایمان کا بنیادی جزو قرار دیا گیا ہے۔ دراصل یہ الٰہی عدل اور فیض کی وسعت کو ثابت کرتا ہے، جہاں ربوبیت کی محدودیت کا انکار، قومی برتری کے خیالات کو رد کرتا ہے۔ چنانچہ یہ توحید کی بنیاد پر قومی یکجہتی کو استوار کرتا ہے، جو انسانی طاقتوں (جسمانی و روحانی) کو الٰہی سرچشمہ سے جوڑتا ہے، اور پرورش و سہارے کی مثال سے اتحاد کی ضرورت کو واضح کرتا ہے۔ ایک فلسفیانہ اصول جو سماجی ہم آہنگی کی ضمانت ہے اور خدا کو تمام وجود کا سہارا پیش کرتی ہے، جو تنگ نظری کو ختم کر کے عالمگیر اخوت کی طرف بلاتی ہے۔

’’سو یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے وہ رب العالمین ہے اور اس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا رب ہے اور تمام زمانوں کا رب ہے اور تمام مکانوں کا رب ہے اور تمام ملکوں کا وہی رب ہے اور تمام فیضوں کا وہی سرچشمہ ہے۔ اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اسی سے ہے اور اسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں۔ اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔ خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور تمام ملکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے۔‘‘

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 442)

اس اقتباس میں ’’رب العالمین‘‘ کو ’’سب قوموں کا رب...... تمام زمانوں کا

رب......تمام مکانوں کا رب‘‘ کی تکرار سے وسعت دی گئی ہے، گویا کہ یہ الفاظ تنگ نظری کی زنجیروں کو توڑتی ہیں۔ اور ایسے خدا کو پیش کرتا ہے جو تمام موجودات کی پرورش اور استحکام کی ضمانت ہے، نیز اس میں قومی یکجہتی کو الٰہی رحمت کی عکاسی قرار دیا گیا ہے۔

فیضِ خداوندی، ہر قوم اور ہر زمانے کے لیے یکساں عطا

الٰہی انصاف کی بنیاد پر تمام انسانیت کا احترام یکساں ہے۔ یہ امر الٰہی رحمت کو ایک وسیع وعریض چشمہ قرار دیتی ہے، جو ہر قوم اور ہر زمانہ کے لیے کھلا ہے، اور اس طرح قومی یکجہتی کی مضبوط بنیادیں فراہم کرتی ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ

’’(اللہ نے) کسی قوم کو اپنے جسمانی اور روحانی فیضوں سے محروم نہیں رکھا اور نہ کسی زمانہ کو بے نصیب ٹھہرایا۔‘‘

(پیغام صلح ۔روحانی خزائن جلد 23 ص 442)

یہ اقتباس حضرت اقدسؑ کی تعلیمات میں الٰہی عدل، آفاقی ربوبیت، اور بین الاقوامی روحانی مساوات کا مظہر ہے۔ اس میں ہر قوم، ہر نسل، اور ہر زمانے کو خدا کے فیض کا مستحق قرار دیتی ہے۔

اتفاقِ قوم وملت کی بقاء کی بنیاد کا سبب

حضرت اقدسؑ نے نفسانی تکبر اور نخوت کو قومی وحدت کے لیے زہر قرار دیا کہ اگر کوئی قوم دوسری کو حقیر سمجھے، تو وہ خود بھی اس داغ سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ اخلاقی اصول ہے جو عدل، مساوات، اور باہمی احترام کی بنیاد پر قائم ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

’’اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیالِ محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دیں گے بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور مشیخت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی۔ اور اگر کوئی اُن میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائے گا جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اُس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اُسی کو کاٹتا ہے۔‘‘

(پیغام صلح ۔روحانی خزائن جلد 23 ص 443)

صلح کی راہ میں رکاوٹ، زیادتی کا بوجھ اور اخلاقی ذمہ داری

حضرت اقدسؑ نے اپیل کی کہ جس قوم میں کوئی زیادتی ہو، اسے قومی یکجہتی کی خاطر چھوڑ دیا جانا چاہئے اور آپؑ نے ہندو اور مسلمان قوموں کے درمیان صلح و آشتی کی ضرورت کو اجاگر کیا نیز زیادتی کو صلح کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ قرار دیا اور اسے چھوڑنے کو ایک لازمی شرائط میں شامل فرمایا۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ

’’چاہیے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کر لیں اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو وہ صلح کی مانع ہو اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اسی قوم کی گردن پر ہوگا۔‘‘

(پیغام صلح ۔روحانی خزائن جلد 23 ص 444)

یہ اقتباس حضرت اقدسؑ کی اخلاقی جرات، روحانی انصاف، اور قومی خیرخواہی کا مظہر ہے۔ اس میں صلح کو صرف ایک خواہش یا نعرہ نہیں بلکہ ایک عملی فرض قرار دیا گیا ہے، اور اس فرض کی ادائیگی کو عدل، خود احتسابی، اور قربانی سے مشروط کیا گیا ہے۔ یہ وہ صلح ہے جو صرف سیاسی یا سماجی مفاہمت نہیں بلکہ دلوں کی صفائی، نیتوں کی تطہیر، اور کردار کی اصلاح پر مبنی ہے۔ یہ تعلیم نہ صرف انصاف پر مبنی ہے بلکہ خود احتسابی کی دعوت بھی دیتا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے ہر قوم کو اپنے کردار کا جائزہ لینے کی تلقین فرمائی۔ ’’ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اسی قوم کی گردن پر ہوگا‘‘ اس فقرہ میں ایک الٰہی اصولِ عدل کی جھلک ہے کہ جو صلح کی راہ میں رکاوٹ بنے، وہی فساد کا اصل ذمہ دار ہے۔ اس میں نہ کوئی تعصب ہے، نہ کوئی الزام بلکہ ایک منصفانہ، متوازن، اور روحانی دعوت ہے، جو ہر قوم کو اپنے کردار کا محاسبہ کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔

مذہبی اختلافات اور صلح کے پہلو

چھوٹے اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ نے بڑے مسائل پر اتفاق کی دعوت دی، اور اس طرح سماجی ہم آہنگی کو بام عروج تک پہنچا دیا اور عقل، انصاف اور مشاہدات کی بنیاد پر ہونے والے اختلافات کو ان کے باہمی احترام کو برقرار رکھتے ہوئے قابل قبول قرار دیا اور صرف اُن اختلافات کو سنگین قرار دیا جو پیغمبروں یا الہامی کتابوں کی توہین یا تردید پر مبنی ہوں، کیونکہ یہ قومی یکجہتی کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ

’’درحقیقت مذہبی اختلاف صرف اُس اختلاف کا نام ہے جس کی دونوں طرف عقل اور انصاف اور اُمور مشہودہ پر بنا ہو ورنہ انسان کو اسی بات کے لئے تو عقل دی گئی ہے کہ وہ ایسا پہلو اختیار کرے جو عقل اور انصاف سے بعید نہ ہو اور امور محسوسہ مشہودہ کے مخالف نہ ہو اور چھوٹے چھوٹے اختلاف صلح کے مانع نہیں ہو سکتے بلکہ وہی اختلاف صلح کا مانع ہوگا جس میں کسی کے مقبول پیغمبر اور مقبول الہامی کتاب پر توہین اور تکذیب کے ساتھ حملہ کیا جائے۔‘‘

(پیغام صلح۔روحانی خزائن جلد 23 ص)

اس اقتباس میں مذہبی اختلاف کو محض ایک تعصب یا جذباتی ردِ عمل نہیں بلکہ ایک عقلی، منصفانہ، اور تجرباتی بنیاد پر قائم اختلاف قرار دیا گیا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے اس نکتہ کو نہایت لطیف انداز میں واضح کیا کہ اختلاف صرف اس وقت معتبر اور قابل احترام ہوتا ہے جب وہ عقل، انصاف، اور امور مشہودہ پر مبنی ہو۔ عقل صرف دلیل کا ذریعہ نہیں بلکہ اخلاقی بصیرت کا پیمانہ ہے۔ آپؑ نے واضح فرمایا کہ اختلافات اگر بنیادی نہیں، تو وہ صلح کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ بلکہ اصل رکاوٹ وہ اختلاف ہے جس میں کسی قوم کے مقبول پیغمبر یا مقبول الہامی کتاب پر توہین اور تکذیب کے ساتھ حملہ کیا جائے۔ یہی وہ نکتہ ہے جو بین المذاہب احترام کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ جو مذہبی مکالمے کو ادب، شائستگی، اور تعظیم کے دائرے میں رکھتا ہے۔ جب قومیں ایک دوسرے کے پیشواؤں کا احترام کرتی ہیں، تو صلح ممکن ہو جاتی ہے؛ اور جب توہین اور تکذیب کا رویہ اپنایا جاتا ہے، تو اختلاف دشمنی میں بدل جاتا ہے۔

وید اور اسلامی تعلیمات میں روحانی ہم آہنگی

دونوں مذاہب کی بنیادی تعلیمات میں مشترکات موجود ہیں۔ یہ دعویٰ مختلف مذہبی روایات کے ارتقائی رابطوں کو تسلیم کرتا ہے، جہاں اسلام کی تعلیمات ویدک علم کے مختلف شاخوں میں اپنی جڑیں تلاش کر سکتی ہیں، جیسے کہ اخلاقیات، روحانی ترقی، یا سماجی ہم آہنگی۔ اور الٰہی رہنمائی کی بنیاد پر تمام مذاہب میں مشترکہ حکمت موجود ہے، جو قومی یکجہتی کی ایک مضبوط بنیاد بن سکتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ

’’جس قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے وہ تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے۔‘‘

(پیغام صلح ۔روحانی خزائن جلد 23 ص 444)

اس اقتباس میں حضرت اقدسؑ نے اسلام اور ویدک دھرم کے درمیان تعلیمات کی ہم آہنگی کو اجاگر کیا۔ یہ بیان نہ صرف مذہبی احترام پر مبنی ہے بلکہ ایک فکری مصالحت کی بنیاد بھی فراہم کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دونوں مذاہب مکمل طور پر یکساں ہیں، بلکہ یہ کہ روحانی اصول، اخلاقی اقدار، اور انسانی فلاح کی بنیادیں دونوں میں مشترک ہیں۔ یہ تعلیم تعصب، تفریق، اور مذہبی برتری کے تصورات کو رد کرتی ہے، اور ایک آفاقی روحانی وحدت کی بنیاد رکھتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے یہاں اختلافات کے بجائے مشترکہ اقدار کو نمایاں کیا جیسے توحید، عدل، خدمتِ خلق، ہمدردی، اور تزکیۂ نفس۔ یہ اقتباس صرف ایک تاریخی بیان نہیں بلکہ ایک دعوتِ وحدت، دعوتِ تصدیق، اور دعوتِ اخوت ہے جو مذاہب کو ایک دوسرے کے مقابل نہیں بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ کھڑا دیکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔

نبوت کی آفاقیت اور انسان کی فطری ضرورت

خدا کی ذات ’’عمیق در عمیق‘‘ اور ’’نہاں در نہاں‘‘ ہے یعنی وہ اپنی صفات، افعال، اور وجود میں اس قدر گہرائی اور پوشیدگی رکھتا ہے کہ انسان کی محدود عقل اس کا مکمل احاطہ نہیں کر سکتی، اس لیے الٰہی ہدایت کا نظام بھی انسان کی فطرت، کمزوری، اور ضرورت کے مطابق متنوع ہونا چاہیے۔ چنانچہ فرمایا کہ

’’چونکہ خدا کی ذات عمیق در عمیق اور نہاں در نہاں ہے۔ اس لئے عقل بھی اس بات کو چاہتی ہے کہ وہ اپنے وجود کے ثابت کرنے کے لئے صرف ایک کتاب پر کفایت نہ کرے

بلکہ مختلف ملکوں میں سے نبی منتخب کرکے اپنا کلام اور الہام اُن کو عطا کرے تا انسان ضعیف البنیان جو جلد تر شبہات میں گرفتار ہوسکتا ہے دولت قبول سے محروم نہ رہے۔‘‘
(پیغام صلح۔روحانی خزائن جلد 23 ص 447)

حضرت اقدسؑ نے ایک نہایت اہم نکتہ پیش فرمایا کہ خدا کی طرف سے ہدایت صرف ایک کتاب یا ایک قوم تک محدود نہیں ہوسکتی۔ عقلِ سلیم بھی اس بات کو چاہتی ہے کہ خدا مختلف قوموں، مختلف ملکوں، اور مختلف زمانوں میں نبی مبعوث کرے، تاکہ ہر قوم کو اس کی زبان، تہذیب، اور حالات کے مطابق ہدایت پہنچے۔ یہ تعلیم نہ صرف تعصب اور تفریق کو رد کرتی ہے بلکہ ایک آفاقی عدلِ الٰہی کو اجاگر کرتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے انسان کو ’’ضعیف البنیان‘‘ قرار دیا یعنی ایسا مخلوق جو جلد شبہات میں مبتلا ہوسکتا ہے، جو محدود علم رکھتا ہے، اور جسے مسلسل رہنمائی کی ضرورت ہے۔ اس لیے خدا نے اپنی رحمت سے ہر قوم میں نبی بھیجے، تاکہ کوئی بھی انسان سچائی کو تسلیم کرنے کی نعمت سے محروم نہ رہے۔

الٰہی ربوبیت کی آفاقیت اور تعصب کی تردید

خدا نے ہر قوم کو اس کی زبان، تہذیب، اور حالات کے مطابق ہدایت عطا کی۔ حضرت اقدسؑ نے اس تعلیم کو نہ صرف قرآنی اصولوں سے ہم آہنگ کیا بلکہ عقلِ عامہ اور تجربۂ انسانی سے بھی ثابت کیا۔ چنانچہ فرمایا کہ

’’عقل سلیم ہرگز قبول کرنے کے لئے طیار نہیں ہے کہ وہ خدا جو تمام دنیا کا خدا ہے جو اپنے آفتاب سے مشرق اور مغرب کو روشن کرتا ہے۔ اور اپنے مینہ سے ہر ایک ملک کو ہر ایک ضرورت کے وقت سیراب فرماتا ہے۔ وہ نعوذ باللہ روحانی تربیت میں ایسا تنگ دل اور بخیل ہے کہ ہمیشہ کے لئے ایک ہی ملک اور ایک ہی قوم اور ایک ہی زبان اُس کو پسند آگئی ہے اور میں سمجھ نہیں سکتا کہ یہ کس قسم کی منطق اور کس نوع کا فلسفہ ہے کہ پرمیشر ہر ایک آدمی کی دعا اور پرارتھنا کو اس کی زبان میں سمجھ تو سکتا ہے اور نفرت نہیں کرتا مگر اس بات سے سخت نفرت کرتا ہے کہ بجز ویدک سنسکرت کے کسی اور زبان میں دلوں پر الہام کرے۔‘‘
(پیغام صلح۔روحانی خزائن جلد 23 ص 448 -447)

آپؑ نے نہایت جرات مندانہ انداز میں اس تصور کی تردید فرمائی کہ خدا کی وحی، ہدایت، یا الہام صرف ایک خاص قوم، ایک خاص ملک، یا ایک خاص زبان تک محدود ہے۔ ’’عقلِ سلیم ہرگز قبول کرنے کے لیے طیار نہیں ہے‘‘ یہ فقرہ ہر صاحبِ شعور کو دعوت دیتا ہے کہ وہ مذہبی دعووں کو عقل، انصاف، اور تجربے کی روشنی میں پرکھے۔ حضرت اقدسؑ نے اس اقتباس میں ایک نہایت لطیف مگر گہرا تضاد واضح کیا کہ اگر پرمیشر ہر انسان کی دعا کو اس کی زبان میں سمجھتا ہے، اور اس سے نفرت نہیں کرتا، تو پھر یہ دعویٰ کیسے درست ہوسکتا ہے کہ وہ صرف ویدک سنسکرت میں ہی الہام کرتا ہے؟ یہ تضاد نہ صرف فکری ہے بلکہ اخلاقی اور روحانی سطح پر بھی ناقابلِ قبول ہے۔ خدا نے ہر قوم کو اس کی زبان، تہذیب، اور حالات کے مطابق ہدایت عطا کی۔ آپؑ نے اس تعلیم کو نہ صرف قرآنی اصولوں سے ہم آہنگ کیا بلکہ عقلِ عامہ اور تجربۂ انسانی سے بھی ثابت کیا۔ ’’تنگ دل اور بخیل‘‘ جیسے الفاظ ایک اخلاقی احتجاج کی شدت کو ظاہر کرتے ہیں جو تعصب کے خلاف ایک روحانی صداقت کی آواز ہے۔

تحریفِ مذاہب اور اصل وحی کی حفاظت

حضرت اقدسؑ نے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ مذاہب میں جو انحرافات پیدا ہوتے ہیں، وہ اصل وحی کی تعلیمات نہیں بلکہ بعد کے پیروکاروں کی نادانی یا نفسانی اغراض کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ

’’میں وید کو اس بات سے منزہ سمجھتا ہوں کہ اس نے کبھی اپنے کسی صفحہ پر ایسی تعلیم شائع کی ہو کہ جو نہ صرف خلاف عقل ہو بلکہ پرمیشر کی پاک ذات پر بخل اور پکش پات کا داغ لگاتی ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کسی الہامی پر ایک زمانہ دراز گذر جاتا ہے تو اُس کے پیرو کچھ تو باعث نادانی کے اور کچھ باعث اغراض نفسانی کے سہواً یا عمداً اس کتاب پر اپنی طرف سے حاشیے چڑھا دیتے ہیں اور چونکہ حاشیہ چڑھانے والے متفرق خیالات کے لوگ ہوتے ہیں اس لئے ایک مذہب سے صدہا مذہب پیدا ہو جاتے ہیں‘‘
(پیغام صلح۔روحانی خزائن جلد 23 ص 448)

حضرت اقدسؑ نے نہایت شائستگی اور فکری توازن کے ساتھ وید کی اصل تعلیمات کو خلافِ عقل اور تعصب سے منزہ قرار دیا، اور ایک نہایت اہم نکتہ پیش فرمایا کہ الہامی کتب کی اصل تعلیمات پاک، معقول، اور خدا کی صفات سے ہم آہنگ ہوتی ہیں۔ مگر جب ان پر زمانہ دراز گزر جاتا ہے، تو ان کے پیروکار خواہ نادان ہوں یا مفاد پرست، اپنی طرف سے حاشیے، تاویلات، اور اضافات شامل کر دیتے ہیں، جو اصل تعلیم کو دھندلا دیتے ہیں۔ یہی وہ عمل ہے جس سے ’’ایک مذہب سے صدہا مذہب پیدا ہو جاتے ہیں‘‘ یعنی اصل وحی کی وحدت، بعد کی تفریق میں بدل جاتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے تحریفِ مذاہب کی ایک جامع اور فکری تشریح پیش کی، جو نہ صرف وید بلکہ ہر الہامی کتاب کے لیے قابلِ اطلاق ہے۔

وحی کی آفاقیت اور تعصب کا خاتمہ

خدا کی ربوبیت آفاقی ہے، تو اس کی ہدایت بھی آفاقی ہونی چاہیے۔ اگر خدا تمام انسانوں کا خالق ہے، تو وہ صرف ایک قوم کو ہدایت دے کر باقی کو محروم نہیں رکھ سکتا۔ یہ تصور نہ صرف غیر منطقی ہے بلکہ خدا کی صفاتِ رحمت، عدل، اور حکمت کے خلاف بھی ہے۔ اس ضمن میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ

’’اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال (کہ ہمیشہ کے لئے اپنے ملک اور اپنے خاندان اور اپنی کتابوں کی زبان کو ہی خدا کی وحی اور الہام سے مخصوص کیا گیا ہے) محض تعصب اور کمی معلومات سے پیدا ہوا ہے۔ چونکہ پہلے زمانے دنیا پر ایسے گذرے ہیں کہ ایک قوم دوسری قوم کے حالات سے اور ایک ملک دوسرے ممالک کے وجود سے بکلی بے خبر تھی پس ایسی غلطی سے ہر ایک قوم کو جو خدا کی طرف سے کوئی کتاب ملی یا کوئی خدا کا رسول اور نبی اس قوم میں آیا تو اس قوم نے یہی خیال کرلیا کہ جو کچھ خدا کی طرف سے ہدایت ہونی چاہیے تھی وہ یہی ہے اور خدا کی کتاب صرف انہیں کے خاندان اور انہی کے ملک کو دی گئی ہے اور باقی تمام دنیا اس سے بےنصیب پڑی ہے۔‘‘
(پیغام صلح۔روحانی خزائن جلد 23 ص 449)

اس اقتباس میں آپؑ نے نہایت فصاحت کے ساتھ اس غلط تصور کی تردید فرمائی کہ خدا کی وحی صرف ایک قوم، ایک زبان، یا ایک خطے تک محدود رہی ہے۔ آپؑ نے اس خیال کو ’’محض تعصب اور کمی معلومات‘‘ کا نتیجہ قرار دے کر اس کی فکری بنیادوں کو چیلنج کیا۔ اور فرمایا کہ قدیم زمانوں میں اقوامِ عالم ایک دوسرے سے کٹ کر رہتی تھیں۔ جغرافیائی فاصلے، سفری دشواریاں، اور علمی محدودیت کے باعث ایک قوم دوسری قوم کے وجود، حالات، اور روحانی تجربات سے بے خبر تھی۔ اس لاعلمی نے ہر قوم کو یہ گمان کرنے پر مجبور کیا کہ خدا کی ہدایت صرف انہیں کے لیے مخصوص ہے۔ یہی وہ فکری غلطی ہے جس نے مذہبی تعصب، نسلی تفاخر، اور لسانی محدودیت کو جنم دیا۔ حضرت اقدسؑ نے اس اقتباس میں اس تعصب کی جڑ کو بے نقاب کیا کہ یہ نہ تو وحی کی فطرت سے مطابقت رکھتا ہے، نہ عقلِ سلیم سے، اور نہ ہی الٰہی عدل سے۔

گوتم بدھ کی صلح انگیز دعوت

آپؑ نے گوتم بدھؒ کی شخصیت کو ایک صلح پسند، تعصب شکن، اور وحدت پرور مصلح کے طور پر پیش کیا، جو اس زمانے کے مذہبی جمود اور نسلی تفاخر کے خلاف ایک روحانی احتجاج تھا۔ یہ وہی رویہ ہے جو ہر زمانے میں نئی روشنی، نئی صداقت، اور نئی اصلاح کے خلاف اپنایا جاتا رہا ہے۔ فرمایا کہ

’’گوتم بدھ نے اس صلح کا ارادہ کیا تھا اور وہ اس بات کا قائل نہ تھا کہ جو کچھ ہے وید ہے آگے کچھ نہیں اور نہ وہ قوم اور ملک اور خاندان کی خصوصیت کا اقراری تھا یعنی یہ مذہب اس کا نہیں تھا کہ گویا وید پر ہی سب کچھ حصر ہے اور یہی زبان اور یہی ملک اور یہی برہمن پرمیشر کے الہام کے لئے ہمیشہ کے لئے اس کی عدالت میں رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اُس نے اس اختلاف سے بڑا دکھ اٹھایا اور اس کا نام ایک دہریہ اور ناستک مت والا رکھا گیا۔‘‘
(پیغام صلح۔روحانی خزائن جلد 23 ص 450-449)

حضرت اقدسؑ نے واضح فرمایا کہ گوتم بدھؒ اس تصور کے قائل نہ تھے کہ ہدایت صرف وید تک محدود ہے، یا یہ کہ الہام صرف ایک خاص قوم، خاص زبان، یا خاص طبقے (برہمن) کے لیے مخصوص ہے۔ یہ وہ تصور تھا جو اس وقت کے مذہبی حلقوں میں رائج تھا، اور جس نے روحانی صداقت کو لسانی، نسلی، اور جغرافیائی قید میں جکڑ دیا تھا۔ گوتم بدھؒ نے اس تعصب کے خلاف آواز بلند کی، اور ایک ایسی تعلیم دی جو آفاقی، انسان دوست، اور غیر طبقاتی تھی۔ مگر چونکہ وہ اس وقت کے مذہبی نظام سے ہٹ کر

ایک آزاد روحانی دعوت لے کر آئے، اس لیے انہیں ''دہریہ'' اور ''ناستک'' کہہ کر رد کر دیا گیا حالانکہ ان کی تعلیم اخلاق، ہمدردی، اور تزکیۂ نفس پر مبنی تھی۔

الٰہی ربوبیت کی آفاقیت اور تعصب کی فطری تردید

ہر مذہب اور قوم، خدا کو اس کی آفاقی صفات کے مطابق پہچانے، اور ہر قوم، ہر زبان، اور ہر انسان کو اس کی رحمت کا مستحق سمجھے۔ اخلاقی شعور کسی ایسے عقیدے کو قبول نہیں کر سکتے جو خدا کو محدود، متعصب، یا غیر منصف ظاہر کرے۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ

''دوستو! برائے خدا یہ سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ عقائد ایسے ہیں جن کو انسانی فطرت قبول کر سکتی ہے یا کوئی کانشنس ان کو اپنے اندر جگہ دے سکتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کس قسم کی عقلمندی ہے کہ ایک طرف خدا کو تمام دنیا کا خدا ماننا اور پھر اسی منہ سے یہ بھی کہنا کہ وہ تمام دنیا کی ربوبیت کرنے سے دستکش ہے۔ اور صرف ایک خاص قوم اور ایک خاص ملک پر اس کی نظر رحم ہے۔''

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 451)

آپؑ نے اس تضاد کو بے نقاب کیا جو اکثر مذہبی تعصب میں پایا جاتا ہے یعنی خدا کو ''تمام دنیا کا خدا'' ماننا، مگر اس کی رحمت، وحی، اور ربوبیت کو صرف ایک قوم یا ملک تک محدود سمجھنا۔ اگر خدا واقعی ''تمام دنیا کا خدا'' ہے جو ہر انسان کی دعا سنتا ہے، ہر قوم کو رزق دیتا ہے، اور ہر ملک کو اپنی نعمتوں سے سیراب کرتا ہے تو پھر یہ تصور کیسے درست ہو سکتا ہے کہ وہ صرف ایک قوم یا ایک زبان کو اپنی وحی کے لیے منتخب کرے، اور باقی دنیا کو محروم رکھے؟ انسان، خدا کی ربوبیت کو اس کی صفات رحمت، عدل، اور حکمت کے مطابق سمجھے، نہ کہ نسلی یا لسانی محدودیت کے تحت۔ آپؑ نے یہاں مذہبی دعووں کو جذباتی یا موروثی بنیادوں پر قبول کرنے کے بجائے عقلی اور اخلاقی بنیادوں پر جانچنے کی ترغیب دی۔

نبیوں اور رسولوں کو توہین، ایک زہر

نبیوں اور رسولوں کی توہین کے سنگین نتائج کو تاریخی اور تجرباتی بنیادوں پر دیکھا جا سکتا ہے کہ ایسی توہین نہ صرف جسمانی تباہی کا سبب بنتی ہے بلکہ روحانی اور سماجی ڈھانچے کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ ایک مسلمہ اصول یہ ہے کہ نبیوں کا احترام قومی اور مذہبی استحکام کی ضمانت ہے، جبکہ ان کی توہین دین و دنیا کے دوہرے نقصان کا باعث بنتی ہے۔ نبیوں اور رسولوں کی توہین ایک مہلک زہر کی مانند ہے جو قومی یکجہتی کو تباہ کر دیتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ

''قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور اُن کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ روح کو بھی ہلاک کر کے دین اور دنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے''

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 452)

آپؑ نے اس حقیقت کو بیان فرمایا کہ نبیوں کی توہین صرف ایک فکری یا لسانی غلطی نہیں بلکہ ایک مہلک روحانی زہر ہے جو فرد، قوم، اور معاشرے کو اندر سے کھوکھلا کر دیتا ہے۔ یہ صرف ایک نظریہ نہیں بلکہ انسانی تاریخ کا مشاہدہ شدہ نتیجہ ہے کہ جب قومیں ایک دوسرے کے مقدسات، نبیوں، اور رسولوں کی توہین کرتی ہیں، تو وہ نہ صرف اخلاقی زوال کا شکار ہوتی ہیں بلکہ دین و دنیا دونوں کی تباہی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ زہر وہ شے ہے جو خاموشی سے جسم کو مفلوج کرتی ہے، اور یہاں حضرت اقدسؑ نے اس کو روحانی سطح پر استعمال کیا کہ نبیوں کی توہین وہ زہر ہے جو روح کو ہلاک کر دیتی ہے، اور اس کے اثرات صرف فرد تک محدود نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ یہ تعلیم نہ صرف اخلاقی ہے بلکہ قومی بقاء کی شرط بھی۔ جب قومیں ایک دوسرے کے پیشواؤں کا احترام کرتی ہیں، تو دلوں میں نفرت کی جگہ محبت، اور تصادم کی جگہ تعاون جنم لیتا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے اس اقتباس میں ایک ایسی روحانی اخلاقیات کی بنیاد رکھی ہے جو بین المذاہب صلح، قومی ہم آہنگی، اور عالمی امن کے لیے ناگزیر ہے۔

مذہبی رہنماؤں کی عزت قومی امن کی شرط

بین المذاہب صلح، قومی ہم آہنگی، اور عالمی امن کے لیے ضروری ہے کہ قوموں کے درمیان سچا اتفاق ہو اور سچا اتفاق صرف اس وقت ممکن ہے جب قومیں ایک دوسرے کے مذہبی جذبات، شخصیات، اور عقائد کا احترام کریں۔ اگر ایک قوم دوسری قوم کے نبی یا رشی اور اوتار کو ''بدی یا بدزبانی'' سے یاد کرے، تو دلوں میں نفرت، بدگمانی، اور دشمنی جنم لیتی ہے، جو کسی بھی معاشرے کو امن، ترقی، اور وحدت کی راہ پر گامزن نہیں ہونے دیتی۔ یہ تعلیم نہ صرف اخلاقی ہے بلکہ سیاسی اور سماجی استحکام کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

''وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی عیب شماری اور ازالہ حیثیت عرفی میں مشغول ہیں۔ اور ان قوموں میں ہرگز سچا اتفاق نہیں ہو سکتا جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشی اور اوتار کو بدی یا بدزبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں۔''

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 452)

آپؑ نے بیان فرمایا کہ قومی امن، باہمی اتفاق، اور سماجی ہم آہنگی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک قومیں ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں، نبیوں، اور اوتاروں کا احترام نہ کریں۔ حضرت اقدسؑ نے اس میں اس عمل کی مذمت کی ہے جس میں قومیں ایک دوسرے کے مقدسات کو ہدف تنقید بناتی ہیں، اور ان کی عزت و وقار کو مجروح کرتی ہیں۔ یہ عمل صرف ایک اخلاقی غلطی نہیں بلکہ قومی زوال اور سماجی انتشار کا سبب بنتا ہے۔

تعظیم نبوی ﷺ، صلح کی بنیادی شرط

ایمان اور عشق رسول ﷺ ایک مسلمان کی روحانی شناخت ہے۔ اگر کسی قوم یا فرد کی زبان سے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی ہو تو وہ مسلمان کے دلوں کو زخمی کرتی ہے، اور صلح کی بنیاد کو متزلزل کر دیتی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ

''پس ایک سچے مسلمان سے صلح کرنا کسی حالت میں بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ اُن کے پاک نبی کی نسبت جب گفتگو ہو تو بجز تعظیم اور پاک الفاظ کے یاد نہ کیا جائے۔''

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 452)

آپؑ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے ساتھ سچی صلح صرف اس وقت ممکن ہے جب ان کے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات کو تعظیم، ادب، اور پاکیزہ الفاظ کے ساتھ یاد کیا جائے۔ صلح صرف اس وقت ممکن ہے جب ادب نبوی کو ملحوظ رکھا جائے۔ گفتگو کا انداز، لہجہ، اور انتخاب الفاظ صلح کی کامیابی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

محبت عوامی، نبیوں کی سچائی کی فطری دلیل

اگر کسی نبی کی تعلیمات نے کروڑ ہا لوگوں کے دلوں میں جگہ بنائی ہے، اور اگر ان کی محبت اور عظمت نسل در نسل قائم رہی ہے، تو یہ خود ایک فطری دلیل ہے کہ وہ نبی، خدا کی طرف سے مبعوث ہوا تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ

''اور ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑ ہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے اور دنیا کے کسی ایک حصہ میں اُن کی محبت اور عظمت جاگزیں ہوگئی ہے اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گذر گیا ہے تو بس یہی ایک دلیل اُن کی سچائی کے لئے کافی ہے''

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 453-452)

آپؑ نے مدلل انداز میں اس حقیقت کو بیان فرمایا کہ نبیوں کی سچائی کا ایک فطری معیار یہ ہے کہ ان کی تعلیمات نے کروڑ ہا دلوں کو تسخیر کیا، ان کی محبت نسلوں میں رچ بس گئی، اور ان کی عظمت صدیوں تک قائم رہی۔ حضرت اقدسؑ نے ''بدزبانی نہیں کرتے'' کہہ کر ایک اخلاقی ضابطہ قائم کیا کہ ہم کسی قوم کے نبی کو توہین یا تحقیر سے یاد نہیں کرتے، کیونکہ سچائی کا احترام، اور اختلاف کے باوجود ادب ہی وہ اصول ہے جو روحانی بلندی کی علامت ہے۔ یہ تعلیم نہ صرف تعصب کو رد کرتی ہے بلکہ ایک روحانی وسعت نظر عطا کرتی ہے جو ہر قوم، ہر مذہب، اور ہر نبی کو اس کی عوامی محبت، تاریخی اثر، اور اخلاقی تعلیمات کی بنیاد پر قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

قرآنی توحید، وید کی عزت، اور نرمی کے بدلے سنگباری کا شکوہ

حضرت اقدسؑ نے ایک اخلاقی تقابل پیش کیا کہ ہم آریہ صاحبان کے مقدسات کو عزت دیتے ہیں، ان کے رشیوں کو بزرگ مانتے ہیں، اور وید کو خدا کا کلام تسلیم کرتے ہیں، تو پھر قرآن شریف کے ساتھ بھی وہی نرمی، عزت، اور دیانت کا سلوک ہونا چاہیے۔ نرمی، محبت، اور عزت کے جواب میں سختی، دشمنی، اور تحقیر کا رویہ اختیار کرنا نہ صرف غیر اخلاقی ہے بلکہ قومی

وحدت کے لیے زہر ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

"اور پھر جب کہ ہم باوجود ان تمام مشکلات کے خدا سے ڈرکر وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور جو کچھ اس کی تعلیم میں غلطیاں ہیں وہ وید کے بھاشکاروں کی غلطیاں سمجھتے ہیں تو پھر قرآن شریف جو اول سے آخر تک توحید سے بھرا ہوا ہے اور کسی جگہ اس میں سورج اور چاند وغیرہ کی پرستش کی تعلیم نہیں کی بلکہ صاف لفظوں میں فرمایا ہے لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ یعنی نہ سورج کی پرستش کرو اور نہ چاند کی اور نہ کسی اور مخلوق کی۔ اور اس کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔ علاوہ اس کے قرآن شریف خدا کے قدیم نشانوں اور تازہ نشانوں کی گواہی اپنے ساتھ رکھتا ہے اور خدا کا وجود دکھلانے کے لئے ایک آئینہ ہے۔ کیوں وحشیانہ طور کے اس پر حملے کئے جائیں۔ اور کیوں وہ معاملہ ہم سے نہیں کیا جاتا جو ہم آریہ صاحبوں سے کرتے ہیں اور کیوں دشمنی اور عداوت کا تخم ملک میں بویا جاتا ہے کیا امید کی جاتی ہے کہ اس کا نتیجہ اچھا ہوگا۔ کیا یہ نیک معاملہ ہے کہ ایک شخص جو پھول دیتا ہے اس پر پتھر پھینکا جائے۔"

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 454)

یہ اقتباس حضرت اقدسؑ کی روحانی دیانت، قرآنی بصیرت، اور اخلاقی جرات کا مظہر ہے۔ آپؑ نے نہایت شائستہ انداز میں اس حقیقت کو بیان فرمایا کہ جب ہم وید کو عزت دیتے ہیں، اس کی اصل تعلیمات کو خدا کی طرف سے مانتے ہیں، اور اس میں موجود غلطیوں کو بھاشکاروں (مفسرین) کی تحریفات سمجھتے ہیں تو پھر قرآن شریف، جو توحید، اخلاق، اور روحانی نشانوں سے لبریز ہے، اس پر وحشیانہ حملے کیوں کیے جاتے ہیں؟ آپؑ نے سورۃ حم السجدہ کی آیت لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ......کو پیش کر کے یہ واضح فرمایا کہ قرآن کی تعلیمات خالص توحید پر مبنی ہیں اس میں نہ سورج، نہ چاند، نہ کسی مخلوق کی پرستش کی اجازت ہے، بلکہ صرف اس خدا کی عبادت کا حکم ہے جس نے سب کو پیدا کیا۔ حضرت اقدسؑ نے قرآن کو "خدا کا آئینہ" قرار دیا یعنی وہ کتاب جو خدا کے وجود، صفات، اور نشانوں کو واضح کرتی ہے۔ اس میں قدیم انبیاء کی گواہی بھی ہے اور تازہ روحانی تجربات کی روشنی بھی۔ پھر سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیوں اس کے ماننے والوں کو تعصب کا نشانہ بنایا جائے؟

صلحِ تام کی پیشکش

کسی بھی ملک میں صلحِ تام صرف اس وقت ممکن ہے جب دونوں فریق ایک دوسرے کے مقدسات، نبیوں، اور الہامی کتب کو سچا، محترم، اور قابلِ تعظیم مانیں۔ یہ وہی اصول ہے جو بین المذاہب ہم آہنگی، قومی وحدت، اور اخلاقی مساوات کی بنیاد بن سکتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

"اگر اس قسم کی صلح تام کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان طیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے پر طیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اُس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی ہندو صاحبوں کی خدمت میں ادا کریں گے۔ اور اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیش رو کی خدمت میں پیش کریں گے۔"

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 455)

باہمی تصدیق، صلح کا بہترین طریق

جب قومیں ایک دوسرے کی سچائی، عظمت، اور روحانی ورثے کو تسلیم کرتی ہیں، تو دلوں میں محبت، اعتماد، اور تعاون جنم لیتا ہے۔ یہی وہ بنیاد ہے جس پر صلحِ حقیقی، وحدتِ قومی، اور امنِ اجتماعی قائم ہو سکتا ہے۔ جب قومیں ایک دوسرے کے مقدسات، عقائد، اور شخصیات کو جھٹلانے میں مشغول ہوں، تو اس کا نتیجہ صرف فکری اختلاف نہیں بلکہ سماجی انتشار، سیاسی کمزوری، اور قومی زوال ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

"پیارو! صلح جیسی کوئی بھی چیز نہیں۔ آؤ ہم اس معاہدہ کے ذریعہ سے ایک ہو جائیں۔ اور ایک قوم بن جائیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ باہمی تکذیب سے کسی قدر پھوٹ پڑ گئی ہے۔ اور ملک کو کس قدر نقصان پہنچتا ہے۔ آؤ! اب یہ بھی آزما لو کہ باہمی تصدیق کی کس قدر برکات ہیں۔ بہترین طریق صلح کا یہی ہے۔"

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 456)

نفاقِ قومی مذہب سے ہٹ کر دنیاوی اغراض کی جڑیں

مذہب بذاتِ خود فساد کا سبب نہیں ہوتا ہے بلکہ جب مذہب کو دنیاوی خواہشات، ذاتی مفادات، اور گروہی سیاست کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے، تو وہ نفاق، دشمنی، اور فساد کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اگر ہم واقعی صلح چاہتے ہیں، تو ہمیں صرف مذہبی مکالمے پر نہیں بلکہ دنیاوی معاملات میں بھی انصاف، مساوات، اور ہمدردی کو فروغ دینا ہوگا۔ ورنہ مذہبی گفتگو صرف ظاہری پردہ بن جائے گی، جس کے پیچھے نفاق کی آگ سلگتی رہے گی۔ چنانچہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ

"وہ نفاق اور فساد جو ہندو اور مسلمانوں میں آج کل بڑھتا جاتا ہے اس کے وجوہ صرف مذہبی اختلافات تک محدود نہیں ہیں بلکہ دوسری اغراض اس کی وجوہ ہیں جو دنیا کی خواہشوں اور معاملات سے متعلق ہیں۔"

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 456)

مذہبی اختلافات اور قومی یکجہتی کی راہ میں رکاوٹ

جب مذہب کو تعصب، نفرت، اور برتری کے ساتھ جوڑ دیا جائے، تو وہ انسانوں کو جوڑنے کے بجائے توڑنے لگتا ہے۔ یہ وہی رویہ ہے جو ہندو اور مسلمان کے درمیان غیر قوم کا تصور پیدا کرتا ہے یعنی ایک دوسرے کو اجنبی، بیگانہ، اور ناقابلِ اعتماد سمجھنا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ

"پس اس سے ظاہر ہے کہ تمام بغضوں اور کینوں کی جڑھ دراصل اختلاف مذہب ہے۔ یہی اختلافِ مذہب قدیم سے جب انتہا تک پہنچتا رہا ہے تو خون کی ندیاں بہاتا رہا ہے۔ اے مسلمانوں جب کہ ہندو صاحبان تمہیں بوجہ اختلاف مذہب کے ایک غیر قوم جانتے ہیں اور تم بھی اِس وجہ سے اُن کو ایک غیر قوم خیال کرتے ہو۔ پس جب تک اِس سبب کا ازالہ نہ ہوگا کیوں کر تم میں اور اُن میں ایک سچی صفائی پیدا ہو سکتی ہے۔"

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 457)

دلی صفائی اور مذہبی رواداری کا راستہ

آپؑ نے مسلمانوں کو دعوت دی کہ وہ وید اور رشیوں کو خدا کی طرف سے مانیں یعنی ان کی تعلیمات کو تعصب سے بلند ہو کر روحانی قدر کی نگاہ سے دیکھیں۔ اسی طرح ہندوؤں کو دعوت دی کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت کو دل سے تسلیم کریں اور اپنے دلوں سے وہ بخل دور کریں جو انہیں اس تصدیق سے روکتا ہے۔

"دِلی صفائی جس کو درحقیقت صفائی کہنا چاہیے۔ صرف اسی حالت میں پیدا ہوگی جب کہ آپ (مسلمان) لوگ وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کر لو گے اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے بخل کو دور کر کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کر لیں گے۔"

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 458)

ہمدردی اور رواداری کے ذریعے قومی یکجہتی

اسلام میں حلال چیز کا استعمال واجب نہیں۔ یعنی اگر کسی چیز کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے، تو اس کا استعمال اختیار کا معاملہ ہے، نہ کہ فرض کا۔ اس اصول کی روشنی میں مسلمان اپنی دینی آزادی کو برقرار رکھتے ہوئے قومی وحدت کے لیے قربانی دے سکتے ہیں۔ اخلاقی رویہ صرف وقتی مصلحت نہیں بلکہ دائمی عادت ہونا چاہیے۔ چنانچہ فرمایا کہ

"(مسلمانوں سے فرمایا کہ) ہندو صاحبان کے ساتھ سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ اور سلوک اور مروت اپنی عادت کرو۔ اور ایسے کاموں سے اپنے تئیں باز رکھو جن سے اُن کو دکھ پہنچے مگر وہ کام ہمارے مذہب میں نہ واجبات سے ہوں اور نہ فرائض مذہب سے۔ پس اگر ہندو صاحبان اپنے صدق دل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مان لیں اور ان پر ایمان لاویں تو یہ تفرقہ کہ جو گائے کی وجہ سے ہے اس کو بھی درمیان سے اٹھا دیا

جائے۔ جس چیز کو ہم حلال جانتے ہیں ہم پر واجب نہیں کہ ضرور اس کو استعمال بھی کریں۔‘‘

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 458)

دین کا خلاصہ اور قومی یکجہتی

دین کی تکمیل صرف خدا کے تعلق سے نہیں بلکہ بندوں سے حسنِ سلوک سے بھی ہے، یہ وہ اخلاقی اصول ہے جو معاشرتی امن، قومی وحدت، اور انسانی اخوت کی بنیاد رکھتا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

’’دین یہ ہے کہ خدا کی منہیات سے پرہیز کرنا اور اس کی رضامندی کی راہوں کی طرف دوڑنا اور اس کی تمام مخلوق سے نیکی اور بھلائی کرنا اور ہمدردی سے پیش آنا اور دنیا کے تمام مقدس نبیوں اور رسولوں کو اپنے اپنے وقت میں خدا کی طرف سے نبی اور مصلح ماننا اور اُن میں تفرقہ نہ ڈالنا اور ہر یک نوع انسان سے خدمت کے ساتھ پیش آنا۔ ہمارے مذہب کا خلاصہ یہی ہے۔‘‘

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 458-459)

پیارے نبی کا احترام اور قومی یکجہتی کی شرط

درحقیقت صلح کا راستہ اس وقت تک بند نہیں ہوتا جب تک دوسرا فریق رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی پر اصرار نہ کرے۔ اگر کوئی معاشرہ یا گروہ گستاخی سے باز آجائے اور احترام کا رویہ اپنالے، تو صلح اور امن ممکن ہے۔ ایمان کی حفاظت کو قومی یکجہتی کی سب سے بڑی شرط قرار دیتی ہے، جہاں نبی پر حملہ نہ صرف مذہبی بلکہ سماجی ہم آہنگی کے لیے بھی ایک خطرہ بنتا ہے۔ سماجی تناظر میں اس وقت میں فرقہ وارانہ جذبات اور تنازعات کی موجودگی میں نبی کے احترام کو ایک لازمی اصول سمجھنا ضروری ہوگیا ہے اور رواداری کی حدود طے کرتے ہوئے اتحاد کی دعوت دیتا ہے جو نفرت کے خلاف محبت کی مضبوط دیوار کھڑی کرتا ہے اور سماجی ہم آہنگی کے لیے ایک روشن راہ دکھاتا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔‘‘

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 459)

یہ اقتباس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کو ایمان کی بنیاد اور قومی یکجہتی کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ دراصل یہ صلح کی حدود کو واضح کرتا ہے، جہاں فطری دشمنوں (سانپوں، بھیڑیوں) سے بھی ہم آہنگی ممکن ہے، لیکن نبی پر حملہ ایک ایسی لکیر ہے جو پار نہیں کی جاسکتی۔ یہ اقتباس حضرت اقدسؑ کی ایمانی غیرت، عشقِ نبوی، اور روحانی وفاداری کا مظہر ہے۔

اسلام کی صلح پسندی اور قرآن کی آفاقی تعلیم

حضرت اقدسؑ نے اسلام کو امن، عزتِ انبیاء، اور بین الاقوامی احترام کا علمبردار قرار دیا اور قرآن کو وہ واحد کتاب بتایا جس نے تمام نبیوں کو ماننے کی تعلیم دی۔ یہ وہ فخر ہے جو صرف قرآن کو حاصل ہے، اور جو بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے ایک الٰہی منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

’’اسلام وہ پاک اور صلح کار مذہب تھا جس نے کسی قوم کے پیشوا پر حملہ نہیں کیا۔ اور قرآن وہ قابل تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں میں صلح کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا۔ اور تمام دنیا میں یہ فخر خاص قرآن شریف کو حاصل ہے جس نے دنیا کی نسبت ہمیں یہ تعلیم دی کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔‘‘

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 459)

حضرت اقدسؑ نے قرآن کو ’’قابل تعظیم کتاب‘‘ قرار دے کر اس کی آفاقی تعلیمات، اخلاقی بلندی، اور روحانی جامعیت کو اجاگر کیا۔ قرآن نے نہ صرف مسلمانوں کو توحید کی طرف بلایا بلکہ تمام قوموں کے نبیوں کو تسلیم کرنے کی تعلیم دی اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر بین المذاہب صلح، احترام، اور وحدت قائم ہوسکتی ہے۔ قرآن صرف مسلمانوں کی کتاب نہیں بلکہ انسانیت کی رہنمائی کا آفاقی دستور ہے۔ مذکورہ آیت تعصب، نفرت، اور مذہبی برتری کو رد کرتی ہے، اور روحانی اخوت، فکری وسعت، اور اخلاقی اتحاد کی بنیاد رکھتی ہے۔

نبیوں کی توہین اور اس کے سماجی اثرات

جب کوئی قوم کسی دوسرے مذہب کے نبی کو تحقیر سے یاد کرتی ہے، تو وہ نہ صرف علمی دیانت سے محروم ہوتی ہے بلکہ اخلاقی انصاف سے بھی دور ہو جاتی ہے۔ یہ وہ رویہ ہے جو تعصب، جہالت، اور نفرت کو فروغ دیتا ہے۔ نبیوں کی توہین صرف انفرادی غلطی نہیں بلکہ ایک اجتماعی جرم ہے، جو بنی نوع انسان کے درمیان نفاق اور دشمنی کے بیج بوتی ہے۔ حضرت اقدسؑ فرمایا کہ

’’جن قوموں نے یہ عادت اختیار کر رکھی ہے اور یہ ناجائز طریق اپنے مذہب میں اختیار کر لیا ہے کہ دوسری قوموں کے نبیوں کو بدگوئی اور دشنام دہی کے ساتھ یاد کریں وہ نہ صرف بے جا دخلت سے جس کے ساتھ ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں خدا کے گنہگار ہیں بلکہ وہ اس گنہ کے بھی مرتکب ہیں کہ بنی نوع میں نفاق اور دشمنی کا بیج بوتے ہیں۔

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 460)

قرآنی تعلیمات اور اخلاقی رواداری

دعوتِ دین کا اصل طریق نرمی، حکمت، اور ادب ہے۔ اگر ہم دوسروں کے مقدسات کو گالی دیں، تو وہ مشتعل ہوکر ہمارے مقدسات کو نشانہ بنائیں گے اور یوں نفاق، دشمنی، اور فتنہ پیدا ہوگا۔ یہ امر قومی یکجہتی کے لیے ایک بنیادی اصول پیش کرتا ہے کہ دوسروں کے مذہبی عقائد کا احترام، چاہے وہ آپ کے نزدیک غلط ہی کیوں نہ ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ

’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس قدر ہمیں طریق ادب اور اخلاق کا سبق سکھلایا ہے کہ وہ فرماتا ہے کہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (سورۃ الانعام الجزو نمبر ۷) یعنی تم مشرکوں کے بتوں کو بھی گالی مت دو کہ وہ پھر تمہارے خدا کو گالیاں دیں گے کیوں کہ وہ اس خدا کو جانتے نہیں۔ اب دیکھو کہ باوجودیکہ خدا کی تعلیم کی رو سے بت کچھ چیز نہیں ہیں مگر پھر بھی خدا مسلمانوں کو یہ اخلاق سکھلاتا ہے کہ بتوں کی بدگوئی سے بھی اپنی زبان بند رکھو اور صرف نرمی سے سمجھاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مشتعل ہو کر خدا کو گالیاں نکالیں اور ان گالیوں کے تم باعث ٹھہر جاؤ۔‘‘

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 460-461)

جبر کے خلاف قرآنی تعلیم

ایمان کا راستہ دل کی رضا، عقل کی روشنی، اور روح کی آمادگی سے طے ہوتا ہے، نہ کہ تلوار یا جبر سے۔ جب ایک مذہب کو غلط طور پر شدت پسند قرار دیا جائے تو اس سے معاشرتی تقسیم اور نفرت جنم لیتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے اس الزام کی تردید کر کے بین المذاہب ہم آہنگی کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا کہ

’’میں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ خدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین اسلام میں جبر نہیں تو پھر کس نے جبر کا حکم دیا‘‘

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 468)

عدل، عفو اور اصلاح کا قرآنی اصول

قرآنی تعلیم کے مطابق انتقام اور عفو دونوں کے درمیان نتائج، نیت، اور اصلاح کو معیار بنایا گیا ہے اور قرآن نہ شدت پسند ہے نہ مفرط، بلکہ ایک معتدل، متوازن، اور فطری تعلیم کا حامل ہے۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا کہ

قرآن شریف نے ان دونوں تعلیموں (افراط و تفریط) کو رد کر کے یہ فرمایا ہے۔ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ یعنی بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے جو کی جائے جیسا کہ توریت کی تعلیم ہے مگر جو شخص عفو کرے جیسا کہ انجیل کی تعلیم ہے تو اِس صورت میں وہ عفو مستحسن اور جائز ہوگی جبکہ کوئی نیک نتیجہ اس کا مرتب ہو‘‘

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 470-471)

اللہ تعالیٰ اہل وطن کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ’’پیغام صلح‘‘ کو پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

☆☆☆

خلافت علیٰ منہاج نبوت اُمت مسلمہ میں اتحاد و یکجہتی کی واحد ضامن ہے

(سلیق احمد نایک مربی سلسلہ دفتر ہفت روزہ اخبار بدر)

آج پوری امتِ مسلمہ غیر معمولی انتشار، افتراق، غربت اور ذہنی و فکری پسماندگی میں مبتلا ہے۔ اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کے لیے مختلف ادوار میں بے شمار تحریکیں اٹھتی رہی ہیں، مگر نتیجہ ہمیشہ وہی نکلتا ہے جس کی قرآنِ کریم نے یوں نشاندہی فرمائی: تَحۡسَبُہُمۡ جَمِیۡعًا وَّقُلُوۡبُہُمۡ شَتّٰی یعنی دکھنے میں تو وہ اکٹھے ہیں لیکن ان کے دل بکھرے ہوئے ہیں۔ غرض مسلمانوں کو متحد کرنے اور ان کے باہمی اختلافات دور کرنے کی ہر کوشش ناکامی سے دوچار ہوئی۔

سوچنے کا مقام یہ ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اتحادِ امت کے ہر منصوبے کو ناکامی کیوں ملتی ہے؟ اور وہ تحریکیں جو اسلام کے نام پر اٹھتی ہیں، خدا کی رحمت کو جذب کرنے کی بجائے اُس کے غضب کا باعث کیوں بنتی جا رہی ہیں؟

قرآن و حدیث کے مطالعے اور حالاتِ حاضرہ کے تجزیے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ امت اس بنیادی نعمت سے محروم ہو چکی ہے جو اسے یکجا رکھنے والی تھی۔ اس محرومی کی اصل وجہ مسلمانوں کے قول و فعل کا تضاد ہے۔ یہی تضاد انہیں خدا کے اُس وعدۂ نصرت سے دور کر چکا ہے جو سورۃ النور کی آیتِ استخلاف میں دیا گیا تھا۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝ (سورۃ النور:۵۶)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ وعدہ دراصل خلافتِ علیٰ منہاجِ نبوت کے قیام سے متعلق تھا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صاف الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانے میں آپؐ کے رنگ میں آپؐ کا ہی ایک روحانی فرزند، یعنی مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ دینِ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ مقدر ہے۔ پھر اس کی وفات کے بعد خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا وہ بابرکت سلسلہ قائم ہوگا جو قیامت تک جاری رہے گا اور امتِ مسلمہ کے اتحاد، استحکام اور اجتماعیت کا ضامن ہوگا۔

چنانچہ آج مسلمانوں کی زبوں حالی کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ ایک واجب الاطاعت امام اور خلافت جیسے عظیم نظام سے محروم ہیں۔ جبکہ مسیح موعود و مہدی معہود جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقررہ وقت پر مبعوث فرمایا اور جن کی وفات کے بعد سلسلۂ خلافت کو قائم رکھا ان کے انکار اور اس خدائی نظام سے دوری نے امت کو عذابِ الٰہی کے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔

مسلمانوں کے نمایاں راہنما اور مذہبی پیشوا خود اس حقیقت کا اعتراف کر رہے ہیں کہ آج امت کی ذلت و رسوائی کی سب سے بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس نہ کوئی امام موجود ہے، نہ کوئی روحانی پیشوا، اور نہ ہی کوئی ایسا رہبر جوان کی حالتِ زار پر توجہ دے سکے۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابو یاسر فاروقی صاحب لکھتے ہیں:

”قیام پاکستان سے لے کر آج تک اسلامی اصولوں کے مطابق وطن عزیز میں خلیفہ کا انتخاب نہیں ہو سکا۔ انہوں نے کہا کہ خلیفہ اللہ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کا نائب ہوتا ہے جو احکام خداوندی کا خود بھی پابند ہوتا ہے اور عامۃ الناس پہ احکام نافذ کر کے عمل کرانے کا پابند ہوتا ہے“۔

(نوائے وقت لاہور، ۲۵؍جولائی ۱۹۹۰ء)

اسی طرح پروفیسر خالد محمود ترمذی بھی خلافت کی اہمیت اور موجودہ حالات کے واحد عملی حل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انسانی عقل جو مخلوق ہے بغیر اپنے خالق کی رہنمائی اور ہدایت کے اپنے جیسے انسانوں کی رہنمائی نہیں کر سکتی۔ خالق حقیقی نے اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انبیاء بھیجے۔ انہوں نے ہمیں صحیح راستہ دکھایا۔

تا خلافت کی بنا ہو پھر جہاں میں استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قرآن نے خود ہی اصول وضع کیا کہ بارہا ہم نے اقلیت کو اکثریت پر فتح عطا کی ہے یعنی اکثریت اور اقلیت اللہ کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتی، اہمیت ہے تو حق کی۔ حق کی طرف ہے، کس کے ساتھ ہے۔ اقلیت کے ساتھ ہے تو وہی حق ہے خواہ باطل کے ساتھ کتنی بڑی اکثریت کیوں نہ ہو وہ بہرحال باطل ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ کسی نبی کے ساتھ کبھی کوئی قابل ذکر اکثریت نہیں رہی سوائے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تو کیا وہ انبیاء حق پر نہیں تھے نعوذ باللہ۔ میرا ایمان ہے کہ اس طرح ایک وقت آئے گا کہ جمہوریت کا بھوت لوگوں کے سر سے اتر جائے گا اور لوگ اسلام اسلام پکاریں گے خلافت دوبارہ جمہوریت کی جگہ لے لے گی، انشاء اللہ۔“

(روزنامہ جنگ ۳۱؍جولائی ۱۹۹۰ء)

جناب واصف علی واصف بھی ”یا الٰہی، یا الٰہی“ کے عنوان کے تحت ایک نہایت درد بھرے انداز میں دعا کرتے ہوئے یوں التجا پیش کرتے ہیں:

”یا الٰہی ہمیں لیڈروں کی یلغار سے بچا... ہمیں ایک قائد عطا فرما، ایسا قائد جو تیرے حبیب کے تابع فرمان ہو...اس کی اطاعت کریں تو تیری ہی اطاعت کے حقوق ادا ہوتے رہیں“

(نوائے وقت لاہور ۲۶؍ستمبر ۱۹۹۱ء)

اسی سلسلے میں مولانا مودودی صاحب بھی یہی احساس ظاہر کرتے ہیں کہ قوم اس وقت ایسے رہنما کی تلاش میں ہے جو نبیانہ بصیرت رکھتا ہو اور اسے صحیح راستہ دکھا سکے۔ چنانچہ وہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

”اکثر لوگ اقامت دین کی تحریک کرنے کے لئے کسی ایسے مرد کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو ان میں سے ایک ایک شخص کے تصور کمال کا مجسمہ ہو اور جس کے سارے پہلو قوی ہی قوی ہوں اور کوئی پہلو کمزور نہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں۔ اگرچہ زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے تو اس کی زبان گدی سے کھینچنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں مگر اندر سے ان کے دل ایک نبی مانگتے ہیں نبی سے کم کسی پر راضی نہیں“۔

(ترجمان القرآن دسمبر و جنوری ۴۳-۱۹۴۲ء صفحہ ۴۰۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس خوبصورت انداز میں فرمایا:

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو مُنہ کریں بک بک ہزار

حقیقت یہ ہے کہ ہر باشعور مسلمان اس امر کو محسوس کر رہا ہے کہ امتِ مسلمہ کی یکجہتی اور اتحاد و اتفاق کا واحد ذریعہ نظامِ خلافت ہی ہو سکتا ہے۔ اسی خواہش کے پیشِ نظر تاریخ کے مختلف ادوار میں خلافت کے احیاء کے لیے متعدد تحریکیں اٹھیں، اور آج بھی ایسی کوششیں جاری ہیں۔ لیکن لوگ اس بنیادی حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ خلافتِ حقہ ہمیشہ کسی نبی کی بعثت کے بعد ہی قائم ہوتی ہے۔

خلافت کا قیام کسی فرد، گروہ یا قوم کے ہاتھ میں نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا جاری کردہ نظام ہے۔ اور اللہ کی نصرت، باہمی اتحاد، روحانی مضبوطی اور تعلق باللہ میں ترقی اسی آسمانی خلافت کے ذریعہ عطا ہوتی ہے۔

خلافت درحقیقت حبلُ اللہ المتین ہے جو قوموں کو یکجا رکھنے اور ملت کے شیرازے کو مضبوطی سے باندھنے کا واحد ذریعہ ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

”اَلۡاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنۡ وَّرَائِہٖ“

امام ڈھال ہوتا ہے، جس کے پیچھے

کھڑے ہو کر دشمن سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔

اور جب کوئی امام موجود نہ ہو تو قومیں انتشار کا شکار ہو جاتی ہیں، ان کے اندر افتراق پھیل جاتا ہے جیسا کہ آج امتِ مسلمہ کی حالت اس حقیقت کی زندہ تصویر بنی ہوئی ہے۔

مسلمانوں کی یہی دردناک حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے امتِ مرحومہ پر رحم فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے نوازا، تاکہ وہ دلوں میں ایمان کی تازہ روح پھونکیں، وہ حقّانی معرفت جو دنیا سے مفقود ہو چکی تھی دوبارہ قائم کریں، اور تقویٰ و طہارت کی وہ حالت بحال کریں جو مدتوں سے غائب تھی۔ آپ فرماتے ہیں ؎

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جو مجھ کو پایا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حسبِ وعدہ خلافتِ احمدیہ کا بابرکت نظام قائم فرمایا۔ چنانچہ آج روئے زمین پر صرف جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جسے خلافتِ الٰہیہ کی نعمت عطا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک واجب الاطاعت امام کے زیرِ سایہ جمع کر کے ان کے اندر حیرت انگیز اتحاد، یگانگت اور یک جہتی پیدا کر دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ کی اس مضبوط رسی کو پوری قوت کے ساتھ تھامے ہوئے ہیں۔

وسائل کی کمی، تعداد کی قلت، شدید مخالفتوں اور مصائب کے طوفانوں کے باوجود یہ جماعت اسلام کی سربلندی کے لیے جو عظیم الشان خدمات سرانجام دے رہی ہے، اسے دیکھ کر دنیا دنگ رہ جاتی ہے کہ ایک چھوٹی، کمزور اور بظاہر بے وسیلہ جماعت کیسے اتنی بڑی عالمگیر تبدیلیوں کا ذریعہ بن گئی ہے۔ اس ساری کامیابی کی بنیاد خلافت کی برکت ہی ہے۔

خلفائے احمدیت نے مختلف اوقات میں جماعت کو اتحاد، محبت، اخوت اور قربانی کے عملی اسباق دئے، جس کے نتیجے میں ہر احمدی کے دل میں دوسروں کے لیے غیر معمولی محبت جنم لیتی ہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں چلے جائیں بس کسی احمدی بھائی کا دروازہ کھٹکھٹا دیں وہ آپ کا استقبال ایسی محبت، خلوص اور گرمجوشی سے کرے گا جیسے برسوں کا تعلق ہو۔ کسی اجنبی ملک میں بھی آپ کو اجنبیت محسوس نہیں ہوگی، کیونکہ خلافت کے زیرِ سایہ پروان چڑھنے والی محبت نے ہر احمدی کو ایک ہی روحانی خاندان کا فرد بنا دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جماعت احمدیہ ایک ہی جماعت ہے جو ۱۴۰ ممالک میں (اب تو ۱۹۰ ممالک سے بھی زائد ہیں۔ ناقل) منتشر پھیلی ہوئی ہونے کے باوجود پھر بھی ایک جمعیت رکھتی ہے، ایک مرکز رکھتی ہے اور دور دور پھیلے ہوئے احمدیوں کے دل بھی آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ ایک تکلیف کسی احمدی کو خواہ پاکستان میں پہنچے خواہ بنگلہ دیش میں ہندوستان میں یا کسی اور ملک میں اس تکلیف کی خبر جب دنیا میں پھیلتی ہے جماعت احمدیہ خواہ دنیا کے کسی ملک سے تعلق رکھتی ہو، یوں محسوس کرتی ہے کہ یہ ہماری تکلیف ہے اور عجیب خدا کی تقدیر کا حصہ ہے کہ جیسے میں آپ کے لئے غمگین ہوتا ہوں، جماعت میرے لئے غمگین ہوتی ہے کہ اس غم سے مجھے زیادہ تکلیف نہ پہنچے اور ایسے موقع پر مجھ سے تعزیت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور ایسی سادگی اور بھولے پن سے جیسے وہ اس بات پر مقرر کئے گئے ہیں کہ میری دلداری کریں۔“

(الفضل ۲۵/ جولائی ۱۹۹۴ء) (خطبہ فرمودہ ۲۴/ جون ۱۹۹۴ء ٹورنٹو کینیڈا)

چنانچہ خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ کے افراد کے درمیان ایک مضبوط روحانی اخوت اور محبت کا رشتہ قائم ہو چکا ہے۔ خلفائے احمدیت نے اس پاکیزہ رشتے کو مزید مستحکم بنانے کے لیے ہر دور میں جو انتھک کوششیں کیں، اُن کوششوں کی چند جھلکیاں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پہلے جانشین حضرت الحاج مولانا نورالدینؓ تھے۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا:

”یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے تم اس حبل اللہ کو اب مضبوط پکڑ لو۔ یہ محض خدا ہی کی رسی ہے جس نے تمہارے متفرق افراد کو اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو“۔

(بدر یکم فروری ۱۹۱۲ء)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے، اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے، یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے“۔

(بدر ۲۴/ اگست ۱۹۱۱ء)

پھر آپ نے جماعت کو آپس میں محبت و الفت بڑھانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

”یہاں آنے والوں کے واسطے ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے میل ملاپ کریں، پتہ مقام دریافت کریں، نام نشان پوچھیں اور آپس میں تعارف حاصل کریں۔ یہ بھی راہ ہے وحدت کے پیدا ہونے کی اور اگر کوئی کہے چلو جی ہمیں کیا ہم تو پنجاب کے اور یہ ہندوستان کے اس سرے کے ہم تو آپس میں ملیں بیٹھیں اوروں سے کیا غرض و غایت تو وہ نادان نہیں سمجھتا یہ امر وحدت کے متضاد ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک یہاں کے آنے والے کے نام و نشان سے بخوبی واقف ہو اور آگاہی ہو اور ایک دوسرے کے حالات پوچھتے جاویں اس طرح سے تعلق ہو جاتے ہیں۔ خدا کی طرف سے آنے والے وحدت چاہتے ہیں۔ اخوان کے معنے اور مفہوم بھی یہی ہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو جاننے پہچاننے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ تمہاری محبتوں، بختوں، جانفشانیوں کو رحم سے دیکھے اور قبول کرے اور آخر تک استحکام اور استقلال بخشے۔ یہاں تک کہ کوچ کا وقت آ جائے اور تم اپنے اقرار کے پورے پکے رہنے والے ہو اور اللہ کی رضا کے حاصل کرنے والے اور مقدم کرنے والے ہو“

(خطبہ ۳۰/ مارچ ۱۹۰۳ء، الفضل ۱۹/ مئی ۱۹۹۴ء)

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کے دور کا آغاز ہوا، تو جماعت میں ایک گروہ، جو اپنے آپ کو جماعت کی تمام تر ترقیات، نظام اور اتحاد و اتفاق کا ذمہ دار سمجھتا تھا، نے شیرازہ بندی کو بکھیرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے خود کو خلافت کے بابرکت نظام سے علیحدہ کر کے لاہور میں قیام کیا اور یہ خیال کر لیا کہ ان کے جانے سے جماعت، نعوذ باللہ، ختم ہو جائے گی اور لوگ قادیان کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔

ایسے مشکل حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بے پناہ حکمت، بصیرت اور شجاعت کے ساتھ جماعت کو متحد رکھنے، اخوت و محبت قائم رکھنے اور لوگوں کے دلوں میں خلافت کی اہمیت کو مضبوط کرنے کے لیے دن رات درس و تدریس، وعظ و نصیحت سے کام لیا۔ آپ کے ارشادات اور خلافت کی برکات کے بارے میں جو تعلیمات دی گئیں، وہ تاریخِ احمدیت کے روشن اور سنہرے ابواب میں شمار ہوتی ہیں۔

اس نتیجے میں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ حصہ جو خلافت کے دامن سے وابستہ رہا، دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا چلا گیا۔ لیکن جو لوگ خلافت سے الگ ہو گئے، وہ دن بہ دن انتشار اور افتراق کا شکار ہوتے چلے گئے، ان کی نسلیں احمدیت سے دور ہو گئیں، اور آج وہ اپنی ناکامی اور نامرادی کا خود سامنا کر رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خلافت سے وابستگی اور اس کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”خدا چاہتا ہے کہ جماعت کا اتحاد میرے ہی ہاتھ پہ ہو اور خدا کے اس ارداہ کو اب کوئی نہیں روک سکتا۔ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ان کے لئے (یعنی غیر مبائعین کے لئے) صرف دو ہی راہ کھلے ہیں یا تو وہ میری بیعت کر کے جماعت میں تفرقہ کرنے سے باز رہیں یا اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ کر اس پاک باغ کو جسے پاک لوگوں نے اپنے خون کے آنسوؤں سے سینچا ہے اکھاڑ کر پھینک دیں۔ جو کچھ ہو چکا، ہو چکا۔ مگر اب اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کا اتحاد ایک ہی طریق سے ہو سکتا ہے کہ جسے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے ورنہ ہر ایک شخص جو اس کے خلاف چلے گا تفرقہ کا باعث ہوگا“۔

(الفضل ۱۸/ فروری ۱۹۵۸ء، تقریر لاہور)

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے قوموں کی ترقی کا راز بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ قوموں نے اتفاق کے ذریعہ ہی ترقی حاصل کی ہے۔ وہ جماعتیں جو مالدار ہوں اور کثرت افراد کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہوں۔ وہ تفرقہ اور

نفاق کیوجہ سے ان چھوٹی چھوٹی جماعتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتیں جن میں جتھا اور اجتماع اور اتفاق اور اتحاد پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن جماعتوں نے ایک جان ہوکر پورے اتفاق واتحاد سے رہنے سے بڑی بڑی طاقتوں اور جماعتوں کا مقابلہ کیا ہے وہ ضرور کامیاب ہوئی ہیں اور کوئی ان کا مقابلہ نہیں کرسکا‘‘۔

(خطبہ جمعہ ۲۲؍مارچ ۱۹۱۸ء، الفضل ۱۸؍مئی ۱۹۹۵ء)

پھر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’کسی جماعت کی ترقی کے لئے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس کے سب افراد آپس میں ایک ہو جائیں ۔ جب تک کوئی جماعت فرد واحد کی طرح نہیں ہوجاتی ترقی نہیں کرسکتی۔ خواہ وہ جماعت دینی ہو یا دنیوی کیونکہ تمام کامیابیوں اور ترقیوں کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ قاعدہ جاری کیا ہوا ہے کہ جب تک ساری جماعت ایک نہ ہو جائے ، لڑنا جھگڑنا ، دشمنی، نفاق و حسد و کینہ ، بغض و عداوت کو چھوڑ نہ دے اس وقت تک ترقی نہیں کرے گی‘‘۔(الفضل ۱۰؍مئی ۱۹۹۲ء)

خلافت سے وابستگی کی برکت کے بارہ میں فرمایا:

’’جب تک تم اس کو پکڑے رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی۔ بیشک افراد مریں گے، مشکلات آئیں گی، تکالیف پہنچیں گی مگر جماعت کبھی تباہ نہیں ہوگی بلکہ وہ دن بدن بڑھے گی‘‘۔

(درس القرآن ۱۹۲۱ء، صفحہ ۷۳، بحوالہ خالد مئی ۱۹۹۱ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خلافت کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’حضرت مسیح موعودؑ کے وصال سے اس روشنی نے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھی چمکنا بند نہیں کر دیا۔ حضور کا وصال ہو گیا لیکن وہ روشنی اپنی جگہ قائم ہے اور ماحول کو باقاعدہ اور مسلسل منور کر رہی ہے۔ اور مردوں اور عورتوں کو ان کی حقیقی منزل کی طرف رہنمائی کر رہی ہے .... روشنی چمک رہی ہے اور اس کی شعاعیں حضور کے خلفاء کے ذریعہ اکناف عالم میں پہنچ رہی ہیں۔ ان خلفاء کو چھوڑ کر نہ کہیں روشنی ہے نہ حقیقی رہنمائی‘‘۔

(خطبہ جمعہ ۱۴؍مئی ۱۹۲۰ء، خالد مئی ۱۹۷۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ عنہ نے تو اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اپنے متعدد خطبات، تقاریر اور خطابات میں اس پر روشنی ڈالی ہے اور جماعت کو خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدردانی اور شکرگزاری کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وساطت سے اس زمانے میں ہم نے ایک زندگی پائی ۔ وہ زندگی جو ہمیشہ سے تھی مگر وہ مردہ تھے جن پر وہ اثر نہیں کر رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے ہم نے اسے زندہ محسوس کیا اور اس زندگی سے ہمارے محبت کے رشتے زندہ ہو گئے ۔ ہمارے دل دوبارہ دھڑکنے لگے ۔ ہم میں اجتماعیت کا احساس پیدا ہوا۔ یہ جب تک زندہ رہے گا ہم دنیا کو امت واحدہ بناتے رہیں گے ۔ یہ طاقت ہمیں خدا سے نصیب ہوئی ہے کوئی دنیا کی طاقت یہ طاقت ہم سے چھین نہیں سکتی اور اس کی وجہ وہی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اس کو سمجھیں ، اس پر قائم ہو جائیں تو آپ بڑی قوت کے ساتھ نئے آنے والوں کو اپنے ساتھ کھینچیں گے اور یہ اجتماعیت کا دائرہ بڑھتا چلا جائے گا۔ اللہ کرے کہ ہمیں آنحضرت ﷺ کی ان نصیحتوں کو سمجھنے اور حرز جان بنانے کی ، یعنی جان میں سب سے پیارا وجود سمجھنے کی طاقت عطا فرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ ۱۰؍جون ۱۹۹۲ء، الفضل ۱۲؍اگست ۱۹۹۲ء)

پھر فرمایا:

’’جماعت احمدیہ کے تعلقات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ دنیا میں کوئی اور جماعت اور کوئی قوم یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کیونکہ کثرت کے ساتھ اللہ کے نام پر ایک جگہ اکٹھے ہونے والے جو مختلف ملکوں قوموں اور مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں کہیں اور اکٹھے نہیں ہوتے اور آپس میں پھر ایک دوسرے سے ان کی محبتیں نہیں بڑھتیں ۔ انگلستان کی جماعت میں جب تک یہ انٹرنیشنل جلسہ شروع نہیں ہوا تھا ان کو اس بات کا ذائقہ ہی نہیں تھا کہ یہ کیا چیز ہوتا ہے۔ اتفاقاً کوئی باہر سے آ گیا اور شامل ہو گیا۔ اب یہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح پر جلسے پر دنیا بھر سے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں اور مختلف رنگوں اور مختلف نسلوں کے اور جب ایک مقامی آدمی کی نظر پڑتی ہے تو بلاشبہ محبت کی نظر پڑتی ہے۔ کئی دفعہ گزرتے ہوئے میں نے دیکھا ہے کہ کوئی غیر ملکی کھڑے ہیں اور ساتھ اردگرد مقامی لوگ جمگھٹا کر کے کھڑے ہیں اور بڑے غور سے اور پیار سے ان کو دیکھ رہے ہیں اور ہر ایک کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ مصافحہ کرے اور ان سے تعلقات بڑھائے۔ یہی حال آنے والوں کو ہوتا ہے۔ جاتے ہیں تو بھیگی آنکھوں کے ساتھ واپس جاتے ہیں اور واپس جا کر جو خطوط لکھتے ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ مقامی لوگوں سے ہی نہیں جو دوسرے ملکوں سے وہاں آئے تھے ان سے بھی ان کے تعلقات بڑے گہرے ہو گئے ہیں پھر آپس میں خط و کتابت چل پڑتی ہے....اس مضمون کو نئے آنے والوں کے تعلق میں بیان کر چکا ہوں۔ آج پھر آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہ جو خدا نے آپ کو نعمت عطا فرمائی ہے اور آپ کو معلوم بھی نہیں تھا کہ کیسے عطا ہوئی ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واسطے سے دوبارہ عطا ہوئی ہے۔ پس اس نعمت کو یاد رکھیں ۔ اللہ نے دوبارہ یہ نعمت اپنے فضل سے عطا کی ہے اور نعمت کے سوا دل نہیں باندھے جاسکتے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تصور اپنے میں سے نکال دیں تو آپ میں سے کسی کو دوسرے کی پرواہ نہیں رہے گی اور اس تعلق کو خلافت آگے بڑھا رہی ہے اور وہ تعلق پھر خلافت کی ذات میں مرکوز ہوتا ہے اور پھر آگے چلتا ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ ۱۰؍جون ۱۹۹۰ء، الفضل ۷؍اگست ۱۹۹۱ء)

پھر آپ نے جماعت کو اجتماعیت کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

’’اس ضمن میں خصوصیت سے آپ کو یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اکٹھے رہیں۔ آپ نے ایک اجتماع کا مرکز دیکھا تھا اور اجتماعیت کا جو نظارہ آپ کے علم میں تھا مگر اس طرح آنکھوں کے سامنے نہیں ابھرا تھا۔ وہ آنکھوں کے سامنے ابھرا ہے۔ تب آپ کو معلوم ہوا ہے کہ ایک ہاتھ پہ، ایک مرکز پہ اکٹھا ہونا کس کو کہتے ہیں۔ اس لئے آج جو میں نے آپ کے سامنے آیت تلاوت کی ہے اس کا اس مضمون سے تعلق ہے کہ آپ اپنی اجتماعیت کی حفاظت کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہیں، چمٹے رہیں۔ کوئی ایسی بات نہ کریں جو کسی جگہ بھی جماعت کے ایک وجود میں کسی طرح رخنہ پیدا کرے سکے‘‘۔

خدا تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر کہ اس نے اپنے فضل سے جماعت کو خلافت کے ذریعے اجتماعیت کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے، شکرگزاری کی ضرورت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’پس وہ خدا کا احسان کہ آپ کو اکٹھے کر دیا آج یہ دوسری صورت میں ظاہر ہوا ہے ۔ آج پھر بھائی بنائے گئے ہو لیکن خدا کی قسم اب جو بنائے گئے ہو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بنائے رکھے گا تمہیں، اگر تم انکساری کے ساتھ خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے زندگیاں بسر کرو گے تو اس نعمت کو کوئی تم سے چھین نہیں سکے گا‘‘۔

(خطبہ جمعہ ۵؍اگست ۱۹۹۴ء، الفضل ۲۳؍اگست ۱۹۹۴ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم نعمت کی صحیح قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں شامل کرے۔

☆☆☆

شعبہ نورالاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

قومی یکجہتی سے متعلق جماعت احمدیہ کی مساعی اور غیر از جماعت معززین کی آراء

(شیخ مجاہد احمد شاستری اُستاد جامعہ احمدیہ قادیان)

شہزادہ امن بانئ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی و معہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ علم و معرفت کے عظیم الشان خزانے دنیا میں تقسیم کئے۔ انہی خزانوں میں ایک لعل بے بہا قومی یکجہتی کی عظیم الشان تعلیمات کو از سر نو دنیا میں پیش کرنا ہے۔ آپ نے زمانہ کے حالات کا گہری اور عمیق نظر سے جائزہ لے کر خصوصاً ہندوستان کی دونوں قوموں ہندو اور مسلمان کو اتفاق، مذہبی رواداری معاشرتی قدروں اور قومی یکجہتی کے متعلق تفصیل سے ہدایات دیں۔

قومی یکجہتی کے متعلق آپ نے جو اصول اور ہدایات پیش کیں۔ اُن میں سب سے نمایاں مذہبی پیشوایان کی عزت و تکریم ہے۔ آپ نے نہ صرف یہ اعتقادی طور پر بیان فرمایا بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔ جلسہ ہائے پیشوایان مذاہب برصغیر میں جس شان سے احمدیہ مسلم جماعت نے منعقد کئے اور آج تک منعقد کر رہی ہے اس کی مثال بہت کم دیکھنے میں ملتی ہے۔

قومی یکجہتی کے قیام کے لئے آپ نے دوسرا اصول یہ بیان فرمایا کہ بلا مذہب و ملت کی تفریق کے تمام بنی نوع انسان سے یکساں سلوک کیا جائے۔

قومی یکجہتی کے قیام میں آپ کا ایک اور عظیم الشان کام یہ ہے کہ آپ نے ایک ایسی پُر امن جماعت قائم فرمائی۔ جو خلافت کی بابرکت راہنمائی میں مسلسل 135 سال سے ساری دنیا میں قومی یکجہتی کی مشعل جلا رہی ہے۔

بانئ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ قومی یکجہتی کے اصولوں نے نیک اور سعید روحوں پر اپنا اثر ڈالا اور کئی ایک نے اس حوالہ سے برملا اظہار کیا ہے۔ مندرجہ ذیل مضمون میں چند ایک معززین کی اہم آراء قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔

احمدیہ جماعت مسلمانوں میں ایک ترقی پسند جماعت ہے۔

دہرہ دون کے اخبار (The Frontier Mail) مورخہ 12 دسمبر 1948ء میں شری برہم دت صاحب لکھتے ہیں:

’’احمدیہ جماعت مسلمانوں میں ایک ترقی پسند جماعت ہے جملہ مذہب کے ساتھ رواداری اس کی بنیادی تعلیم میں شامل ہے۔ تمام پیشوایان مذاہب کی عزت و تکریم کرتے ہوئے احمدیوں نے ان کی تعلیمات کو اپنی مذہبی کتب میں شامل کیا ہے چالیس سال پیشتر یعنی اس وقت جب کہ مہاتما گاندھی ابھی ہندوستان کہ اُفق سیاست پر نمودار نہ ہوئے تھے۔ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے 1891ء میں دعوٰی مسیحیت فرما کر اپنی تجاویز رسالہ ’’پیغام صلح‘‘ کی شکل میں ظاہر فرمائیں۔ جن پر عمل کرنے سے ملک کی مختلف قوموں کے درمیان اتحاد و اتفاق اور محبت و مفاہمت پیدا ہوتی ہے۔ آپ کی یہ شدید خواہش تھی کہ لوگوں میں رواداری، اخوت اور محبت کی روح پیدا ہو۔ بے شک آپ کی شخصیت لائق تحسین اور قابل قدر ہے کہ آپ کی نگاہ نے بعید کے کثیف پردہ میں دیکھا اور (صحیح) راستہ کی طرف رہنمائی فرمائی اگر لوگ اپنی خود غرض اور غلط لیڈر شپ کی وجہ سے اس سیدھے راستے کو نہ دیکھ سکے تو یہ اُن کی غلطی تھی اور نفرت و حقارت کے جو کھیت انہوں نے بوئے تھے ان کی فصل کاٹنے کے وہ اب ضرور مستحق تھے۔‘‘

(دہرہ دون (TheFrontier Mail) مورخہ 12 دسمبر 1948ء)

احمدیہ جماعت کے افراد کا عقیدہ ہے کہ جملہ مذاہب سے یکساں سلوک کیا جائے

مسٹر ایچ آر وو ہرا (Mr.H.R.Vohra) نمائندہ خصوصی مشہور اخبار سٹیٹسمین نئی دہلی مورخہ 17, 18 نومبر 1948ء میں لکھتے ہیں:

’’قادیان حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی جائے پیدائش ہے۔ جنہوں نے 1891ء میں مسیح موعود ہونے کا دعوٰی کیا۔ آپ نے اس بات کا اظہار کیا کہ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کی خو بو اور صفات لیکر آئے ہیں۔ قادیان لاکھوں مسلمانوں کا جو احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں مقدس مقام ہے اس کی چپّہ چپّہ زمین احمدیوں کو محبوب ہے۔ یہ قصبہ احمدیہ جماعت کا مرکز ہے اور اس میں مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کی رہائش رہی ہے۔

قادیان میں مقیم 313 مومنین باوجود سرکاری افسران کی ابتدائی مخالفت اور غیر مسلم پناہ گزینوں کی عداوت کے قادیان میں قائم رہے۔ ان کے جماعتی اصولوں میں ان کا غیر متزلزل ایمان حکومت وقت کے ساتھ وفاداری اور تمام مذاہب کے ساتھ ان کی رواداری کی تعلیم ہے۔

احمدیہ جماعت کے افراد کا عقیدہ ہے کہ جملہ مذاہب سے یکساں سلوک کیا جائے اسی اصول کی بناء پر وہ قادیان کے ہندو اور سکھ یتیموں کی مدد کرتے ہیں اور اب بھی جب کے جماعت کی مالی حالت بہت کمزور ہو چکی ہے ان یتیموں ایک تعداد اپنے وظائف حسب معمول احمدیہ جماعت سے حاصل کر رہے ہیں۔‘‘

(اخبار سٹیٹسمین نئی دہلی مورخہ 18,17 نومبر 1948ء)

عقیدہ، ضمیر اور عمل کی آزادی احمدیوں کے نزدیک ہر مذہب کا بنیادی حق ہے۔

مسٹر جسونت سنگھ جرنلسٹ کلکتہ کے مشہور اخبار ’’ہندوستان ٹائمز‘‘ اپنی 25 دسمبر 1951ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

احمدیہ جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ تمام مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے مدعی ہیں اور ایک لمبے عرصہ سے دنیا میں قائم ہیں یقینا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ گو یہ ہوسکتا ہے کہ لمبا زمانہ گزرنے کی وجہ سے اُن کی تعلیم میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہو اور اُن کی روحانی طاقت کمزور ہو گئی ہو۔

احمدیت کی تعلیم کی رو سے یہ نا جائز ہے کہ مذہبی معاملات میں طاقت اور جبر کا استعمال کیا جائے۔ عقیدہ، ضمیر اور عمل کی آزادی احمدیوں کے نزدیک ہر مذہب کا بنیادی حق ہے۔ اور جہاد کا خیال جس رنگ میں پرانے خیالات کے دوسرے مسلمانوں میں رائج ہے جس کی رُو سے مذہب کے نام پر جبر اور طاقت کا استعمال جائز ہے احمدیت اس کو نہیں مانتی۔

سیاسی لحاظ سے جماعت احمدیہ کا یہ اصول اور طریق ہے کہ احمدی جس ملک یا علاقہ میں رہتے ہیں وہاں کی قائم شدہ حکومت کے وفادار ہوتے ہیں اور ہر رنگ میں ملک کے قانون اور دستور کی اطاعت کرتے ہیں یہ بات ان کے بنیادی اصول اور مذہبی عقیدہ میں شامل ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں۔ اور کسی صورت میں بھی سٹرائیک (ہڑتال) تحریک عدم تعاون یا کسی بغاوت یا غیر قانونی کاروائی میں شامل نہ ہوں۔ 1947ء کے فسادات کے دوران (حضرت) مرزا بشیر الدین محمود احمد (صاحب) اپنے کثیر پیروؤں کے ساتھ پاکستان ہجرت کر گئے۔ آپ اپنے پیچھے تین صد کے قریب اپنے مخلص پیرو مذہبی مرکز کی حفاظت کے لئے چھوڑ گئے پاکستان میں آپ نے عارضی مرکز پہلے لاہور میں قائم کیا اور پھر ربوہ میں۔ اب تک بھی قادیان اہم مرکز ہے اور یہیں سے صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی 125 شاخوں کی جو ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں دیکھ بھال اور نگرانی کرتی ہے۔ چیف سکرٹری جو ناظر اعلیٰ کہلاتے ہیں بطور پریذیڈنٹ انجمن کے فرائض ادا کرتے ہیں اور مرکزی دفاتر مختلف ناظروں کی مدد سے جماعت کی تنظیم اور نگرانی کا کام کرتے ہیں۔ ماتحت اداروں اور مبلغین کے اخراجات اس فنڈ سے پورے کئے جاتے ہیں جو صدر انجمن کے انتظام کے تحت باقاعدہ طور پر چندوں سے فراہم ہوتا ہے۔ عام طور پر ہر احمدی اپنی آمد کا تیسرا حصہ بطور چندہ کے مرکز جماعت میں ادا کرتا ہے۔

جماعت کے روحانی پیشوا کی قادیان سے ہجرت کی وجہ سے اس کہ قدیم شان جاتی رہی ہے۔ لیکن تاہم صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے کوشش جاری ہے کہ اس کا کھویا مقام اس کو پھر حاصل ہو موعود نبی کی پیشگوئی کے مطابق احمدیہ جماعت اس بات پر پورا یقین رکھتی ہے کہ قادیان دوبارہ جماعت کا ایک زندہ فعال اور معمور مرکز بن جائے گا۔‘‘

(ہندوستان ٹائمز 25 دسمبر 1951ء)

احمدیوں کا بلند کیرکٹر اور مذہبی شعار

مشہور ادیب و صحافی جناب سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر اخبار ’’ریاست‘‘ نے لکھا:

’’جو لوگ احمدیوں کے مذہبی کیریکٹر اور ان کے بلند شعار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اگر دنیا کے تمام احمدی ہلاک ہو جائیں، اُن کی تمام جائیداد لوٹ لی جائے۔ صرف ایک احمدی زندہ بچ جائے اور اس احمدی سے یہ کہا جائے کہ اگر تم بھی اپنا مذہبی شعار تبدیل نہ کرو گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ تو یقینا دنیا میں زندہ رہنے والا یہ احمدی بھی اپنے شعار نہیں چھوڑے گا۔ مرنا اور تباہ ہونا قبول کرے گا۔‘‘

(اخبار ریاست 16 مارچ 1953ء)

جماعت احمدیہ کی حکومت وقت کے ساتھ وفا شعاری کے متعلق ایڈیٹر صاحب ریاست فرماتے ہیں:

’’احمدی جماعت مذہباً اور اصولاً حکومتِ وقت کی وفاشعار ہے۔اس جماعت کے بانی نے اپنی امت کے لئے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ حکومتِ وقت کی وفاشعار رہے، چنانچہ انگریزوں کے زمانہ میں احمدی انگریزوں کے وفادار رہے اور انگریزوں کے چلے جانے کے بعد جو احمدی ہندوستان میں ہیں قولاً اور فعلاً ہندوستان کی موجودہ گورنمنٹ کے وفا شعار ہیں اور جو احمدی پاکستان میں ہیں وہ پاکستانی گورنمنٹ کے اخلاص کے ساتھ وفاشعار ہیں ان لوگوں کی وفاشعاری پر شک کرنا صداقت پر پردہ ڈالنا ہے۔‘‘

(اخبار ریاست 25 مئی 1953ء)

ہم کو اس کی استقامت عزم کا اعتراف کرنا پڑتا ہے

علامہ نیاز محمد خان نیاز فتحپوری ایڈیٹر ماہنامہ نگار لکھنؤ نے لکھا:

’’یہ تحریک ایک مختصر سے گاؤں سے شروع ہوکر نصف صدی کے اندر اندر تمام دنیا کے گوشوں تک پہنچ جاتی ہے تو ہم کو اس کی استقامت عزم کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ استقامت کسی جماعت اُس وقت پیدا ہوسکتی ہے جب اس کا بانی مؤسس خود بڑا مخلص انسان ہو‘‘

(ملاحظات صفحہ 117)

احمدی یکجہتی اور اتحاد میں کمال حاصل کر چکے ہیں

پروفیسر شیر سنگھ صاحب ایم۔ایس۔سی لکھتے ہیں:

’’پیار خلوص، الفت و محبت اور صلح مذہب کی زندگی کے لئے سب سے ضروری چیز ہیں مگر یہ بات افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ دنیا میں انسانی وحدت اور پیار کے پیدا کرنے کی جگہ مختلف مذاہب کے لوگ اور خاص کر متعصب پیرو کار اپنے ذاتی مفاد کو رکھ کر باہمی بغض اور کینہ اور عداوت کا باعث بنتے رہے ہیں۔احمدیوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ ان کے بانی نے سب مذاہب کا یکساں عزت واحترام کیا اور منتشر انسانی دلوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی۔ یہ امر ان کے دفتر زیارت کے کمرے میں داخل ہونے سے ہی ثابت ہوجاتا ہے۔اس کمرہ میں دیواروں سے لٹکائے ہوئے چارٹ ہر مذہب کی آراء اور خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ احمدی یکجہتی اور اتحاد میں کمال حاصل کر چکے ہیں اور پاکستان بننے کے باوجود اپنے اس مادر وطن، میں خوش باش اور اعتناء سے لبریز نظر آتے ہیں۔ان سے مل کر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں مجموعی طور پر انسان سے پیار اور محبت کا جذبہ موجود ہے۔خواہ وہ کسی بھی مذہب وملت کا ہو۔یہ آثار بین الاقومی ترقی کے لئے بہت موزوں ہیں۔جس مذہب میں یہ باتیں ہوں اور خاص کر عمل کی زندگی میں ڈھل چکی ہوں وہ مذہب دن دگنی رات چگنی ترقی کرتا ہے اور میری آرزو ہے کہ ہر مذہب کے پیروکاروں میں یہ خیال عمل میں آنا چاہئے۔‘‘

یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

(اخبار بدر قادیان 14 جولائی 1954ء)

احمدیہ مشن کے ذریعہ ہندو مسلم کی تمیز کے بغیر فساد زدگان کو امداد

بمبئی فسادات کے موقع پر جماعت کی خدمت انسانیت کا ذکر گجراتی زبان کے کثیر الاشاعت اخبار ’جنم بھومی‘ نے اس ہیڈنگ کے تحت کیا’’احمدیہ مشن کے ذریعہ ہندو مسلم کی تمیز کے بغیر فساد زدگان کو امداد‘‘۔اخبار لکھتا ہے:

’’نامہ نگار بمبئی شہر میں ہوئے حالیہ فسادات کے فساد زدگان کو بلاتمیز مذہب وملت لندن میں مقیم جماعت کے خلیفہ مرزا طاہر احمد صاحب کے حکم سے بمبئی مشن کے انچارج مولوی برہان احمد ظفر نے راحت پہنچائی۔

گذشتہ مہینے علاقہ دھاراوی کے گنیشو دھیا مندر میں 35 ہندو اور 15 مسلم گھرانوں میں راحت کا سامان تقسیم کیا گیا اس موقع پر شمالی بمبئی کے ممبر پارلیمنٹ رام نائک صاحب رمیش مڈیکر صاحب اور جماعت احمدیہ بمبئی کے صدر غلام محمود صاحب موجود تھے۔اس طرح بمبئی سینٹرل دھوبی گھاٹ۔ سات راستہ۔ مراٹھا مندر کے علاقوں کے فساد زدگان کو احمدیہ مشن پروئی ایم سی اے کے جنرل مینجر جیکب ابراہام اور یوُ جنتا دل کے صدر نسیم صدیق صاحب کی موجودگی میں 12 ہندوؤں اور 37 مسلم گھرانوں کو راحتی سامان دیا گیا اسی طرح ان کی طرف سے ایک ایسا ہی پروگرام دھاراوی کے علاقہ بھگت نگر میں ہوا جہاں مہمان خصوصی جناب گوردھن چوہان تھے اُنکی موجودگی میں 11 ہندو اور 44 مسلم گھرانوں میں سامان تقسیم کیا گیا۔ اس کے علاوہ وڈالہ، پٹھان واڑی، ملاڈ، باندرہ پلاٹ، جوگیشوری، ملت نگر، اندھیری، مدن پورہ کے علاقے میں راحت کا سامان تقسیم کیا۔

اسی طرح جماعت احمدیہ نے قومی یکجہتی کے پیش نظر بھاگلپور فساد سے متاثرہ لوگوں کے لئے 1989ء میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے دو کالونیاں تعمیر کیں جن میں سے ایک نام طاہر نگر دوسری کا نام کرشن نگر ہے۔‘‘

(روزنامہ جنم بھومی گجراتی 8 فروری 1993 صفحہ 6)

معروف جرنلسٹ جناب مظفر حسین صاحب

اخبار سامنا ہندی جماعت احمدیہ کے خدمت انسانیت کے جذبہ کے متعلق معروف جرنلسٹ کے بیان کو تحریر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

’’احمدیہ قوم ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان بڑھتی ہوئی دوری کو کم کرنے کے لئے پل کا کام کر رہی ہے۔‘‘

(دوپہر کا سامنا ہندی 30 مارچ 1993ء)

جماعت احمدیہ ہندوستان کا پنتھ ہے۔

1993ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت پر تمام دنیا میں یوم انسانیت منایا گیا تھا۔27 نومبر 1993ء کو کے سی کالج چرچ گیٹ میں جلسہ یوم انسانیت کے موقع پر مشہور جرنلسٹ اور سابق ایڈیٹر جن ستہ جناب ودیا دھر گوکھلے جی نے برملا اظہار کیا کہ:

’’ جماعت احمدیہ ہمارے وطن کی اور خاص کر مسلمان بھائیوں کی ایک پروگریسو اور لبرل مائینڈ ایسی سنستھا ہے سنگٹھن ہے میں تو اسے ایک دوسرا نام دینا چاہتا ہوں۔ میں کہوں گا جماعت احمدیہ ہندوستان کا دلدار پنتھ ہے میں اسے دلدار پنتھ کہوں گا۔آج اپنے بھارت کو سب سے بڑی ضرورت ہے بڑے دل والوں کی دھرم کا مذہب کا سچا ارتھ جاننے والے لوگوں کی ہے چھوٹے دل ودماغ والے جو پولیٹیشن ہوں اُن کی ضرورت نہیں تمہاری ہماری ضرورت زیادہ ہے۔ دلدار لوگوں کی ضرورت زیادہ ہے کیونکہ اہل دل ہی سمجھ سکتا ہے کہ مذہب کا سچا سندیش کیا ہے وہ انسانیت ہے مانوتا ہے۔مانوتا کے پرتی محبت یہی دھرم اور نفرت یہ ادھرم ہے اس کارن جماعت احمدیہ آج مانوتا دوس منا رہی ہے یہ لائق تعریف ہے میں اس کو بہت بہت دھنیا واد دیتا ہوں۔‘‘

(تقریر یوم انسانیت مورخہ 27 نومبر 1993ء بحوالہ ملینئم نمبر اخبار بدر 2000ء)

جناب سردار گیانی ذیل سنگھ
سابق صدر جمہوریہ ہندوستان

’’ میں ایک لمبے عرصہ سے جماعت احمدیہ کو جانتا ہوں اور مجھے متعدد دفعہ ان کے مقدس مرکز کی زیارت کا موقع ملا ہے۔ یہ اقلیتی جماعت اپنے امن پسند اصولوں اور قانون کا احترام اور باہمی تعاون اور رواداری کے طریقہ کے باعث نہ صرف انتہائی مشکل اور نا مساعد حالات میں زندہ رہی بلکہ اس جماعت نے اپنے اچھے اثرات پیدا کرتے ہوئے اپنے علاقہ میں ایک عزت و احترام کا مقام حاصل کر لیا ہے۔

جماعت احمدیہ تمام مذہبی پیشواؤں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔اُنہوں نے محبت اور خدمت خلق کے جذبہ سے سب لوگوں کے دلوں کو جیتا ہے۔احمدیہ جماعت دوسرے مسلمانوں کی نسبت زیادہ وسیع القلب اور حقیقت پسند اُصول اپناتی ہے۔اور اس نے ہمیشہ اخلاقی سر بلندی اور قومی یکجہتی کے اصولوں کو اختیار کیا ہے۔اُنہوں نے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے ہیں۔میں اس موقع پر جماعت احمدیہ کو مختلف میدانوں میں تعمیری کام سرانجام دینے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور یہ اُمید رکھتا ہوں کہ بے لوث خدمت محبت اور لگن کے ساتھ اپنے نیک مقاصد پر گامزن رہے گی۔ میں دل سے اس کی ترقی کا متمنی ہوں۔‘‘

(بحوالہ سوئینئر 1989ء -
بدر قادیان 23 نومبر 2000ء صفحہ 177)

میں جماعت احمدیہ کے موٹو LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE کی قدر کرتا ہوں۔

امیت شاہ منسٹر آف سٹیٹ گجرات

جلسہ سالانہ 2004ء کے موقع پر جناب امیت شاہ صاحب منسٹر سٹیٹ گجرات (موجودہ ہوم منسٹر بھارت) نے اپنے پیغام میں فرمایا:

’’میں جماعت احمدیہ کے موٹو LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE کی قدر کرتا ہوں یہ ماٹو بنی نوع انسان میں صبر و برداشت کی روح، عالمی اخوت، رحم اور ہمدردی اور انصاف کے جذبہ کو بڑھانے میں موجودہ نفرت اور تشدد کی دنیا میں ایک بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے۔‘‘

(بحوالہ اخبار بدر 18 جنوری 2005ء صفحہ 16)

پدم شری وجے کمار چوپڑا صاحب
چیف ایڈیٹر ہند سماچار

جلسہ سالانہ 2005ء کے موقع پر پدم شری وجے کمار چوپڑا صاحب چیف ایڈیٹر ہندسماچار نے کہا کہ:

’’میرا قادیان سے بہت پرانا تعلق ہے ......جماعت احمدیہ بھی قادیان سے انسانیت کا پیغام لیکر چلی ہے۔ جب بھی بھارت پر کوئی مشکل آئی ہے جماعت احمدیہ نے ہمیشہ مدد کی ہے۔تمام اکناف عالم کو یہی پیغام دیا ہے کہ ہم سب ایک ہیں۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔‘‘

(اخبار ہندسماچار جالندھر 29 دسمبر 2005ء)

☆☆☆

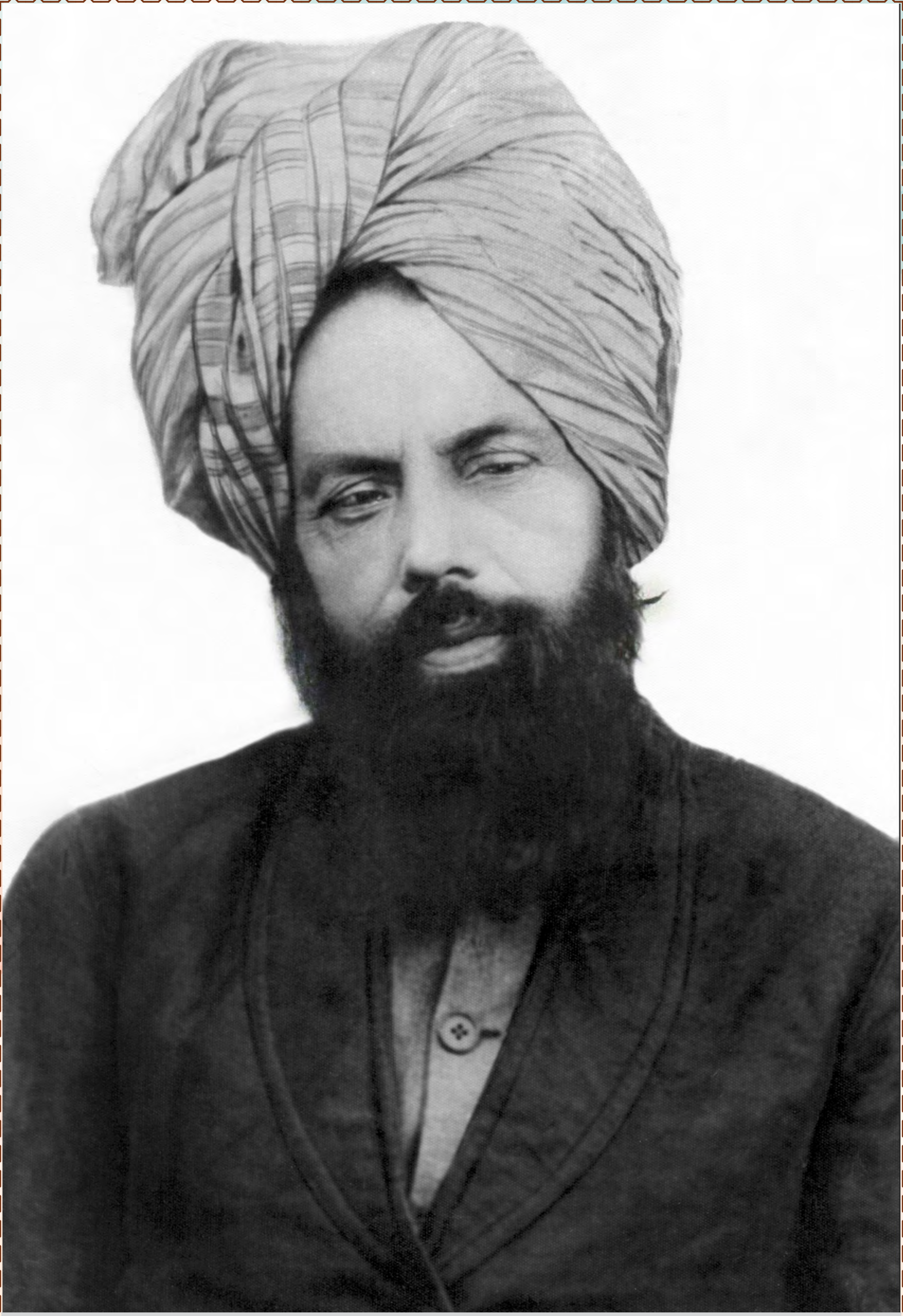

حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

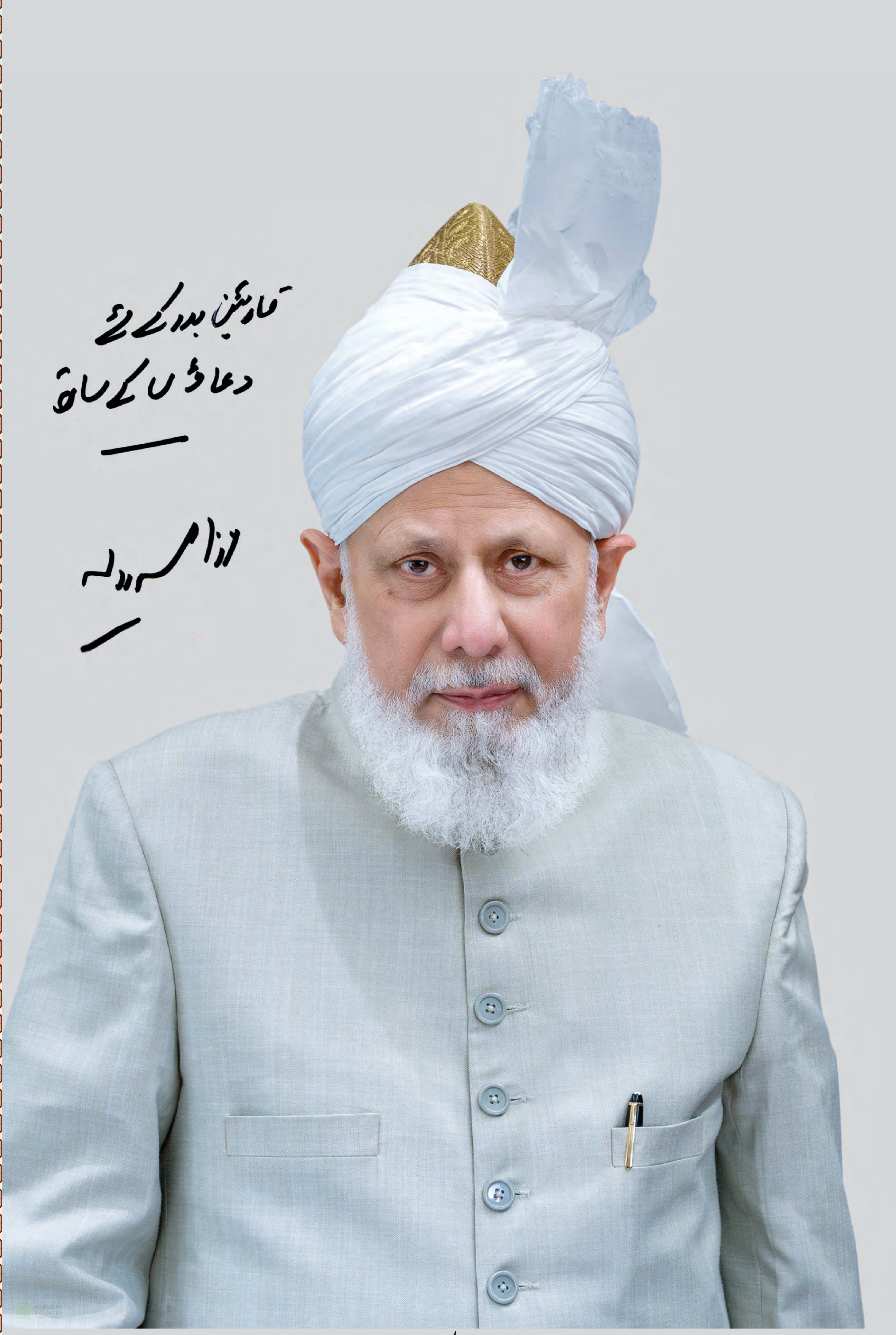

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جلسہ سالانہ برطانیہ 2025ء کے ایمان افروز مناظر

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile : +91 82830 58886
E-mail : badrqadian@rediffmail.com
Website : www.akhbarbadr.in
: www.alislam.org/badr

Registered with the registrar of the newspapers for India at No. RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA
Vol. 74 Thursday 18 - 25 - December - 2025 Issue. 51 - 52

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
MOBILE NO. +91-9815639670
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
ANNUAL SUBSCRIPTION
By Air (INR) ₹: 850.00
(GBP) £: 50.00
(EUR) €: 60.00
(USD) $: 80.00

اسلام تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کا محافظ ہے

خدا تعالیٰ یہ ظاہر فرماتا ہے کہ ان تمام عبادت خانوں کا مَیں ہی حامی ہوں اور اسلام کا فرض ہے کہ اگر مثلاً کسی عیسائی ملک پر قبضہ کرے تو تُو ان کی عبادت خانوں سے کچھ تعرض نہ کرے اور منع کر دے کہ ان کے گرجے مسمار نہ کئے جائیں‘‘۔ ان کو چھیڑا نہ جائے، ان کو گرایا نہ جائے۔’’ اور یہی ہدایت احادیث نبویہؐ سے مفہوم ہوتی ہے کیونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ کوئی اسلامی سپہ سالار کسی قوم کے مقابلے کے لئے مامور ہوتا تھا تو اس کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کے عبادت خانوں اور فقراء کے خلوت خانوں سے تعرض نہ کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کس قدر تعصب کے طریقوں سے دور ہے کہ وہ عیسائیوں کے گرجاؤں اور یہودیوں کے معبدوں کا ایسا ہی حامی ہے جیسا کہ مساجد کا حامی ہے۔ (چشمہ معرفت۔ 394-393)

یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے...
کہ
ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے

یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑ ہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔

(تحفہ قیصریہ صفحہ 7)